غیر مقلدین کو دعوتِ انصاف

جلد چہارم

محمد نعیم اللہ خان قادری

فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز

کاموکی

بِالْمَوَدَّةِ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ (الی قولہ تعالیٰ) لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (پارہ ۲۸، الممتحنۃ آیت ۱،۳)

جو تم چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو اور تم میں جو ایسا کرے گا وہ ضرور سیدھی راہ سے بہکا، تمہارے رشتے اور تمہارے بچے تمہیں کچھ نفع نہ دیں گے، قیامت کے دن اللہ تم میں اور تمہارے پیاروں میں جدائی ڈالدے گا کہ تم میں ایک دوسرے کے کچھ کام نہ آسکے گا اور اللہ تمہارے اعمال دیکھ رہا ہے۔

اور فرماتا ہے۔

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (پ ۶، سورۃ المائدہ آیت ۵۱)

جو تم میں ان سے دوستی کرے گا تو بے شک وہ انہیں میں سے ہے بیشک اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالموں کو۔

پہلی دو آیتوں میں تو ان سے دوستی کرنے والوں کو ظالم و گمراہ فرمایا تھا اس آیت کریمہ نے تو بالکل تصفیہ فرما دیا کہ جو ان سے دوستی رکھے وہ بھی انہیں میں سے ہے انہیں کی طرح کافر ہے۔ ان کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا اور وہ کوڑا بھی یاد رکھئے کہ تم چھپ چھپ کر ان سے میل رکھتے ہو اور میں تمہارے چھپے ظاہر سے سب کو خوب جانتا ہوں۔

اب وہ رسی بھی سن لیجئے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے باندھے جائیں گے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (پ ۱۰، سورۃ التوبہ آیت ۶۱)

وہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

اور فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا (پ ۲۲، الاحزاب آیت ۵۷)

بیشک جو لوگ اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا و آخرت میں اور اللہ نے ان کیلئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اللہ عزوجل ایذا سے پاک ہے۔ اسے کون ایذا دے سکتا ہے مگر حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کو اپنی ایذا فرمایا۔ ان آیتوں سے اس شخص پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدگویوں سے محبت کا برتاؤ کرے سات کوڑے ثابت ہوئے۔

(۱) وہ ظالم ہے (۲) وہ گمراہ ہے (۳) وہ کافر ہے (۴) اس کیلئے دردناک عذاب ہے (۵) وہ آخرت میں ذلیل وخوار ہوگا (۶) اس نے اللہ واحد قہار کو ایذا دی (۷) اس پر دونوں جہان میں اللہ کی لعنت ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

اے مسلمان اے مسلمان اے امتی سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وسلم خدارا ذرا انصاف کر، وہ سات بہتر ہیں جو ان لوگوں سے یک لخت ترکِ علاقہ کر دینے پر ملتے ہیں۔ کہ دل میں ایمان جم جائے۔ اللہ مددگار ہو جنت مقام ہو، اللہ والوں میں شمار ہو، مرادیں ملیں، خدا تجھ سے راضی ہو، تو خدا سے راضی ہو یا یہ سات بھلے ہیں۔ جو

ان لوگوں سے تعلق لگا رہنے پر پڑیں گے کہ ظالم، گمراہ، کافر، جہنمی ہو۔ آخرت میں خوار ہو، خدا کو ایذا دے خدا دونوں جہان میں لعنت کرے ھیھات ھیھات، افسوس، افسوس کون کہہ سکتا ہے کہ یہ سات اچھے ہیں کون کہہ سکتا ہے کہ وہ سات چھوڑنے کے ہیں۔

مگر جان برادر خالی یہ کہہ دینا تو کام نہیں دیتا وہاں تو امتحان کی ٹھہری ہے ابھی آیت سن چکے۔ الٓمّٓ ط اَحَسِبَ النَّاسُ (الآیہ)۔ کیا اس بھلاوے میں ہو کہ بس زبان سے کہہ کر چھوٹ جاؤ گے امتحان نہ ہوگا۔

ہاں یہی امتحان کا وقت ہے

دیکھو یہ اللہ واحد قہار کی طرف سے تمہاری جانچ ہے۔ دیکھو وہ فرما رہا ہے کہ تمہارے رشتے علاقے قیامت میں کام نہ آئیں گے۔ مجھ سے توڑ کر کس سے جوڑتے ہو دیکھو وہ فرما رہا ہے کہ میں غافل نہیں۔ میں بے خبر نہیں، تمہارے اعمال دیکھ رہا ہوں۔ تمہارے اقوال سن رہا ہوں، تمہارے دلوں کے حالات سے خبردار ہوں۔ دیکھو بے پرواہی نہ کرو پرائے پیچھے اپنی عاقبت نہ بگاڑو، اللہ ورسول کے مقابل ضد سے کام نہ لو، دیکھو وہ تمہیں سخت عذاب سے ڈراتا ہے اس کے عذاب سے کہیں پناہ نہیں۔ دیکھو وہ تمہیں اپنی رحمت کی طرف بلاتا ہے، بے اس کی رحمت کے کہیں نباہ نہیں، دیکھو گناہ تو نرے گناہ ہوتے ہیں جن پر عذاب کا استحقاق ہو (یعنی عذاب کا حق ثابت ہو) مگر ایمان نہیں جاتا عذاب ہو کر خواہ رب کی رحمت، حبیب کی شفاعت سے بے عذاب ہی چھٹکارا ہو جائے یا ہو سکتا ہے، مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا مقام ہے ان کی عظمت ان کی محبت مدار ایمان ہے، قرآن مجید کی آیتیں سن چکے کہ جو اس معاملہ میں کمی کرے اس پر دونوں جہان میں

خدا کی لعنت ہے۔

دیکھو جب ایمان گیا پھر اصلاً ابداً آباد تک کبھی کسی طرح ہرگز عذاب شدید سے رہائی نہ ہوگی۔ گستاخی کرنے والے جن کا تم یہاں کچھ پاس لحاظ کرو وہاں وہ اپنی بھگت رہے ہوں گے۔ تمہیں بچانے نہ آئیں گے۔ اور آئیں تو کیا کر سکتے ہیں۔ پھر ایسوں کا لحاظ کر کے اپنی جان کو ہمیشہ ہمیشہ غضب جبار و عذاب نار میں پھنسا دینا کیا عقل کی بات ہے؟

سننے والے نہایت غور کے ساتھ اپنے رب عزوجل کے ارشادات سن رہے ہیں۔ اور سب کی زبانوں پر سبحان اللہ اور مرحبا آفرین کے جملے بار بار آرہے ہیں اور وجد میں جھومتے جاتے ہیں۔ یہاں تک مدرسہ کا وقت ختم ہو گیا۔ تو استاد نے روک کر رخصت کی اجازت اور شاگردوں کو چھٹی دیتے ہوئے فرمایا۔

استاد: بس آپ لوگوں کے ایمان کی درستی کیلئے فی الحال اتنا کافی ہے۔ یہ کتاب "تمہید ایمان اور حسام الحرمین شریف" ایک ساتھ ایک جلد میں چھاپ دی گئی ہے۔ ایک ایک جلد آپ لوگ حاصل کر کے پڑھ سکتے ہیں۔ مجھے چونکہ تقویۃ الایمان کی اصلاح کرنا ہے اور یہ کام فی الحال ہر کام سے زیادہ ضروری ہے۔ ہمارے شاگرد رشید غلام دستگیر کل سے اسی کے متعلق سوالات کریں گے جن کا جواب انشاء اللہ تعالیٰ قرآن وحدیث سے دیا جائے گا اور بتایا جائے گا کہ جو آیتیں یا حدیثیں تقویۃ الایمان میں لکھی گئی ہیں ان کا صحیح مفہوم اور مطلب کیا ہے

مولوی اسماعیل صاحب کو دنیا کی محبت نے ایسا مجبور کر دیا کہ قرآن شریف کی آیتوں کا مفہوم دل سے گڑھا اور عوام کو مغالطے میں ڈال دیا۔ یہ بھی خیال نہ کیا کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسے شخص کیلئے جہنم کی سزا مقرر فرمائی۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَالَ فِی الْقُرْآنِ بِرَائِهٖ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ وَفِي رِوَايَةٍ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ (مشکوٰۃ ص ۳۵)

جو شخص قرآن شریف میں اپنی رائے سے معنی بیان کرے اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

ایسی اور بھی احادیث ہیں مگر ایمان والو کو یہی کافی ہے۔ اس کے بعد سب لوگ رخصت ہوئے اور تمام شاگرد اپنے اپنے گھر چلے گئے۔



تیسرا سبق

اصلاح تقویۃ الایمان

آج بھی گزشتہ دنوں کی طرح مسلمانوں کا کافی اجتماع ہے اور شاگرد اپنا پہلا سوال پیش کرتا ہے۔

شاگرد: حضور تقویۃ الایمان کے صفحہ ۵ پر یہ عبارت لکھی ہے جس کی سرخی یہ ہے

﴿پہلا باب﴾

توحید و شرک کے بیان میں

عبارت تقویۃ الایمان .....اول سننا چاہئے کہ شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے۔ اصل توحید نایاب۔ لیکن اکثر لوگ شرک و توحید کے معنی نہیں سمجھتے اور ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ حالانکہ شرک میں گرفتار ہیں۔ سو اول معنی شرک و توحید کے سمجھنے چاہئے تاکہ برائی بھلائی قرآن و حدیث سے معلوم ہو۔

اس عبارت کے بعد شرک کی تعریف لکھنا چاہئے تھی تاکہ اس کسوٹی پر عام مسلمانوں کو دیکھا جاتا، مگر ایک حرف بھی نہ لکھا۔ حضور ذرا شرک و توحید کے معنی سمجھا دیں۔

استاد: توحید وہی ہے جس کو کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ میں کامل طور پر بیان کردیا گیا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ سچا معبود اللہ کے سوا کوئی نہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ سچا معبود اکیلا اللہ ہے اور بس اس کا زبان سے اقرار کرنا دل سے یقین جاننا توحید کہلاتا ہے۔ اور یہی مفہوم مرقات جلد اول، تفسیر خازن جلد اول، شرح عقائد وغیرہ کتابوں میں موجود ہے۔ اور حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔ "بالجملہ شرک سہ قسم است، در وجود، و در خالقیت، و در عبادت"۔

خلاصہ مطلب شرک کا یہ ہے۔ کہ شرک تین طرح پر ہوتا ہے۔

(۱) اللہ کے سوا کسی دوسرے کو واجب الوجود ٹھہرائے تو شرک ہے۔

(۲) یہ کہ کسی دوسرے کو اللہ کے سوا اپنا خالق جانے یا کہے تو شرک ہے۔

(۳) عبادت کا مستحق سوائے اللہ کے کوئی نہیں تو غیر خدا کی عبادت کرنا یا اللہ کے سوا کسی دوسرے کو عبادت کا مستحق جاننا یہ بھی شرک ہے۔

ان عبارتوں کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ واجب الوجود ہے یعنی اپنی ذات اور صفات میں دوسرے کا محتاج نہیں بلکہ غنی بالذات ہے۔

اس کی تمام خوبیاں اور کمالات خود اس کے ذاتی ہیں کسی کے دیئے ہوئے نہیں اور وہی عبادت کا مستحق ہے۔ سو اگر کوئی کسی دوسرے کے ساتھ یہ عقیدہ رکھے کہ یہ اپنی ذات اور صفات میں بالذات غنی ہے۔ یعنی اسمیں جو کچھ کمالات ہیں وہ کسی کے دیئے نہیں ہیں۔ بلکہ اپنی ذات سے خود حاصل ہیں یا یہ سمجھے کہ یہ عبادت کا مستحق ہے تو ایسا عقیدہ رکھنے والا مشرک ہے۔ جیسے ہمارے ملک میں آریوں کا عقیدہ ہے کہ وہ اللہ کے سوا روح اور مادہ کو بھی قدیم اور واجب الوجود مانتے ہیں اور روح و مادہ کو بنانے والے سے بے نیاز جانتے ہیں یعنی یہ کہتے ہیں کہ روح اور مادہ کو کسی نے پیدا نہیں کیا بلکہ خود اپنی ذات سے ہیں سو مشرک ہیں۔

اسی طرح کسی کے کمالات اور صفات کو ذاتی مانے اور یہ عقیدہ رکھے کہ یہ شخص بیماروں کو اچھا کرتا ہے اور بیماروں کو اچھا کرنے کی صفت کسی کی دی ہوئی نہیں ہے بلکہ اس کو اپنی ذات سے یہ صفت حاصل ہے تو یہ عقیدہ بھی شرک ہے۔

خواہ وہ کمال علم ہو یا علم غیب ہو یا قدرت، تصرف یا حیات یا سمع وبصر یعنی دیکھنے کی قوت، سننے کی قوت وغیرہ وغیرہ ان سب باتوں کو اللہ کے سوا کسی دوسرے کیلئے اگر اللہ کی عطا سے نہ مانے جیسا کہ ستاروں کو پوجنے والے دنیا کے تغیرات کو

ستاروں کی رفتار سے مانتے ہوئے یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ ستاروں میں یہ صفت کسی کی دی ہوئی نہیں۔ بلکہ ستارہ پرست ستاروں کو ان افعال میں غنی بالذات مانتے ہیں یہ عقیدہ شرک ہے۔ اور ایسا عقیدہ رکھنے والے مشرک ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی کسی دوسرے کی عبادت کرے جس کو ہندو پوجا اور فارسی میں پرستش کہتے ہیں وہ بھی شرک ہے جیسے بت پرست جو بتوں کی عبادت کرتے ہیں۔ ان کو پرستش کا مستحق جانتے ہیں یہ بھی شرک ہے۔

لہٰذا جو لوگ اللہ کے عطا کئے ہوئے صفات وکمالات اس کے بندوں کیلئے ثابت کرتے ہیں اور ان کے کمالات کو اللہ تعالیٰ کی عطا اور دین جانتے ہیں اور مانتے ہیں وہ مشرک نہیں مثلاً کوئی شخص کسی کو سمیع وبصیر کہے اور یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو سمیع وبصیر یعنی سننے والا اور دیکھنے والا بنایا اور یہ دیکھنے اور سننے کی طاقت اور قدرت اس کو اپنی ذات سے نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے وہ مشرک نہیں بلکہ موحد ہے مشرک جب ہوتا ہے جبکہ یہ عقیدہ رکھتا کہ انسان کیلئے یہ صفت ذاتی ہے اور یہ عقیدہ رکھتا کہ سننے اور دیکھنے کی قدرت اسے خود حاصل ہے کسی دوسرے کا محتاج نہیں۔ جیسا کہ قرآن پاک میں فرمایا ہے۔

فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا (پ۲۹ سورۃ دھر آیت ۲) ہم نے انسان کو سمیع وبصیر کیا یعنی انسان کو سننے اور دیکھنے کی قدرت عطا فرمائی۔

اب دیکھو قرآن پاک ہی میں سمیع وبصیر اللہ تعالیٰ کی صفت میں وارد ہے

لیکن پھر بھی انسان کو سمیع وبصیر فرمایا گیا۔ یہ شرک نہیں ہوا کیونکہ انسان کیلئے جو دیکھنے کی صفت ہے وہ عطائے الٰہی سے ہے۔ ذاتی نہیں ہے تو انسان سمیع وبصیر میں

بے نیاز نہ ہوا بلکہ خدا کا محتاج ہی رہا کہ اگر وہ یہ صفت انسان کو نہ دیتا تو انسان نہ دیکھ سکتا تھا۔ نہ سن سکتا تھا لہٰذا یہ شرک نہیں۔ یہ بات خوب ذہن نشین کر لی جائے، کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کیلئے کسی ایک ذرہ پر قدرت یا اختیار یا علم ثابت کرنا اگر بالذات ہو تو شرک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے ماننا شرک نہیں اور اگر یہ فرق نہ ہو تو پھر انسان ہر بات میں مشرک ہو جائے گا اور دنیا میں ایک بھی کلمہ پڑھنے والا شرک سے نہ بچے گا۔

اگر یہ کہے کہ میں دیکھتا ہوں تو مشرک، میں سنتا ہوں تو مشرک، میں زندہ ہوں تو مشرک، میں موجود ہوں تو مشرک، میں سچا ہوں تو مشرک وغیرہ وغیرہ، کوئی بات شرک سے خالی نہ رہے گی۔ یونہی یہ الفاظ جو روزانہ ہم بولتے ہیں ان میں بھی ذاتی اور عطائی کا فرق ہے ورنہ ایسے الفاظ بولنے والے مشرک ہو جائیں، مثلاً غذا نے قوت دی، پانی نے پیاس بجھا دی، دوا نے نفع کیا۔ سردی نے نقصان کیا یہ سب باتیں شرک نہیں، کیونکہ ان میں سے کسی چیز کو اس کی ذات سے نفع یا نقصان کا مالک نہیں جانا بلکہ اللہ کی طرف سے مانا کہ دوا میں اللہ نے نفع یا نقصان کی صفت دی ہے۔ اسی طرح اگر یہ کہا کہ میں دیکھتا ہوں مگر اعتقاد یہ ہے کہ دیکھنے میں اللہ تعالیٰ کے کرم کا محتاج ہوں وہ دیکھنے کی قوت عطا نہ فرمائے تو کچھ نہ دیکھ سکوں، تو بے شک موحد ہے، مشرک نہیں، اس کو شرک کہنے والا جاہل بدعقل گمراہ ہے، معاذ اللہ۔ اس سے تو اللہ تعالیٰ کی صفتیں بھی عطائی ثابت ہوں گی جبھی تو عطائی صفتوں کو شرک کہا۔ اور یہ سراسر باطل و گمراہی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کمال عطائی نہیں کسی اور سے حاصل کیا ہوا نہیں۔ ہر کمال اس کا ذاتی ہے تو ظاہر ہو گیا کہ عطائی کمال کسی کیلئے ثابت کرنا ہرگز شرک نہیں ہو سکتا جیسا کہ تیسرا پارہ سورۃ آل عمران میں حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کا قول نقل کیا۔

اَنِّیۡ قَدۡ جِئۡتُکُمۡ بِاٰیَۃٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ ۙ اَنِّیۡۤ اَخۡلُقُ لَکُمۡ مِّنَ الطِّیۡنِ کَہَیۡـَٔۃِ الطَّیۡرِ فَاَنۡفُخُ فِیۡہِ فَیَکُوۡنُ طَیۡرًۢا بِاِذۡنِ اللّٰہِ ۚ وَ اُبۡرِیُٔ الۡاَکۡمَہَ وَ الۡاَبۡرَصَ وَ اُحۡیِ الۡمَوۡتٰی بِاِذۡنِ اللّٰہِ ۚ وَ اُنَبِّئُکُمۡ بِمَا تَاۡکُلُوۡنَ وَ مَا تَدَّخِرُوۡنَ ۙ فِیۡ بُیُوۡتِکُمۡ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ۚ ○ (پ۳ سورۃ آل عمران آیت ۴۹)

میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو بے شک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

یعنی عیسیٰ علیہ السلام قوم سے فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسی ایسی تصرف کرنے کی قدرتیں عطا فرمائی ہیں کہ میں جانور مٹی کا بنا کر پھونک مار کر جان ڈال دیتا ہوں میں اندھے کو انکھیارا اور کوڑھی کو اچھا کر دیتا ہوں مردے کو زندہ کرتا ہوں اور جو تم کھاتے ہو اور جو گھر میں جمع کر کے رکھتے ہو اس کی خبر دیتا ہوں اور فرمایا کہ اگر تم ایمان والے ہو تو اس میں تمہارے لئے نشانی ہے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جو کوئی اللہ کے پیاروں کیلئے ایسا عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ صفتیں ان کو عطا فرمائی ہیں جیسے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام

وغیرہ تو یہ ہر گز شرک نہیں جو عطائی کمالات ماننے کو شرک کہے وہ قرآن کا منکر ہے۔

شرک یہ ہے کہ دو معبود یا زیادہ قرار دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے چودھویں پارہ سورۃ نحل میں فرمایا۔

لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ (پ۱۴، سورۃ نحل آیت ۵۱)

یعنی دو معبود نہ بناؤ سوائے اس کے نہیں کہ مستحق عبادت وہ ایک ہی ہے اللہ

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو معبود اور مستحق عبادت جاننا شرک ہے یا اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں یا افعال میں کسی کو اس کا مثل ٹھہرانا یہ بھی شرک ہے۔ مگر بحمد اللہ تعالیٰ دنیا میں کوئی مسلمان یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ اللہ کے سوا کسی کو معبود جانتا اور عبادت کا مستحق مانتا ہو، نہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو مثل جانتا ہے کیونکہ اللہ وہ ہے جو خالق ہے سارے جہان کا اور باقی سب اس کے پیدا کیے ہوئے ہیں، نہ اللہ کی صفتوں میں کسی کو اس کا شریک ٹھہراتا ہے اور خوب جانتا ہے کہ عالم میں کوئی بھی ایسا نہیں کہ جس کو اپنی ذات سے کوئی صفت حاصل ہو، سوائے اس ایک اللہ کے اسی طرح تمام افعال میں بھی ہر مسلمان کا یہی عقیدہ ہے کہ افعال میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں پھر مولوی اسماعیل صاحب کی یہ عبارت کہ "شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید نایاب، لیکن اکثر لوگ شرک وتوحید کے معنی نہیں سمجھتے اور دعویٰ ایمان کا رکھتے ہیں حالانکہ شرک میں گرفتار ہیں"۔ بالکل غلط ہے اکثر تو تو چھوڑو تھوڑے ہی مسلمان ایسے دکھا دو جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کو معبود برحق مانتے ہوں یا اللہ کی صفتوں میں اور فعلوں میں اس کا مثل اور شریک سمجھتے ہوں یا غیر خدا کی عبادت اور پرستش کرتے ہوں مگر بحمد اللہ تعالیٰ ایسا نہیں اور ہر گز نہیں۔ تو شرک کا حکم ان غریب بھولے بھالے مسلمانوں پر لگانا

بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ افتراء و بہتان ہے۔

شاگرد: شرک وتوحید کے معنی تو خوب سمجھ میں آگئے اس عبارت کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ (عبارت تقویۃ الایمان ص ۵)۔ "سننا چاہئے کہ اکثر لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اور اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں اور ان کی منتیں مانتے ہیں اور حاجت براری کیلئے ان کی نذر و نیاز کرتے ہیں بلا کے ٹلنے کیلئے اپنے بیٹوں کو ان کی طرف منسوب کرتے ہیں کوئی اپنے بیٹے کا نام عبدالنبی رکھتا ہے کوئی علی بخش، کوئی حسین بخش، کوئی سالار بخش، کوئی مدار بخش، کوئی غلام محی الدین، کوئی غلام معین الدین اور ان کے جینے کیلئے کوئی کسی کے نام کی چوٹی رکھتا ہے کوئی کسی کے نام کی بدھی پہنتا ہے کوئی کسی کے نام کے کپڑے پہنتا ہے کوئی کسی کے نام کی بیڑی ڈالتا ہے کوئی کسی کے نام کے جانور کرتا ہے کوئی مشکل کے وقت دہائی دیتا ہے کوئی اپنی باتوں میں کسی کے نام کی قسم کھاتا ہے غرض کہ جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں وہ سب کچھ یہ جھوٹے مسلمان انبیاء اور اولیاء سے اور اماموں سے اور شہیدوں سے اور فرشتوں اور پریوں سے کر گزرتے ہیں اور دعویٰ مسلمانی کئے جاتے ہیں۔

سبحان اللہ! یہ منہ اور یہ دعویٰ، سچ فرمایا۔ اللہ صاحب نے سورہ یوسف میں۔

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ۝ (پ۱۳، سورہ یوسف آیت ۱۰۶)

اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ جو دعویٰ ایمان کا رکھتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں۔

استاد: اس عبارت کے متعلق وہابی لوگوں سے ہی اسی طرح سوال کیا جا سکتا ہے کہ کیوں صاحبو! تم لوگ اپنی بیٹی کو پیار کرتے ہو، خالہ ممانی کے گھر جاتے ہو،

ماں کے ساتھ کھانا کھاتے ہو، بہو کے لئے کپڑے کے تھان خرید کر لاتے ہو بیبیوں
کو ساتھ سلاتے ہو اور تمام وہ کام کر گزرتے ہو جو عیاش اور بدمعاش لوگ فاحشہ اور
بدکار عورتوں سے کر گزرتے ہیں۔ مولوی اسماعیل صاحب کو اپنا امام و پیشوا ماننے
والے اس پر غور کریں جواب میں جلدی نہ کریں۔ انصاف سے کام لیں اور میری
عبارت جس میں ماں، بہن، خالہ، ممانی، بہو، بیٹی، بی بی کا نام لیا گیا۔ اور انکو بدکار
اور فاحشہ عورتوں اور بدکار و بدمعاش لوگوں کے تعلقات سے نسبت دی گئی ہے۔ کیا
یہ نسبت صحیح ہو سکتی ہے اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو للہ ذرا انصاف سے کہدو کہ تمہارے
امام مولوی اسماعیل صاحب کی یہ عبارت کہ

"جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں وہ سب کچھ یہ جھوٹے مسلمان انبیاء، و اولیاء اور
اماموں اور شہیدوں سے کر گزرتے ہیں"

کیونکر صحیح ہو سکتی ہے پھر جب ذرا سی عزت رکھنے والا اپنی ماں، بہن، بہو، بیٹی،
بی بی وغیرہ کے ساتھ ایسی نسبت کو اپنی توہین سمجھے گا اور واقعی توہین ہے کہ کہاں بازار
کی رنڈی اور بدکارہ اور کہاں اپنے گھر کی بہو بیٹی مائیں بہنیں وغیرہ تو اسی طرح جس
کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا وہ ہندو اور ان کے بتوں کی ایسی ناپاک نسبت کو
اپنے اور اپنے بزرگان دین اور محبوبان خدا کیلئے کیسے گوارہ کرے گا کیا یہ انبیاء اولیاء اور
اماموں شہیدوں کی توہین نہیں۔ ضرور ہے اور یقیناً ہے۔ کہ کہاں بت اور کہاں محبوبان
خدا۔ بتوں پر اللہ لعنت فرمائے۔ اللہ کے فرشتے اور سب مسلمان لعنت کریں۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ درود بھیجے اور اللہ کے فرشتے درود بھیجیں اور
ایمان والوں کو حکم ہو کہ تم بھی درود وسلام بھیجو۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

◆ اگر اسی طرح مثالیں دی جائیں تو ایک بہت بڑی کتاب اسی مضمون پر مرتب
ہو سکتی ہے۔ ایک سکہ وہ ہے جو بادشاہ کی ٹکسال میں تیار ہوا ہے اور اس پر ٹکسالی مہر لگی
ہے ایک سکہ وہ ہے جو لوگوں نے اپنی خفیہ ٹکسال میں بنا لیا ہے۔ اگرچہ اسی سکہ کی ہو
بہو نقل ہے، فقط اتنا فرق ہے کہ وہ بادشاہ کی ٹکسال کا نہیں ہے مگر قانوناً دونوں میں
بڑا فرق ہے کہ جس طرح نقلی سکہ پکڑا جاتا ہے تو اسکے بنانیوالے کو جیل خانہ بھیج دیا
جاتا ہے۔ اسی طرح اصلی سکہ کو اگر کوئی اسی نقلی سکہ کی جگہ بتا کر لینے سے انکار کرے
تو اس کی بھی وہی سزا ہے جو نقلی سکہ بنانیوالے کو دی جاتی ہے یعنی نقلی سکہ کے احکام
اصلی سکہ پر لگانا قانوناً بہت بڑا جرم ہے۔ سو بت وہ ہیں۔ جو ٹکسال باہر ہیں جو لوگوں
نے خود بنا لئے ہیں۔ لہٰذا وہ کسی طرح بھی شہنشاہ حقیقی کی حکومت میں نہیں چل سکتے
ان سے ذرہ برابر بھی کوئی واسطہ رکھے گا ضرور ضرور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں ڈالا
جائیگا۔ اور انبیاء علیہم السلام اللہ کے بنائے ہوئے ہیں خدا نے انہیں نبی بنا کر بھیجا
ہے۔ ان کی تعظیم ہم پر فرض کی ہے اگر ان سے واسطہ نہ رکھے گا۔ اور ان کو بتوں کی
جگہ بتا کر معاذ اللہ ان کی شان گھٹائے گا تو شرعاً کتنا بڑا جرم ہوگا۔ ان پر ایمان لانا
اور انہیں اللہ کا نبی ماننا فرض انکی تعظیم مدار ایمان ہے، اولیاء کی نسبت بھی اللہ کے
ساتھ خاص ہے کہ قرآن میں ان کو اولیاء اللہ فرمایا گیا ہے اور لَا خَوْفٌ کا تاج ان
کے سر مبارک پر سجایا گیا ہے اور اولیاء اللہ میں شہید اور امام و امام زادے اور سب
بزرگان دین بھی داخل ہیں۔ مسلمان کیلئے تو اس لفظ اولیاء اللہ کی نسبت کافی ہے کہ
اللہ نے انہیں اولیاء اللہ فرمایا یعنی اللہ والے، تو جو کوئی اللہ والا ہوگا وہ اللہ والوں کو
ضرور محبوب رکھے گا ان کی تعظیم بھی کرے گا۔ اور جو اللہ کا دشمن ہوگا وہ اللہ والوں
سے جلے گا ان کی شان میں گستاخیاں بھی کریگا، مولوی اسماعیل کو مشرکین اور انکے

معبودان باطل سے خاص محبت ہے چونکہ اللہ نے بہت جگہ کلام پاک میں ان کی مذمت فرمائی ہے اس لئے مولوی اسماعیل صاحب ان آیتوں کو لکھ کر جھٹ اللہ والوں پر ڈھال دیتے ہیں اور بتوں اور بت پرستوں کو بچا جاتے ہیں جیسے کوئی شخص کسی کے سامنے ان کے دوستوں کو برا کہے تو وہ جھٹ اپنے دوستوں کا حمایتی بن کر جواب میں کہہ دیتا ہے کہ واہ یہ تو ایسے نہیں ہیں تمہارے ہی فلاں فلاں ایسے ہیں، افسوس کتنا بڑا ظلم ہے کہ پیغمبروں، اماموں، شہیدوں، فرشتوں کو مشکل کے وقت پکارنا، ایصال ثواب کیلئے منتیں ماننا، حاجت روائی کیلئے ان کی روح کو ثواب پہنچانا، برکت کیلئے اپنی اولاد کے نام ان کے نام پر رکھنا کسی کے نام کا جانور کرنا، کسی کے نام کی قسم کھانا، مشکل کے وقت دھائی دینا، یہ سب شرک قرار دیدیا، اور مسلمانوں کو بیدردی کے ساتھ اسلام سے خارج کر دیا۔ ہر بات کیلئے دلیل ہونا چاہئے تھی مگر بلا ثبوت آیت یا حدیث کے کسی بات کو شرک کہنا نئی شریعت بنانا ہے اور بلا وجہ مسلمانوں کو مشرک کہنا ہے، نئی شریعت بنانا گویا خدائی کا دعویٰ کرنا ہے۔ اور یہاں جو آیت لکھی ہے اس سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ایصال ثواب کرنا شرک ہے یا بزرگوں کے ناموں پر اپنی اولاد کا نام رکھنا شرک ہے یا بزرگان دین کے وسیلے سے خدا سے مرادیں مانگنا، حاجتیں طلب کرنا یا مشکل کے وقت اپنی مدد کیلئے اللہ کے پیارے بندوں کو پکارنا شرک ہو، یہ آیہ کریمہ تو ان مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو اللہ تعالیٰ کی خالقیت اور رزاقیت کے مقر بھی ہیں اور مصیبت کے وقت اس کو پکارتے بھی ہیں مگر باوجود اس کے غیروں (بتوں) کو شریک کرتے ہیں یعنی بت پرستی کرتے ہیں۔ اب اس آیہ کریمہ کے ترجمہ پر غور کرو جو اسماعیل صاحب نے لکھی ہے۔

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ٥

(پارہ ۱۳، سورۃ یوسف آیت ۱۰۶)

❖ پہلا ترجمہ، اسماعیل صاحب کا...... ''اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں یعنی اکثر لوگ جو دعویٰ ایمان کا رکھتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں''۔

❖ دوسرا ترجمہ، اشرفعلی تھانوی صاحب کا..... ''اور اکثر لوگ جو خدا کو مانتے بھی ہیں تو اس طرح کہ شرک بھی کرتے جاتے ہیں''۔

❖ تیسرا ترجمہ، شاہ رفیع الدین صاحب کا...... ''اور نہیں ایمان لاتے اکثر ان کے ساتھ اللہ کے مگر وہ شرک لانے والے ہیں''۔

یہاں غور کرنا چاہئے کہ مولوی اسماعیل صاحب کا لفظی ترجمہ اور با محاورہ ترجمہ دونوں میں ''باللہ'' کا ترجمہ غائب ہے، اگر وہ ایسا نہ کرتے تو اس آیت کو مسلمانوں کی طرف ڈھالنے کا راستہ بند ہو جاتا، اور مولوی اشرفعلی صاحب نے بھی لفظی ترجمہ نہیں کیا، مگر با محاورہ ترجمہ کے یہ معنی نہیں کہ مطلب خبط ہو جائے چنانچہ ان کے کئے ہوئے ترجمہ میں دورنگی جھلک نظر آتی ہے، چاہے مسلمان مراد لے لو چاہے مشرکین مراد لے لو۔

❖ البتہ شاہ رفیع الدین صاحب کا ترجمہ بالکل صحیح ہے کہ آیت کریمہ کے ایک ایک لفظ کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ کہ نہیں ایمان لاتے اکثر ان کے ساتھ اللہ کے مگر وہ شرک کرتے ہیں۔ اس ترجمہ سے مطلب بالکل صاف ہو گیا کہ اس سے مسلمان ہرگز مراد نہیں بلکہ بت پرست مراد ہیں۔ بالفرض مولوی اسماعیل صاحب کا ترجمہ کہ نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں۔ اگر صحیح مان لیا جائے

توسب سے پہلے معاذ اللہ وہ صحابہ کرام مراد ہونگے جو حضور کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے۔ کیونکہ آیۂ کریمہ کا عنوان اس موجودہ وقت پر دلالت کرتا ہے، کہ نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ تو کیا دنیا میں کوئی وہابی ثابت کرسکتا ہے کہ اکثر صحابہ باوجود مسلمان ہونے کے معاذ اللہ شرک کرتے تھے۔ صحابہ کرام کی تعداد ایک لاکھ پچیس ہزار بتائی جاتی ہے۔ انہیں کے راستے پر چلنے کیلئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۔ یہی صحابہ کرام ہیں جن کو دین ودنیا کی نعمتیں اللہ ورسول نے عطا فرمائیں اور انہیں کے بارے میں حدیث میں فرمایا گیا۔

اَصْحَابِىْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمْ اِقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ .... یعنی صحابہ ستاروں کی مثل ہیں (ان میں سے) جس کی اتباع کروگے راہ پاؤگے۔

مسلمانو! اب تمہاری سمجھ میں آگیا ہوگا کہ دیکھو کس کس طرح سے تمہیں اور صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین سب کو مشرک بنایا جارہا ہے۔ اب اگر وہ تمام آیتیں جو تقویۃ الایمان میں لکھی ہیں ان کا صحیح مطلب سمجھایا جائے۔ تو اس کتاب کا ایک دفتر ہوجائے گا۔ جس کے دل میں نور ایمان ہوگا وہ ہر آیت کا ترجمہ پڑھتے ہی سمجھ لے گا کہ مشرکین کے بارے میں ہے یا مسلمانوں سے فرمایا جارہا ہے۔ پھر اس کے مضمون کو مسلمانوں پر ڈھالنا اور ان کے سچے عقیدوں کو شرک بتانا کتنا بڑا ظلم ہے غرضکہ یہ آیت کہ نہیں ایمان لاتے اکثر لوگ مگر شرک کرتے ہیں یہ لکھ کر آگے لکھتے ہیں۔

(عبارت تقویۃ الایمان) ''کہ پھر اگر کوئی سمجھانے والا ان لوگوں سے کہے کہ تم دعویٰ ایمان کا رکھتے ہو اور افعال شرک کرتے ہو یہ دونوں راہیں کیوں ملائے دیتے ہو اس کا جواب دیتے ہیں کہ ہم تو شرک نہیں کرتے بلکہ اپنا عقیدہ انبیاء واولیاء کی جناب میں ظاہر کرتے ہیں شرک تو جب ہوتا کہ ہم انبیاء علیہم السلام واولیاء اللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پیروں اور

شہیدوں کو اللہ کے برابر سمجھتے، سو یوں تو ہم نہیں سمجھتے بلکہ ہم ان کو اللہ ہی کا بندہ جانتے ہیں اور اسی کی مخلوق اور یہ قدرت تصرف کی اسی نے انہیں بخشی ہے اس کی مرضی سے عالم میں تصرف کرتے ہیں اور ان کا پکارنا عین اللہ ہی کا پکارنا ہے اور ان سے مدد مانگنی عین اسی سے مدد مانگنی ہے اور وہ لوگ اللہ کے پیارے ہیں جو چاہیں سو کریں۔ اسی کی جناب میں ہمارے سفارشی ہیں اور وکیل، ان کے ملنے سے خدا ملتا ہے، اور ان کے پکارنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور جتنا ہم ان کو مانتے ہیں اتنا ہی ہم اللہ سے نزدیک ہوتے ہیں۔''

یہ جواب بالکل قرآن وحدیث کے مطابق ہے۔ مگر جو قرآن شریف اور حدیث شریف کو نہیں سمجھا وہ اس جواب کے آگے یوں لکھتا ہے۔

''اور اسی قسم کی خرافاتیں بکتے ہیں۔ اور ان سب باتوں کا سبب یہ ہے کہ خدا اور سول کا کلام چھوڑ کر اپنی عقل کو دخل دیا (حالانکہ یہ عبارت خود لکھنے والے پر چسپاں ہورہی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے برابر آج تک سب مسلمانوں کا یہی عقیدہ رہا اور ہے ان سچی اور حق باتوں کو لکھتا ہے) اور جھوٹی کہانیوں کے پیچھے پڑے اور غلط رسموں کی سند پکڑی (چاہیے تو یہ تھا کہ جن کو جھوٹی کہانی اور غلط رسمیں بتایا جارہا ہے۔ ان کو قرآن وحدیث سے ثابت کرتا، خود تو کلام پاک سے آنکھ بند کرلی اور الزام مسلمانوں پر لگایا کہ) اگر اللہ ورسول کا کلام تحقیق کرلیتے تو یہ سمجھ لیتے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی کافر لوگ ایسی ہی باتیں کرتے تھے۔ (کافروں ہی کے بارے یہ آیت نازل ہوئی ہے مگر ظالم مسلمانوں کو کافر بنائے دیتا ہے) کہ اللہ صاحب (جل وعلا) نے ان کی ایک نہ مانی اور ان پر غصہ کیا (غصہ کی معنی ہیں اچھو لگنا وہ رنج جس سے گلا گھٹ جائے ایسا لفظ اللہ تعالیٰ کیلئے استعمال کرنا بے ادبی ہے) اور ان کو جھوٹا بتایا چنانچہ سورۂ یونس میں اللہ صاحب نے فرمایا۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الْاَرْضِ ۚ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝
(پارہ ۱۱، سورۃ یونس آیت ۱۸)

اور پوجتے ہیں ورے اللہ تعالیٰ کے ایسی چیزوں کو نہ کچھ فائدہ دے نہ نقصان اور کہتے ہیں یہ لوگ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس کہہ (اے حبیب تم ان کافروں سے) کیا بتاتے ہو تم اللہ کو جو نہیں جانتا وہ آسمانوں میں اور زمین میں، سو وہ نرالا ہے ان سب سے جنکو یہ شریک بتاتے ہیں۔

دیکھو یہ آیت کریمہ صاف صاف بتا رہی ہے کہ کفار اور ان کے جھوٹے معبودوں کے بارے میں ہے مگر مولوی اسماعیل اس کو بھی مسلمانوں اور بزرگان دین پر ڈھال رہے ہیں اور بتوں کو صاف بچا رہے ہیں، یعنی کفار کی جگہ، لوگ، بت کی جگہ، بزرگ اور پوجنے کی جگہ پکارنا وغیرہ کر دیا۔

فائدہ مع اصلاح : یعنی جسکو کفار لوگ پکارتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے کچھ قدرت نہیں دی، نہ فائدہ پہنچانے کی نہ نقصان دینے کی۔ اور یہ جو کہتے ہیں کہ یہ بزرگ (یعنی بت) ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس، سو بات اللہ نے تو نہیں بتائی پھر کیا تم اللہ سے زیادہ خبردار ہو۔ سو اس کو بتاتے ہو جو نہیں جانتا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام آسمان وزمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے کہ اس کو مانے اور اس کو پکارے تو کچھ فائدہ ہو یا نقصان پہنچے بلکہ انبیاء اولیاء کی سفارش جو ہے سو اللہ تعالیٰ کے اختیار کی ہے۔ (بے شک اللہ تعالیٰ نے ہی اپنے اختیار سے شفاعت کا مالک اپنے پیارے بندوں کو بنایا ہے تو انبیاء علیہم السلام کی شان میں یہ کہنا کہ) ان کے پکارنے یا نہ پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا (یہ غلط ہے، ہاں بتوں کے متعلق صحیح ہے) اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جو کوئی کسی کو سفارشی بھی سمجھ کر پوجے

(جیسا کہ مشرکین اپنے بتوں کو سفارشی سمجھ کر پوجتے ہیں) وہ بھی شرک ہوتا ہے اور اللہ صاحب نے سورۂ زمر میں فرمایا۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ڛ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ (پ۲۳ سورۂ زمر آیت ۳)

اور جو لوگ ٹھہراتے ہیں ورے اللہ سے اور حمایتی، کہتے ہیں پوجتے ہیں ہم ان کو سوا اسی لئے کہ نزدیک کردیں ہم کو اللہ کی طرف مرتبہ میں بے شک اللہ حکم کریگا ان میں اس چیز میں کہ اس میں اختلاف ڈالتے ہیں بے شک اللہ راہ نہیں دیتا جھوٹے ناشکرے کو۔

فائدہ مع اصلاح : یعنی جو بات سچی تھی کہ اللہ بندے کی طرف سب سے زیادہ نزدیک ہے سو اس کو چھوڑ کر جھوٹی بات بنائی کہ اوروں یعنی (بتوں) کو حمایتی ٹھہرایا اور یہ جو کچھ نعمت تھی کہ وہ محض اپنے فضل سے (اور اس کا رسول اپنے فضل سے دیتا ہے جیسا کہ کلام پاک میں فرمایا۔

اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ
(پ ۱۰ التوبہ آیت ۷۴)

انہیں دولتمند کردیا اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے

بغیر واسطے کسی کے (اور بواسطہ اپنے مقبول بندوں کے دونوں طرح) سب مرادیں پوری کرتا ہے اور سب بلائیں ٹال دیتا ہے (مسلمانوں کو وسیلہ اور واسطہ حصول مراد کیلئے ضروری ہے جیسا کہ کلام پاک میں فرمایا۔

وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ
(پ۶ المائدہ آیت ۳۵)

اللہ کی طرف وسیلہ پکڑو۔

اب جو اس کے خلاف کہے کہ مطلق وسیلہ کی ضرورت نہیں تو وہ اس آیت کا منکر ہے) سو اس کا حق نہ پہچانا اور اس کا شکر ادا نہ کیا بلکہ (مشرکین) اوروں یعنی بتوں سے چاہنے لگے پھر اس راہ میں اللہ کی نزدیکی ڈھونڈتے ہیں، سو اللہ تعالیٰ ہرگز ان کو راہ نہیں دے گا اور اس راہ سے ہرگز اس کی نزدیکی نہ پاویں گے بلکہ جوں جوں اس راہ میں چلیں گے وہ اس سے دور ہوتے جائیں گے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی دشمن خدا کو اپنا حمایتی سمجھے گو کہ یہی جان کر کہ اس کے پوجنے کے سبب سے خدا کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے۔ (جیسا کہ کفار کا عقیدہ ہے) سو وہ بھی مشرک ہے جھوٹا۔ اور اللہ کا ناشکر اور اللہ صاحب نے سورۂ مومنون میں فرمایا۔

قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ۝ (پ ۱۸ سورہ مومنون آیت ۸۸، ۸۹)

کہہ (اے حبیب) کون ہے وہ شخص کہ اس کے ہاتھ میں تصرف ہر چیز کا اور حمایت کرتا ہے اور اس کے مقابل کوئی حمایت نہیں کرسکتا جو تم جانتے ہو سو وہی کہہ دیں گے کہ اللہ ہے (اے حبیب) کہہ پھر کہاں سے خبطی ہوتے ہو۔

فائدہ مع اصلاح :

یعنی جب کافروں سے پوچھے کہ سارے عالم میں تصرف کس کا ہے اور اس کے مقابل کوئی حمایتی کھڑا نہ ہو سکے تو وہ بھی یہ کہہ دیں گے کہ یہ اللہ ہی کی شان ہے پھر اوروں کو ماننا محض خبط ہے (مگر اس سے بھی بت مراد ہیں اور خدا کو خدا ماننے والا

اس پر ایمان رکھتا ہے کہ "اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرَسُوْلِهٖ" یعنی جو خدا کو خدا مانے اس پر فرض ہے کہ نبیوں کو نبی مانے فرشتوں کو فرشتہ مانے، اللہ کی سب کتابوں پر بھی ایمان لائے جو اس کا انکار کرے وہ مسلمان نہیں) اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ صاحب نے (جن کو کفار پوجتے ہیں ان میں سے) کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کرسکتا۔ مگر جو اللہ کے پیارے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۔ (پ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۵۵)

یعنی اے مسلمانو! تمہارا مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم رکھتے اور زکوۃ دیتے اور وہ رکوع کرنے والے ہیں (یعنی اولیائے کرام)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا مددگار اللہ اور اس کا رسول اور اللہ کے بندے اولیائے کرام وغیرہ ہیں اب جو کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور نیک بندے یعنی اولیائے کرام کی مدد اور حمایت نہیں کرسکتے اور ان سے مدد مانگنا شرک بتائے وہ اس آیت کا منکر ہے۔ جاننا چاہئے کہ اوپر والی آیتوں میں کفار سے خطاب ہے اور اس آیت میں مسلمانوں سے خطاب ہے تو جو مسلمان ہیں وہ اس آیت کے اوپر بھی ایمان رکھتے ہوئے اللہ کے رسول اور نیک بندوں سے مدد طلب کرتے ہیں اور اللہ کے نبی اور ولی مسلمانوں کی حمایت اور مدد کرتے ہیں اور جن لوگوں کے دل میں عداوت ہے وہ صرف انہیں آیتوں کو مانتے ہیں جو کفار اور مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہیں سچ فرمایا، اللہ تعالیٰ نے

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ٥ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ٥ (پ ا۔ سورۃ بقرۃ آیت :۸۵: ۸۶)

تو کیا اللہ کے کلام میں کچھ حصہ مانتے ہو اور کچھ سے منکر ہو تو جو کوئی تم میں سے ایسا کرے اس کا بدلہ نہیں مگر دنیا کی زندگی میں رسوائی اور قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب کی طرف پلٹے جائیں گے اور اللہ تمہارے کوتکوں سے غافل نہیں یہی لوگ ہیں جنہوں نے عقبیٰ بیچ کر دنیا خریدی تو ان پر سے کبھی عذاب ہلکا ہو نہ ان کو مدد پہنچے۔

یعنی کلام الٰہی میں فرض کیجئے اگر ہزار باتیں ہوں تو ان میں سے ہر ایک کی بات کا ماننا ایک اسلامی عقیدہ ہے اب اگر کوئی شخص ۹۹۹ باتیں مانے اور صرف ایک بات نہ مانے تو قرآن عظیم فرما رہا ہے کہ وہ ۹۹۹ ماننے سے مسلمان نہیں، بلکہ صرف ایک کے نہ ماننے سے کافر ہے دنیا میں اسکی رسوائی ہوگی اور آخرت میں اس پر سخت سے سخت عذاب جو ہمیشہ ہمیشہ کبھی موقوف ہونا تو کیا معنی، ایک آن کو ہلکا بھی نہ کیا جائیگا ۔والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

دیکھو اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ — اللہ کے سوا کسی کا کوئی مددگار نہیں۔

اور دوسری آیت میں فرماتا ہے۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ (پ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۷۱)

بعض مسلمان مرد اور عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔

دیکھو قرآن پاک نے خدا کی خاص صفت امداد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صالحین کیلئے کیسا ثابت کیا جسے قرآن پاک جابجا فرما چکا کہ یہ اللہ کے سوا دوسرے کی صفت نہیں، یہ ہے ذاتی اور عطائی کا فرق۔ بحمد اللہ اہل سنّت دونوں قسم کی آیتوں کو مانتے اور ان پر ایمان لاتے اور ذاتی اور عطائی کا فرق جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں، جو اس فرق کو نہ سمجھ سکا گمراہ ہو گیا جبھی تو وہ تمام آیتیں جن میں ان تمام باتوں کا ثبوت ہے جو اہل سنت کے عقائد میں داخل ہیں، نظر نہ آئیں اور یوں لکھنا شروع کردیا" اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کی مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر ونیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر وشرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ ومخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔" یہ بات قابل غور ہے کہ اگر ہندوستان کا رہنے والا کسی غیر حکومت کے مجسٹریٹ کی کچہری میں درخواست یا استغاثہ پیش کرے تو باغی قرار دیا جائے گا لیکن اگر ہندوستان کے مجسٹریٹ کی کچہری میں استغاثہ پیش کرے تو اس کی فریاد سنی جائے گی اور ہندوستان کا بادشاہ نہ تو غصہ کرے گا نہ باغیوں میں شمار کریگا کیوں اس لئے کہ غیر حکومت کے حکام بھی غیر ہیں اور ہندوستان کے حکام ہندوستان کے بادشاہ کے خود مقرر کیے ہوئے اور ہر طرح کے اختیارات دیئے ہوئے ہیں، اسی طرح ہر معاملہ کو عقل سے سوچ سمجھ سکتے ہیں

کہ کہاں کفار اوران کے جھوٹے معبود جن کو کفار عبادت کا مستحق جان کر پوجیں اور کہاں محبوبان خدا جن کو تصرفات اور اختیارات خدا نے مرحمت فرمائے تو عقلمند مسلمان ان تمام باتوں کو جانتا ہے کہ جو معاملہ کفار اپنے معبودوں کے ساتھ کرتے ہیں وہ ہر طرح خدا کی ناراضگی کا سبب ہے اور یہ شرک ہے لیکن مسلمان اللہ کے پیاروں سے جو عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان محبوبان خدا کی پرستش نہیں کرتے بلکہ ان کا ادب، ان کی تعظیم مسلمانوں کے دل میں ہے اور وہ خدا کی خوشنودی کا سبب ہے۔ کفار کا نذرونیاز کرنا۔ کیا وہ کفار کھانے پر اللہ کا کلام پڑھتے تھے ہرگز نہیں۔ پھر یہ کتنی جھوٹ بات ہے۔ مسلمان نذرونیاز میں اللہ کا نام لیتے ہیں کفار جو بتوں پر چڑھاتے تھے ان پر بتوں کا نام پکارتے تھے اور مسلمان ہر چیز پر اپنے خدا کا نام لیتے ہیں اور اسی کا کلام پڑھتے اور ثواب اس کا بزرگان دین کی ارواح کو بخشتے ہیں۔ کافر اپنے بت کے پاس گیا مردود ہوا، مسلمان اپنے نبی کے پاس گیا مقبول ہوا، ایسی لاکھوں مثالیں دی جاسکتی ہیں مگر یہاں ضرورت نہیں صرف اشارات کافی ہیں۔ تفصیل انشاءاللہ آگے آئے گی۔ اب دیکھو تقویۃ الایمان کیا کہتی ہے۔

”سو سمجھنا چاہئے کہ شرک اسی پر موقوف نہیں کہ کسی کو اللہ کے برابر سمجھے اور اسکے مقابل جانے (دیکھو من گڑھت) بلکہ شرک کے معنی یہ ہیں کہ جو چیزیں اللہ نے اپنے واسطے خاص کی ہیں اپنے بندوں کے ذمہ نشان بندگی ٹھہرائے ہیں وہ چیزیں اور کسی کے واسطے کرنی جیسے سجدہ کرنا (بشرطیکہ عبادت کی نیت سے ہو اور تعظیم کی نیت سے حرام ہوگا شرک نہ ہوگا) اور اس کے نام کا جانور کرنا بشرطیکہ ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام لیا جائے جیسا کہ بت پرست کرتے تھے اور اگر ذبح کرتے وقت بِسۡمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکۡبَر۔ کہا تو شرک نہیں نہ اس کا گوشت کھانا حرام بلکہ حلال طیب ہے جیسا کہ آٹھویں پارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

فَكُلُوۡا مِمَّا ذُكِرَ اسۡمُ اللّٰهِ عَلَيۡهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ بِاٰيٰتِهٖ مُؤۡمِنِيۡنَ ۝

تو کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا اگر تم اس کی آیتیں مانتے ہو

(پ ۸/ سورۃ الانعام آیت ۱۱۸)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کوئی جانور خواہ عمر بھر کسی دوسرے کے نام سے منسوب رہا ہو، مگر ذبح کیوقت اللہ کا نام لیا گیا تو وہ پاک ہے۔ جو ایسے ذبیحہ کو حرام یا شرک کہے وہ اللہ کی آیتوں کا منکر ہے۔ اور اس کی منت ماننی اور مشکل کے وقت کسی کو (معبود جان کر) پکارنا اور ہر جگہ حاضر وناظر سمجھنا (سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے، کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے حضور حاضر وناظر ہیں اور قرآن سے ثابت ہے آگے چل کر ثابت کردیا جائیگا)۔ اور قدرت تصرف کی ثابت کرنی سو ان باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ (بشرطیکہ بالذات حاضر وناظر جانے یا قدرت تصرف کی ثابت کرے مگر مسلمان بحمداللہ ایک بھی ایسا عقیدہ نہیں رکھتا، بلکہ محبوبانِ خدا کیلئے اللہ کی عطا اور دین سے مانتا ہے اور یہ ماننا عین قرآن پاک کے مطابق ہے جو انشاءاللہ آگے آئے گا) گو کہ پھر اس کو اللہ (تعالیٰ) سے چھوٹا ہی سمجھے اور اسی کی مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھے اور اس بات میں (معاذاللہ) اولیاء انبیاء اور (بے ادب لکھتا ہے) جن وشیطان میں بھوت پری میں کچھ فرق نہیں“ حالانکہ بہت بڑا فرق ہے، کہاں مردود، کہاں مقبول، کجا دشمن خدا، کجا محبوبان خدا، جو جن وشیطان اور انبیاء علیہم السلام کو برابر مانے وہ مسلمان نہیں، اگر آپ کا یا آپ کے کسی بزرگ کا نام جن وشیطان اور بھوت پری کے ساتھ ملا کر لکھا جائے کہ آپ اور یہ برابر ہیں تو یہ کتنا ناگوار ہوگا؟ مگر اس بے ادب بیباک کو کیا کہیے خدا ہی سے فریاد ہے) یعنی جس سے یہ معاملہ کیا جائے گا خواہ انبیاء واولیاء سے خواہ پیروں شہیدوں سے خواہ بھوت پری

سے (مسلمان کو بھوت پری سے کیا واسطہ) چنانچہ اللہ صاحب (جل جلالہ) نے جیسا بت پوجنے والوں پر غصہ کیا ہے ویسا ہی یہود و نصاریٰ پر حالانکہ وہ اولیاء و انبیاء سے یہ معاملہ کرتے تھے (کیونکہ لوگ انبیاء و اولیاء کو خدا اور خدا کا بیٹا ماننے لگے تھے) چنانچہ سورۃ براءت میں فرمایا۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (پارہ ۱۰ ، التوبہ آیت ۳۱)

ٹھہرایا انہوں نے مولویوں اور درویشوں کو مالک اپنا ورے اللہ سے اور مسیح بیٹے مریم کو اور حالانکہ ان کو تو حکم یہی ہوا تھا کہ بندگی کریں مالک ایک کی نہیں کوئی مالک سوائے ایک کے سو وہ نرالا ہے ان کے شریک بتانے سے۔

فائدہ مع اصلاح: یعنی اللہ کو بڑا مالک سمجھتے ہیں اور اس سے چھوٹے مالک ٹھہراتے ہیں مولویوں اور درویشوں کو سو اس بات کا ان کو حکم نہیں ہوا اور اس سے ان پر شرک ثابت ہوتا ہے اور وہ نرالا ہے اس کا شریک کوئی نہیں ہو سکتا نہ چھوٹا نہ برابر کا بلکہ چھوٹے بڑے سب اس کے بندے عاجز ہیں عجز میں برابر۔ (یہ چھوٹے بڑے مالک اپنی طرف سے گڑھ لئے۔ آیت میں اس کا ذکر نہیں۔ بلکہ اس کا مطلب صاف یہی ہے۔ کہ اس وقت کے مشرکین نے مولویوں اور درویشوں کے کہنے سے عیسیٰ علیہ السلام کو خدا مان کر پوجنا شروع کر دیا تھا)۔ چنانچہ رب عزوجل فرماتا ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ (کافر ہیں وہ لوگ) جو مسیح ابن مریم

هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ (پ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۱۷) کو خدا کہتے ہیں۔

اب تو معلوم ہو گیا کہ وہ مشرکین مستقل بالذات خدا مان کر پوجتے تھے۔ افسوس کہ ایسی آیتیں جو صاف مشرکین کے بارے میں نازل ہوئیں ہیں۔ مسلمانوں پر اور محبوبان خدا پر چسپاں کر کے مسلمانوں کو ان کے پیارے نبی اور محبوبان خدا سے کیسا بدعقیدہ بنایا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں اور اگر ایمان کی پوچھتے ہو تو سنو۔ حضور کے متعلق مسلمانوں کا عقیدہ۔

قمر شق، پیڑ ساجد، شمس تابع اور حجر گویا مگر ہم باوجود اسکے نہیں کہتے خدا تم ہو

تو اب اپنے آقا مالک و مولیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات کے بارے میں دیکھو کہ تمہارے رب عزوجل نے کیا فرمایا۔ اب دیکھیں اس سے کون انکار کرتا ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب جو مولوی اسماعیل صاحب کے نسب کے چچا، شریعت کے باپ طریقت کے دادا ہیں۔ اثناعشریہ میں لکھتے ہیں۔ توراۃ کے سفر چہارم میں ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِاِبْرَاهِيْمَ اِنَّ هَاجَرَ تَلِدُ وَيَكُوْنُ مِنْ وَّلَدِهَا مَنْ يَّدُهٗ فَوْقَ الْجَمِيْعِ وَيَدُ الْجَمِيْعِ مَبْسُوْطَةٌ اِلَيْهِ بِالْخُشُوْعِ۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا بیشک ہاجرہ کی اولاد ہوگی اور اس کے بچوں میں وہ ہوگا جس کا ہاتھ سب پر بالا ہے اور سب کے ہاتھ اس کی طرف پھیلے ہیں۔ عاجزی اور گڑگڑانے میں وہ کون محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ قربان تیرے اے بلند ہاتھ والے، اے دو جہاں کے اجالے، حمد اس خدا کو جس نے ہمارے ہاتھ ہر لئیم بے قدر سے بچائے اور تجھ جیسے کریم رؤف و رحیم کے سامنے پھیلائے۔

اے حمد جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستاں بتایا

حضور مالک ہیں ساری زمین کے اور سب امتوں کی گردنوں کے

یہ بھی شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ میں زبور سے نقل فرماتے ہیں۔

يَا اَحْمَدُ فَاضَتِ الرَّحْمَةُ عَلٰى شَفَتَيْكَ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ اُبَارِكُ عَلَيْكَ فَتَقَلَّدِ السَّيْفَ فَاِنَّ بَهَاءَكَ وَحَمْدَكَ الْغَالِبُ ٥ اِلٰى قَوْلِهٖ الْاُمَمُ يَخِرُّوْنَ تَحْتَكَ كِتَابٌ حَقٌّ جَاءَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْيَمَنِ وَالتَّقْدِيْسِ مِنْ جَبَلِ فَارَانَ ط وَامْتَلَأَتِ الْاَرْضُ مِنْ تَحْمِيْدِ اَحْمَدَ وَتَقْدِيْسِهٖ وَمَلَكَ الْاَرْضَ وَرِقَابَ الْاُمَمِ ط	اے احمد! رحمت نے جوش مارا تیرے لبوں پر ہیں اس لئے تجھے برکت دیتا ہوں تو اپنی تلوار حمائل کر کہ تیری چمک اور تیری تعریف غالب ہے سب امتیں تیرے قدموں میں گریں گی۔ سچی کتاب لایا اللہ برکت و پاکی کے ساتھ مکے کے پہاڑ سے۔ بھرگئی زمین احمد کی حمد اور اس کی پاکی بولنے سے احمد مالک ہوا ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مملوکو، حلقہ بگوشو! خوشی وشادانی ہے۔ تمہارے لئے تمہارا مالک پیارا سراپا کرم و رحمت والا ہے یہ اس مالک حقیقی جل وعلا کی عطا اور دین ہے کہ ہمیں اس نے ایسا مالک عطا فرمایا جبھی تو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مالک نہ جانے سنت کی حلاوت نہ پائے۔

انہیں آیات اور ارشاد ربانی کی بنا پر امام عارف باللہ سیدی سہل بن عبداللہ تستری، پھر امام اجل قاضی عیاض شفا شریف میں، پھر امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں، پھر علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نسیم الریاض میں، پھر علامہ محمد عبدالباقی زرقانی شرح مواہب میں، شرحاً و تفسیراً فرماتے ہیں۔

مَنْ لَّمْ يَرَ وِلَايَةَ الرَّسُوْلِ عَلَيْهِ فِيْ جَمِيْعِ اَحْوَالِهٖ وَيَرَ نَفْسَهٗ فِيْ مُلْكِهٖ لَا يَذُوْقُ حَلَاوَةَ سُنَّتِهٖ۔	جو ہر حال میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ولی اور مالک اور اپنے آپ کو حضور کی ملک نہ جانے وہ سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حلاوت سے بالکل خبردار نہ ہوگا۔

یہی وجہ ہے کہ حضور سے اپنا رشتہ الفت اور محبت کا اور مملوکیت کا منقطع کرنے والے ایسے اندھے ہوگئے کہ ان کو قرآن شریف توراۃ و زبور کی آیتیں نہ سوجھیں اور ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو مشرک کہدیا۔ مسلمانوں ہوشیار خبردار، دوست دشمن کو پہچانو۔ کہ کون اللہ و رسول کے کلام پر ایمان رکھتا ہے اور کون توحید کی آڑ میں تمہارے دین و ایمان کو برباد کررہا ہے، ہمارا کام بتانا اور سمجھانا اور حق وناحق سے آگاہ کردینا ہے۔ جو مانے گا نجات پائے گا ورنہ اپنے پاؤں سے دوزخ میں جائے گا کسی کا کیا بگاڑے گا مگر یہ یاد رہے کہ اب کسی کو بارگاہ الٰہی میں یہ عذر کرنے کا موقع نہ رہا کہ ہم کو خبر نہ تھی، ہم تو جاہل تھے، ناواقف تھے، تقویۃ الایمان میں تیرے ہی کلام پاک کی آیتیں لکھ لکھ کر اسماعیل نے جیسا سمجھا دیا اور بتا دیا تھا وہی ہم نے مان لیا تھا۔ ہرگز ہرگز اب یہ عذر نہ مانا جائے گا، بلکہ اب حجت تمام ہوچکی۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ آمین۔

شاگرد کی عرض استاد کی خدمت میں

غلام دستگیر اور دیگر حاضرین اس مضمون کو سن کر مست و بے خود ہو کر اپنے مالک و مختار سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے ہیں۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰه۔ پھر شاگرد استاد کی خدمت میں عرض کرتا ہے۔

شاگرد: حضور جب سے یہ عبارت تقویۃ الایمان میں نے پڑھی کہ کوئی اپنے بیٹے کا نام عبد النبی رکھتا ہے۔ کوئی علی بخش، کوئی حسین بخش، کوئی پیر بخش، کوئی مدار بخش، کوئی سالار بخش، کوئی غلام محی الدین، کوئی غلام معین الدین وغیرہ اس قسم کے نام رکھنا شرک بتایا تو اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ جنہوں نے ایسے نام رکھے وہ سب مشرک اور جو لوگ ان ناموں سے پکارے جائیں وہ مشرک اور جتنے لوگ یہ نام لیکر پکاریں وہ بھی مشرک تو اب دنیا میں کون مسلمان رہ گیا۔ الحمد للہ کہ آج تورایت اور زبور کی اور قرآن پاک کی وہ آیتیں سنیں کہ جن سے ایمان تازہ ہو گیا اور خوب سمجھ آ گیا کہ واقعی مولوی اسماعیل کو اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ علیہ وسلم کی بالکل محبت نہیں نہ قرآن و حدیث پر ان کا ایمان ہے بلکہ توحید کی آڑ میں کوئی خاص دنیاوی مقصد حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اور ساری دنیا کے مسلمانوں کو ہمارے مالک و مولی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور محبوبان خدا اولیائے کرام اور تمام بزرگان دین سے بدعقیدہ بنا کر جہنم میں دھکیلنا چاہتے تھے۔ اب مجھے یا کسی مسلمان کو ان آیتوں کے سننے کے بعد اس بات کے سمجھنے میں کیا دشواری باقی رہ گئی کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے ہماری جانوں اور گردنوں کا مالک فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ تمام مخلوق کے ہاتھ عاجزی اور گڑگڑانے میں اس پیارے کے سامنے پھیلے

ہوئے ہیں تو ظاہر ہے کہ جب کوئی کسی کے سامنے عاجزی کے ساتھ گڑگڑا کر ہاتھ پھیلاتا ہے تو اپنی حاجتوں اور مرادوں ہی کیلئے پھیلاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ سارے جہاں کے حضور مالک ہیں اور ہم سب حضور کے مملوک ہیں (یعنی بندے اور غلام ہیں) اور یہ بھی خوب سمجھ میں آ گیا کہ جب نسبت غلامی اور بندگی کی اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے گی تو اللہ تعالیٰ کا مالک حقیقی ہونا مراد ہوگا اور ہمارا حقیقی بندہ ہونا اور جب حضور کی طرف بندہ یا غلامی کی نسبت کی جائے گی تو اس سے حضور کا مجازی مالک ہونا اور ہم سب کا مجازاً بندہ اور غلام ہونا مراد ہوگا۔

استاد: شاباش خوب سمجھے مولی تعالیٰ جل وعلا ہر مسلمان کو ایسی ہی سمجھنے کی توفیق بخشے۔

چوتھا سبق

استاد: یہ تو سب کو معلوم ہو گیا کہ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری جان و مال کے مالک ہیں۔ اب میں تمہارے اطمینان کیلئے اور چند آیات قرآنی اسی مضمون کی بیان کرتا ہوں۔

پہلی آیت:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ۔ (پ ۲۴ سورۃ زمر آیت ۵۳)

آپ فرما دیجئے اے میرے گنہگار بندو اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو یعنی اے حبیب آپ اپنے تمام بندوں سے فرما دیجئے جنہوں نے گناہ کئے ہیں کہ اللہ کی رحمت سے امید لگی رکھیں۔

جناب حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رسالہ شمائم امدادیہ ص ۱۳۵ ترجمہ فحات مکیہ میں

فرماتے ہیں۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واصل بحق ہیں (اسلئے) عباداللہ کو عبادالنبی (یعنی نبی کا بندہ) کہہ سکتے ہیں (پھر یہی آیت لکھ کر آگے لکھتے ہیں) مرجع ضمیر متکلم کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، یعنی اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب سے فرماتا ہے۔ کہ آپ اپنے بندوں سے کہہ دیجئے، اور مولوی اشرفعلی تھانوی اسی کتاب کے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ قرینہ بھی انہیں معنی کا ہے۔ (کیونکہ) آگے فرماتا ہے۔ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰہِ ۔ اگر مرجع اس کا اللہ ہوتا تو فرماتا من رحمتی۔ تاکہ مناسبت عبادت ہوتی۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق وہی ہے جو بندہ اور غلام ہو چکا ہو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

دوسری آیت: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ (پ۱۸ سورۃ النور آیت ۳۲)

تم میں عورتیں بے شوہر ہوں ان کے نکاح کردو اور تمہارے بندوں اور تمہاری باندیوں میں جو نیک ہوں۔

اس آیت کریمہ نے تو بات صاف فرمادی کہ زید وبکر کے غلاموں کو ان کا عبد یعنی بندہ فرمایا۔ مگر اندھوں کا کیا علاج۔

اب حدیث: سنئے صحاح میں ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِيْ عَبْدِهٖ وَلَا فَرَسِهٖ صَدَقَةٌ ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مسلمانوں پر اس کے بندے اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں۔

ان آیتوں اور حدیث سے معلوم ہوا کہ جو عبدالنبی یا غلام رسول یا اسی قسم کے

ناموں کو شرک کہے وہ قرآن وحدیث پر ایمان نہیں رکھتا۔ اس پیارے محبوب سے عداوت رکھنے نے مولوی اسماعیل کو کہیں کا نہ رکھا۔ اور سنئے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کا نام عبدالمطلب تھا۔ اور اسی نام سے آپ رجز پڑھتے۔ "اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ"۔ میں نبی ہوں جھوٹ نہ بولوں گا، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔۔۔ حالانکہ مطلب اللہ کا نام نہیں، اگر غیر کی طرف عبد کی نسبت شرک ہوتی تو حضور کیوں فرماتے اللہ تعالیٰ کیوں فرماتا۔ اب سنئے صحابہ کرام کا قول کہ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بندہ کہتے ہیں

آپ نے تمام صحابہ کرام کے مجمع میں اعلانیہ برسر منبر فرمایا۔

كُنْتُ عَبْدَهٗ وَخَادِمَهٗ

یعنی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بندہ اور خادم تھا۔

شاہ ولی اللہ صاحب نے اس روایت کو "ازالۃ الخلفاء" میں بحوالہ ابوحنیفہ نقل فرمایا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خریداری بلال کے قصہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں۔ جس کو مولانا روم علیہ الرحمۃ نے مثنوی شریف میں نقل کیا۔

گفت ما دو بندگان کوئے تو — کردمش آزاد من بروئے تو

یعنی ہم دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانے کے بندے ہیں اور میں حضور کی طرف سے بلال کو آزاد کرتا ہوں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی اپنے کو حضور کا بندہ کہتے ہیں

علامہ طحطاوی سے اعلام الاخبار میں منقول ہے۔

قَالَ عَلِیٌّ اَنَا عَبْدُ مَنْ عَلَّمَنِیْ حَرْفًا اِنْ شَاءَ بَاعَ وَاِنْ شَاءَ اَعْتَقَ

یعنی علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس کا بندہ ہوں جس نے مجھے ایک کلمہ سکھایا وہ چاہے مجھکو بیچے چاہے مجھکو آزاد کرے۔

یہ قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہے کہ سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا کہ میں حضور کا بندہ ہوں، حضور میرے مالک ہیں چاہیں مجھے بیچیں چاہے آزاد کریں اور سنئے۔

مصنف فتاویٰ درمختار کے استاد کا نام عبدالنبی تھا۔

نبی بخش، عطا رسول، علی بخش وغیرہا نام رکھنا بھی شرک نہیں

جبریل علیہ السلام نے مریم سے کہا۔

لِاَھَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا۔ میں عطا کروں تجھے ستھرا بیٹا۔

(پ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۱۹)

اسے قرآن پاک نے نقل فرمایا۔ اللہ اللہ! اب تو جبریل بیٹا دے رہے ہیں۔ بھلا تقویۃ الایمان کے لکھنے والے کے نزدیک اس سے بڑھ کر اور کیا شرک ہوگا۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

دیکھو تو قرآن کریم عیسیٰ علیہ السلام کو جبریل بخش بتا رہا ہے۔ جن لوگوں نے قرآن وحدیث کو چھوڑ کر تقویۃ الایمان کو اپنا قرآن سمجھ رکھا ہے ہر ایک بات کو تقویۃ الایمان میں پڑھ پڑھ کر شرک کہدیا کرتے ہیں۔ اگر وہ اب تک ناواقف تھے۔ تو

اب توبہ کرکے سچے پکے سنی صحیح العقیدہ بن جائیں اور پرائے پیچھے اپنی عاقبت نہ بگاڑیں۔ ورنہ یاد رکھیں یہ شرک کا وبال انہیں کے سر پڑیگا ہر شخص کو چاہئے کہ قرآن وحدیث پر ایمان رکھے کسی مولوی یا درویش کے لکھنے پر عمل نہ کرے جیسا کہ آجکل کے اکثر لوگوں نے مالک حقیقی کو چھوڑ کر مولوی اسماعیل کو اپنے دین وایمان کا مالک بنا لیا ہے اور قرآن وحدیث کے بجائے تقویۃ الایمان کے لکھے پر عمل کرتے ہیں۔ جیسا کہ اسماعیل صاحب۔ (ف) بنا کر فائدہ لکھتے ہیں یعنی اللہ کو بڑا مالک سمجھتے ہیں اور اس سے چھوٹے مالک اور ٹھہراتے ہیں۔ مولویوں اور درویشوں کو، سو اس بات کا ان کو حکم نہیں ہوا اور اس سے ان پر شرک ثابت ہوتا ہے۔ اور وہ نرالا ہے اس کا شریک کوئی نہیں ہو سکتا نہ چھوٹا نہ برابر کا بلکہ چھوٹے بڑے سب اس کے بندے عاجز ہیں عجز میں برابر۔ (مگر یہ صرف مولوی اسماعیل صاحب کے ماننے والوں کیلئے ہے ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ مجازاً بادشاہ کو بھی مالک کہا جا سکتا ہے جیسا کہ کلام پاک میں فرمایا۔

اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَۃً تَمْلِکُھُمْ وَاُوْتِیَتْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ وَّلَھَا عَرْشٌ عَظِیْمٌ (پ ۱۹، سورۃ نمل آیت ۲۳)

(ہدہد نے ملکہ سبا سے آکر سیدنا سلیمان علیہ السلام سے عرض کی) میں نے ایک عورت پائی کہ وہ انکی مالک ہے اور اسے سب کچھ دیا گیا ہے اور اس کا بڑا تخت ہے۔

یہاں قرآن بادشاہ کو رعایا کا مالک فرما رہا ہے تو رعایا کے لوگ سب اس کے مملوک ہوئے تو اگر کوئی محبوبان خدا کو اپنا مالک اور اپنے کو ان کا بندہ کہے تو عین قرآن وحدیث کے مطابق ہے۔ مسلمان کا ایمان تو قرآن وحدیث پر ہونا چاہئے جو قرآن وحدیث کے خلاف اپنی طرف سے کہے وہ مسلمان ہی نہیں رہا جو اس کی بات مانی جائے۔

پانچ آیتیں کہ حضور کو اپنا رب کہنا شرک نہیں جبکہ مجاز مراد ہو

پہلی آیت: جیسا کہ یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ اور اس قول کو قرآن پاک نے نقل کیا۔

اِنَّهٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ
(پ۱۲ سورۃ یوسف آیت ۲۳)۔

بیشک عزیز مصر میرا رب ہے اس نے مجھے اچھی طرح رکھا۔

دوسری آیت :

اَمَّآ اَحَدُکُمَا فَیَسْقِیْ رَبَّهٗ خَمْرًا۔
(پ۱۲ سورۃ یوسف آیت ۴۱)

اے زندان کے ساتھیو تم میں ایک تو اپنے رب کو شراب پلائے گا۔

تیسری آیت :

وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ (پ۱۲ سورۃ یوسف آیت ۴۲)

اور یوسف علیہ السلام نے کہا اس سے جسے ان دونوں میں چھٹکارا پاتا سمجھا کہ اپنے رب (یعنی بادشاہ مصر کے سامنے میرا چرچا کیجیو)

چوتھی آیت : اس پر مولیٰ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

فَاَنْسٰهُ الشَّیْطٰنُ ذِکْرَ رَبِّهٖ (پ۱۲ سورۃ یوسف، آیت ۴۲)۔

تو اسے بھلا دیا شیطان نے اپنے رب سے، بادشاہ مصر کے آگے یوسف کا ذکر کرنا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پانچویں آیت:

قَالَ ارْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَسْئَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ
(پ۱۲ سورۃ یوسف، آیت ۵۰)

یوسف نے کہا پلٹ جا اپنے رب کے پاس سو اس سے پوچھ کیا حال ہے ان عورتوں کا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے۔

سبحان اللہ۔ بادشاہ کو تو مجازی پرورش کے باعث اس کا رب، تیرا رب، میرا رب کہنا صحیح ہو اور اللہ تعالیٰ بھی فرمائے اللہ کے رسول یعنی یوسف علیہ السلام فرمائیں تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجازاً مالک اور خود کو بندہ اور غلام کہنا کیسے شرک ہوگا۔ یقیناً درست صحیح اور بالکل قرآن کے مطابق ہے جو اس کو شرک کہے وہ مسلمان نہیں۔ رب کے معنی ہیں پالنے والا۔ پرورش کرنے والا۔ غور تو کرو کہ بڑے بڑے محکموں میں لوگ جب نوکری کی درخواست وغیرہ دیتے ہیں تو سب سے پہلے سرخی لکھتے ہیں۔ غریب پرور سلامت۔ پھر بعد میں جو کچھ مقصد ہوتا ہے لکھا جاتا ہے اگر یہ شرک ہو تو دنیا میں مسلمان کون رہے گا۔ مولیٰ تعالیٰ ہدایت دے۔ آمین۔ کہنا یہ ہے کہ تقویۃ الایمان میں یہ تمام آیتیں جو لکھی ہیں وہ کسی طرح مسلمانوں پر چسپاں نہیں ہوتیں، وہ سب مشرکین کے بارے میں ہیں۔ اور آگے لکھتے ہیں۔

عبارت تقویۃ الایمان..... چنانچہ سورۃ مریم میں فرمایا۔

اِنْ کُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْ اَحْصٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ وَکُلُّهُمْ اٰتِیْهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ

جتنے لوگ ہیں آسمان و زمین میں سو آنے والے ہیں رحمان کے سامنے بندے ہو کر۔ اور بیشک قابو میں کر رکھا ہے ان کو اور گن رکھا ہے ان کو ایک

فَرْدًا ۝ (پ١٦، سورة مریم آیت ٩٣)

ایک اور ہر کوئی ان میں سے آنے والا ہے اس کے سامنے قیامت کے دن اکیلا اکیلا۔

فائدہ: یعنی کوئی فرشتہ اور آدمی غلامی سے زیادہ رتبہ نہیں رکھتا اور اس کے قبضے میں عاجز ہے کچھ قدرت نہیں رکھتا اور وہ ایک ایک میں آپ ہی تصرف کرتا ہے کسی کے قابو میں نہیں دیتا اور ہر کوئی معاملہ میں اس کے روبرو اکیلا حاضر ہونے والا ہے کوئی کسی کا وکیل وحمایتی نہ بننے والا۔

آہ! افسوس یہ ظالم کلام پاک کی آیتیں لکھ کر ترجمہ کچھ کرتا ہے، اور "ف" لکھ کر فائدہ میں اپنی طرف سے گندہ بروزہ ملا کر پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وعزت پر کیسے پردے ڈالتا ہے کہ وہاں کوئی کسی کا حمایتی اور وکیل نہیں بن سکتا اور کوئی آدمی غلامی سے زیادہ رتبہ نہیں رکھتا حالانکہ یہ جملے آیت میں نہیں۔ بلکہ حدیث وقرآن کے مخالف ہیں۔ دیکھو اللہ عزوجل کلام پاک میں فرماتا ہے۔

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۔ (پ١٥ سورة اسراء آیت ٧٩)

اے حبیب قریب ہے کہ تیرا رب تجھ کو بھیجے گا تعریف کے مقام میں یعنی جہاں اگلے پچھلے سب جمع ہوں گے اور حضور کی حمد وثنا کا شور ہر زبان سے بلند ہوگا۔

مفسرین فرماتے ہیں۔ کہ مقام محمود، مقام شفاعت ہے کہ اس دن شفاعت کا سہرا آپ ہی کے سر رہے گا اور سب انبیاء علیہم السلام نفسی نفسی فرمارہے ہوں گے چنانچہ حدیث صحیح بخاری وجامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔

قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ فَقَالَ ھُوَ الشَّفَاعَۃُ۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ مقام محمود کیا ہے ارشاد فرمایا شفاعت

دوسری حدیث دارمی اور ترمذی بافادہ تحسین ابویعلی اور بیہقی وابونعیم، انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا اِذَا بُعِثُوْا وَاَنَا قَائِدُھُمْ اِذَا وَفَدُوْا وَاَنَا خَطِیْبُھُمْ اِذَا اَنْصَتُوْا وَاَنَا مُسْتَشْفِعُھُمْ اِذَا حُبِسُوْا وَاَنَا مُبَشِّرُھُمْ اِذَا اَیِسُوْا الْکَرَامَۃُ وَالْمَفَاتِیْحُ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَلِوَاءُ الْحَمْدِ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ اَنَا اَکْرَمُ وُلْدِ اٰدَمَ عَلٰی رَبِّیْ یَطُوْفُ عَلٰی اَلْفِ خَادِمٍ کَاَنَّھُمْ بَیْضٌ مَّکْنُوْنٌ وَلُوْءٌ لُوْءٌ مَّنْثُوْرٌ۔

میں سب سے پہلے باہر تشریف لاؤں گا جب لوگ قبروں سے اٹھیں گے اور میں سب کا پیشوا ہوں گا جب اللہ کے حضور چلیں گے اور میں ان کا خطیب ہوں گا جب وہ دم بخود رہ جائیں گے اور میں ان کا شفیع ہوں گا۔ جب عرصہ محشر میں روکے جائیں گے اور میں انہیں بشارت دوں گا جب وہ ناامید ہوجائیں گے عزت اور خزائن رحمت کی کنجیاں اس دن میرے ہاتھ ہوں گی اور لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔ میں تمام آدمیوں سے زیادہ اپنے رب کے نزدیک اعزاز رکھتا ہوں، میرے گرد وپیش ہزار ہزار خادم دوڑتے ہوں گے گویا وہ انڈے ہیں

حفاظت سے رکھے یا موتی ہیں
بکھرے ہوئے۔

اب تو معلوم ہوا کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیامت کے دن ہم سب کے حمایتی اور شفیع، وکیل ہیں اور عزت ورحمت کے خزانوں کی کنجیاں جب حضور کے دست مبارک میں ہوں گی تو اس مالک حقیقی کی طرف سے کیا کیا اختیارات حضور کو حاصل ہوں گے جو ہمارے تمہارے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتے۔ان مضمونوں کی حدیثیں اور آیتیں قرآن میں اور بھی سینکڑوں ہیں جس نے ان دو چار حدیثوں اور آیتوں کے بھی معنی سمجھ لئے وہ شرک،توحید کے ساتھ ساتھ انبیاء علیہم السلام خصوصاً سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم کے اختیارات وتصرفات اور کمالات،عزت ووجاہت،محبوبیت وشفاعت وغیرہ، کے مضمون سے خبردار ہوگیا

اب اس کے آگے مولوی اسماعیل لکھتے ہیں۔

''اب یہ تحقیق کی چاہئے کہ اللہ صاحب (جل جلالہ) نے کون کون سی چیزیں اپنے واسطے خاص کر رکھی ہیں کہ اس میں کسی کو شریک نہ کیا چاہئے''۔مگر اللہ تعالیٰ نے جو کمال وخوبی کی صفتیں اپنے محبوبوں کو عطا فرمائی ہیں۔ان پر اعتقاد ضروری ہے۔جس طرح ذاتی کوئی صفت کسی کے لئے ماننا شرک ہے۔اسی طرح محبوبان خدا کی عطائی صفات اور کمالات جو قرآن وحدیث سے ثابت ہیں نہ ماننا کفر ہے۔اب یہ دیکھنا ہے کہ جتنی باتیں یہاں آگے لکھی گئی ہیں۔لکھنے والے کو یہ بھی خبر ہے کہ یہ تمام صفات اللہ کی عطا ودین سے محبوبان خدا کیلئے ثابت ہیں۔قرآن وحدیث اس قسم کے بیانات سے مالا مال ہے۔سو اول بات یہ کہ ہر جگہ حاضر وناظر رہنا اور ہر چیز کی خبر ہر وقت برابر رکھنی دور ہو یا نزدیک،چھپی ہو یا کھلی۔اندھیرے میں ہو یا اجالے

میں، آسمان میں ہو یا زمین میں پہاڑوں کی چوٹی پر ہو یا سمندر کی تہہ میں، یہ اللہ کی شان ہے اور کسی (بھوت و پری یا جن و شیطان) کی یہ شان نہیں سو جو کوئی کسی کا نام اٹھتے بیٹھتے لیا کرے اور دور و نزدیک سے پکارا کرے اور بلا کے مقابلہ میں دھائی دیوے اور دشمن پر اس کا نام لیکر حملہ کرے اور اس کے نام کا ختم پڑھے یا شغل کرے یا اس کی سورت کا خیال باندھے اور یوں سمجھے کہ جب میں اس کا نام لیتا ہوں زبان سے یا دل سے یا اسکی صورت کا یا اس کی قبر کا خیال باندھتا ہوں وہیں اسکو خبر ہو جاتی یا اس سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی۔ اور جو مجھ پر احوال گزرتے ہیں۔ جیسے بیماری و تندرستی و کشائش، تنگی مرنا و جینا، غم و خوشی سب کی اسے ہر وقت خبر ہے۔ اور جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے وہ سب سن لیتا ہے اور جو خیال و وہم میرے دل میں گزرتا ہے وہ سب سے واقف ہے۔ سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے۔

''اور اس قسم کی باتیں شرک ہیں اس کو اشراک فی العلم کہتے ہیں یعنی اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا سو اس عقیدے سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے۔''

الحمدللہ دنیا میں ایک بھی مسلمان اللہ کا سا علم یا صفت کسی کیلئے ثابت نہیں کرتا نہ ایسا ناپاک عقیدہ رکھتا ہے بلکہ جو کچھ بھی اعتقاد رکھتا ہے وہ سب اللہ کی عطا سے اور اس کے بتائے سے اور ایسا عقیدہ رکھنا انبیاء علیہم السلام کیلئے اور دیگر محبوبان خدا کیلئے ہرگز شرک نہیں، مگر مولوی اسماعیل صاحب عطائی کمالات ماننے کو بھی شرک بتا رہے ہیں۔ (لکھتے ہیں) خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے، خواہ پیر و شہید سے رکھے خواہ امام و امام زادے سے، خواہ بھوت و پری سے، پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے حاصل ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

اصلاح قابل غور

یہ ڈبل لائن لکھی ہوئی عبارت کہ اللہ کے دیئے سے اعتقاد رکھنے کو شرک کہا بالکل قرآن وحدیث کے خلاف ہے عطائی کمالات کو شرک کہنے کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ معاذاللہ۔ اللہ تعالیٰ کے کمالات بھی عطائی ہیں۔ سو جو کوئی اللہ تعالیٰ کے کمالات عطائی مانے یا ثابت کرے وہ مسلمان نہیں۔

شاگرد: حضور اس بات کو اور خلاصہ کرکے سمجھا دیجئے۔ کیا مولوی اسماعیل صاحب کی اس عبارت سے اللہ تعالیٰ کے علوم اور کمالات بھی عطائی ثابت ہوتے ہیں۔

استاد: تعجب ہے کہ تم کو اس بات کے سمجھنے میں ابھی تک پس وپیش ہے۔ اچھالو سمجھو، دیکھو اوپر کی عبارت جس پر لائن کھینچ کر (۱) بنادیا گیا ہے اور اسے غور سے پڑھو۔ اور نیچے کی عبارت جس پر ڈبل لائن کھینچ کر (۲) بنادیا ہے یعنی نمبر۱، اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا شرک ہے، نمبر۲، پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے حاصل ہے خواہ اللہ کے دینے سے یہ عقیدہ رکھے تو بھی شرک ثابت ہے، اب تم خود بتاؤ جب اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا شرک ہے اور واقعی شرک ہے مگر یہ کہنا کہ خواہ اللہ کے دینے سے عقیدہ رکھے تو بھی شرک ثابت ہوتا ہے تو اس کا مطلب صاف یہ ہوا کہ ان کے نزدیک اللہ کا علم بھی کسی کا دیا ہوا ہے تو اب کسی نبی، ولی، پیر، شہید وغیرہ کیلئے عطائی علوم وکمالات ماننے کو شرک کہنا اللہ تعالیٰ کے علوم وکمالات کو عطائی ماننا ہوا کہ نہیں۔ شاگرد یہ آخری جملے سنکر چونک پڑا اور کہنے لگا۔

شاگرد: واقعی اب میری سمجھ میں خوب آگیا کہ توحید کا فقط پردہ ہے ورنہ ان سے اور توحید سے کوئی واسطہ نہیں، مشرکین اور ان کے جھوٹے معبودوں کیلئے جو چاہتے لکھتے کہ ان سے ذرہ برابر بھی واسطہ عقیدتمندی کا یقیناً کفر وشرک ہے

جیسا کہ آیات واحادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ مگر محبوبان خدا کی شان گھٹانے کیلئے اور خدا کے دیئے ہوئے کمالات پر پردہ ڈالنے کیلئے جو توحید کی آڑ پکڑی ہے اس کی قلعی اس عبارت سے کھل گئی کہ مولوی اسماعیل صاحب توحید نہیں سکھا رہے ہیں۔ بلکہ حقیقت میں خدا ہی سے بدعقیدہ بنا رہے ہیں، معلوم نہیں کہ انہوں نے خدا کو کیا سمجھ رکھا ہے۔

استاد: دیکھو مولوی اسماعیل آگے کیا لکھتے ہیں۔

عبارت تقویۃ الایمان (دوسری بات یہ ہے کہ عالم میں ارادہ سے تصرف کرنا اور حکم جاری کرنا اور اپنی خواہش سے مارنا، روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست اور بیمار کردینا فتح وشکست دینی۔ اقبال وادبار دینا، مرادیں پوری کرنی حاجتیں برلانی، بلائیں ٹالنی، مشکل میں دستگیری کرنی، برے وقت میں پہنچنا، اور یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیاء اولیاء پیر شہید کی بھوت پری کی یہ شان نہیں جو کوئی کسی کو ایسا تصرف (یعنی اللہ کا سا) ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور اس توقع پر نذرونیاز کرے اور اس کی منتیں مانے اور اس کو مصیبت کے وقت پکارے (یہ اعتقاد رکھتے ہوئے کہ یہ جو کچھ بھی میری امداد کریں گے وہ اپنی ذات اور محض اپنے ارادے سے کریں گے یہ صفت خدا کی دی ہوئی نہیں ہے بلکہ انہیں خود حاصل ہے جیسا کہ مشرکین کا اپنے بتوں پر اعتقاد تھا اور ہے) سو وہ مشرک ہوجاتا ہے اور اس کو اشراک فی التصرف کہتے ہیں یعنی اللہ کا سا تصرف کرنا محض شرک ہے۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود حاصل ہے۔ خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ (یہ لائن لکھی ہوئی عبارت محبوبان خدا کیلئے بالکل قرآن پاک کے خلاف ہے اور آیتیں اور

حدیثیں بکثرت ہیں جن سے ثابت کہ محبوبان خدا کو تصرف کی قدرت اللہ نے عطا فرمائی ہے۔ جو عنقریب ذکر کی جائے گی) یہاں صرف ایک آیت جو تمام دنیا کے کاروبار پر تصرف کرنے کو ملائکہ کیلئے ثابت کر رہی ہے لکھی جاتی ہے۔

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۝ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۝ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۝ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۝ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۝ (پارہ ۳۰ سورۃ النازعات آیت ۱تا۵)

قسم ہے ان فرشتوں کی جو کافروں کی جان سختی سے نکالتے ہیں اور جو مسلمان کی آسانی سے نکالتے ہیں گویا ان کا بند کھول دیتے ہیں اور جو تیرتے ہوئے چلتے ہیں پھر تیزی کے ساتھ دوڑتے ہیں پھر ہر امر کی تدبیر کرتے ہیں۔

دیکھو۔ کسقدر تصرفات فرشتوں کیلئے ثابت ہیں اور بالکل کھلی ہوئی عبارت ہے پھر یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے عالم میں کسی کو تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی، قرآن پاک کیخلاف ہے۔ اور اس پر اعتقاد رکھنے کو شرک کہنا اس سے آیہ کریمہ کا انکار ثابت ہوتا ہے اور اللہ کی آیتوں میں سے ایک آیت کا بھی انکار کرنے والا مسلمان نہیں، اللہ تعالیٰ نور ایمان بخشے۔ آمین۔

آگے تقویۃ الایمان میں لکھتے ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ بعض کام تعظیم کے اللہ نے اپنے لئے خاص کئے ہیں کہ ان کو عبادت کہتے ہیں جیسے سجدہ اور رکوع اور ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا اور اس کے نام پر مال خرچ کرنا اور اس کے نام کا روزہ اور اس کے گھر کی طرف دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا اور ایسی صورت بنا کر چلنا کہ ہر کوئی جان لے کہ یہ لوگ اس کے گھر کی زیارت کو جاتے ہیں۔ اور راستے میں اس مالک کا نام پکارنا اور نامعقول باتیں کرنے سے اور شکار سے بچنا اور اسی قید سے جا کر

طواف کرنا اور اس کے گھر کی طرف سجدہ کرنا اور اسکی طرف جانور لیجانے اور وہاں منتیں ماننی اور اس پر غلاف ڈالنا اور اس کی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہو کر دعا مانگنی اور التجا کرنی اور دین و دنیا کی مرادیں مانگنی اور اس کے گرد روشنی کرنی اور اس کا مجاور بن کر اس کی خدمت میں مشغول رہنا جیسے جھاڑو دینی اور روشنی کرنی، فرش بچھانا پانی پلانا، وضو و غسل کا لوگوں کیلئے سامان درست کرنا اور اس کے کنوئیں کے پانی کو تبرک سمجھ کر پینا، بدن پر پانی ڈالنا، آپس میں بانٹنا، غائبوں کے واسطے لیجانا، رخصت کے وقت الٹے پاؤں چلنا، اس کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا، یعنی وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا، گھاس نہ اکھاڑنا، مویشی نہ چگانا، یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کیلئے اپنے بندوں کو بتائے ہیں۔

اصلاح! اگر اللہ تعالیٰ نے بتائے ہیں تو یہ سب باتیں قرآن شریف میں ضرور ہونگی۔ اگر ہیں تو وہ آیتیں ضرور لکھنا چاہیے تھیں۔ کیا دنیا میں کوئی ایسا ہے جو ان تمام باتوں کو کلام پاک سے ثابت کر دے کہ یہ سب باتیں جو اوپر لکھی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کیلئے ایسی خاص ہیں کہ دوسرے کیلئے ان میں سے ایک بھی کرے تو شرک ہو، ہم شرک کی تعریف پہلے کر آئے ہیں۔ اسے بار بار پڑھو تو سمجھ لو گے کہ جو کام عبادت کی نیت سے غیر خدا کیلئے کیا جائے گا۔ وہ شرک ہوگا اور اگر تعظیم کی نیت سے محبوبان خدا کیلئے کیا تو شرک نہ ہوگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم تو فرض ہے جیسا کہ تمہید ایمان سے ظاہر ہے۔ اور مدینہ طیبہ کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب تو خود حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے ثابت ہے۔ انشاء اللہ عنقریب وہ حدیثیں بھی نقل کی جائیں گی۔ مگر دشمن خدا سب سے آنکھیں بند کر کے یوں لکھتا ہے۔ پھر کوئی کسی پیر پیغمبر کو یا بھوت پری کو یا کسی سچی قبر کو (یہ اشارہ معاذ اللہ سرکار

کے روضہ پاک کیلئے ہے) یا جھوٹی قبر کو یا کسی کے تھان کو یا کسی کے چلہ کو یا کسی کے مکان کو یا کسی کے تبرک کو، یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرلے، رکوع کرے یا اس کے نام کے روزے رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو (ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے کو اس لئے بار بار ذکر کیا کہ مسلمان میلاد شریف میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھتے ہیں ورنہ ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونا بھی نماز میں داخل ہے کہ رکوع کے بعد ہاتھ چھوڑ کر کھڑے ہوتے ہیں) یا جانور چڑھاوے یا اسے مکانوں میں دور دور سے قصد کر کے جائے یا وہاں روشنی کرے، غلاف ڈالے چادر چڑھائے، ان کے نام کی چھڑی کھڑی کر کے رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلے ان کی قبروں کو بوسہ دے مورچھل جھلے اس پر شامیانہ کھڑا کرے، چوکھٹ کو بوسہ دے، ہاتھ باندھ کر التجا کرے، مراد مانگے مجاور بنکر بیٹھ رہے، وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اور اسی قسم کی باتیں کرے تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔ اس کو اشراک فی العبادۃ کہتے ہیں یعنی اللہ کی سی تعظیم کرنی۔

اصلاح! بعض باتیں جو ضروری تھیں مولوی اسماعیل صاحب لکھنا بھول گئے نہیں بلکہ قصداً چھوڑی ہیں ورنہ ان کیلئے جینا مشکل ہو جاتا اور ان کے ماننے والے عمر بھر گالیاں دیتے۔

وہ باتیں یہ ہیں جو اس موقع پر لکھنا ضروری تھیں

جیسے رکوع کے بعد ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونا اور دو زانو بیٹھنا کیونکہ نماز میں چار فرض ہیں، کھڑا ہونا، رکوع کرنا، سجدہ کرنا، التحیات پڑھنے کیلئے بیٹھنا اور حج کے ارکان میں صفا و مروہ کی سعی کرنا اور سعی میں آہستہ بھی چلنے کا حکم ہے اور دوڑ کر چلنے کا بھی حکم ہے اور حلق کرنا یعنی سر منڈانا یا بال ترشوانا یہ بھی سعی کے بعد ہے تو اب اس

اعتبار سے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو تو مشرک، ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہو تو مشرک سر منڈایا تو مشرک، دوڑ کر چلا تو مشرک، ہاتھ باندھ کر دو زانو بیٹھا تو مشرک، ہاتھ زانو پر رکھ کر بیٹھا تو مشرک، بال کٹوائے تو مشرک، وہابی صاحبان بتائیں کہ یہ افعال بھی شرک ہیں کہ نہیں تو جتنی باتیں مولوی اسماعیل صاحب نے لکھیں ہیں وہ بھی شرک نہیں اگر یہ بھی سب افعال شرک ہیں تو آپ لوگ یہ سب افعال کرتے ہیں۔ اپنے امام کے لکھے سے مشرک ہوئے کہ نہیں اور سنئے جوتا اٹھانے کو جھکے رکوع کی شکل بن گئی بی بی سے جماع کیا سجدہ کی شکل بن گئی تو معاذ اللہ یہ سب افعال جو نماز میں فرض، واجب اور مستحب ہیں اور نماز خاص عبادت ہے اللہ کی، ان سب افعال کو نشان بندگی بتا کر ان افعال کے کرنے کو شرک کہہ دیا۔ حالانکہ سب لوگ علاوہ نماز کے یہ افعال کرتے ہیں۔ مولوی اسماعیل صاحب کے قول سے سب مشرک ہوئے جاتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ یہ افعال جو خاص نماز کی حالت میں کئے جاتے ہیں۔ یا حج کے موقع پر عمل میں آتے ہیں وہ سب سوائے سجدہ کے محبوبان خدا کی تعظیم کی نیت سے جائز ہیں۔ ہرگز شرک نہیں کیونکہ یہ بات خاص طور سے دیکھنا چاہئے کہ ان افعال میں کوئی فعل ایسا بھی ہے جس کی شرعاً ممانعت آئی ہو تو سوائے سجدہ کے اس کی تعظیم کی نیت سے بھی ممانعت حدیث سے ثابت ہے اس سے معلوم ہوا کہ تعظیمی سجدہ شرعاً حرام ہے اس کے علاوہ جس قدر باتوں کی فہرست، مولوی اسماعیل نے گنائی ہے ان میں سے کسی چیز کی ممانعت نہیں فرمائی گئی نہ قرآن میں نہ حدیث میں اور نہ اس کا نشان بندگی ہونا کسی آیت یا حدیث سے ثابت ہے محض اپنی رائے سے ان تمام باتوں کے کرنے کو شرک کہہ دیا۔ مسلمان یاد رکھیں کہ سجدہ کی دو قسمیں ہیں۔ سجدہ عبادت جو نماز میں ہوتا ہے۔ اور سجدہ تحیت جو کسی کی تعظیم کیلئے ہو۔ جیسے آدم علیہ

السلام کی طرف نور محمدی کی تعظیم کیلئے فرشتوں سے کرایا گیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تعظیمی سجدہ شرک نہیں کیونکہ وہ عبادت کی نیت سے معبود برحق جان کر سجدہ نہیں کیا گیا تھا۔ مگر ہماری شریعت میں تعظیمی سجدہ کو حرام فرمایا گیا۔ یعنی سجدہ تعظیمی حرام ہے، شرک نہیں لہذا جو کوئی تعظیمی سجدہ کو شرک بتائے وہ شرعی احکام سے جاہل ہے۔

دوسری بات خاص الخاص یہ یاد رکھنے کی ہے۔ کہ کسی چیز کا بوسہ لینے کیلئے جھکنا سجدہ نہیں کہلاتا کیونکہ سجدہ میں نیت سجدہ ہونا شرط ہے، اور پیشانی وناک کے بانسے کا زمین سے لگانا ضروری ہے اگر محض منہ زمین پر رکھ دیا جائے اور پاؤں کی انگلیاں بالکل زمین سے نہ لگیں تو سجدہ نہ ہوگا۔ نماز فاسد ہو جائے گی۔ اب غور کرو اگر کوئی مسلمان اپنے کسی بزرگ یا پیر کی قبر پر جا کر اسے چوم لے تو اسے قبر پرست اور مشرک کیوں کہا جاتا ہے۔ اگر ایسا کرنا قبر پرستی ہے تو بروقت جماع بی بی کا بوسہ لینا زن پرستی ہے؟ اگر کسی بزرگ کے مزار کو چومنے کیلئے جھکنے کا نام قبر کو سجدہ کرنا ہے تو بی بی کے رخسار کو چومنے کیلئے جھکنا بی بی کو سجدہ کرنا ہے اگر یہ کہا جائے کہ صاحب! یہاں تو حظ نفس کی نیت سے جھکے اس لئے نہ یہ شرک ہوا نہ اس کا نام سجدہ، نہ زن پرستی، تو اسی طرح وہاں بھی حظ روح کی نیت سے جھکے سجدہ کی نیت سے نہ جھکے اس لئے یہ بھی شرک نہیں نہ اس کا نام سجدہ ہے نہ قبر پرستی، پھر کیوں بلاوجہ کسی مسلمان کو مشرک اور بدعتی اور قبر پرست کہہ کر اتنا بڑا گناہ اپنے ذمے لیتے ہو، جو حد کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ اور حضور کے روضہ پاک کا بوسہ تو صحابہ کرام سے ثابت ہے پھر جو کام شرک ہیں وہ ہر جگہ شرک ہیں اور جو کام جائز ہیں وہ ہر جگہ جائز ہیں۔ جب روشنی کرنا جھاڑو دینا اور فرش بچھانا بھی نشان بندگی ٹھہرا اور یہ بھی لکھ دیا کہ یہ سب کام اللہ نے اپنی تعظیم کیلئے بتائے ہیں تو دنیا میں کون ہے جو اپنے گھر میں جھاڑو نہ دیتا ہو یا روشنی

نہ کرتا ہو یا شادی غمی میں لوگ آئیں تو انکے لئے فرش نہ بچھاتا ہو تو کیا یہ سب کام شرک ہیں اگر شرک ہیں تو دنیا میں سب مشرک اور اگر شرک نہیں تو کیا وجہ ہے کہ انبیاء اولیاء اور محبوبان خدا کے مزارات ہی کیلئے ایسا کرنا شرک ہو۔ ہے کوئی دنیا میں جو اس مسئلہ کو حل کر دے ان تمام باتوں سے ہر عقلمند اسی نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب کو انبیاء علیہم السلام ومحبوبان خدا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ایسی عداوت ہے۔ جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ ہاں۔ ایک بات بتانا رہ گئی ہے وہ یہ کہ تم نے تقویۃ الایمان کی عبارت جو شرک کی تعریف میں ہے ابھی پڑھی کہ جو چیزیں اللہ نے اپنے واسطے خاص کی ہیں اپنے بندوں کے ذمہ نشان بندگی ٹھہرائی ہیں۔ وہ چیزیں اور کسی کے واسطے کرنی شرک ہیں۔ اور فہرست جو گنائی اس میں یہ بھی شمار کرایا کہ کسی کی قبر پر روشنی کرنی، جھاڑو دینی، مجاور بن کے بیٹھ رہنا، مورچھل جھلنا، شامیانہ کھڑا کرنا، کسی کی قبر کو بوسہ دینا وغیرہ یہ بھی شرک بتایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کا کوئی فرضی خدا ہے جس کی قبر پر بوسہ دیا جاتا ہے، روشنی کی جاتی ہے، جھاڑو دی جاتی ہے، شامیانہ کھڑا کیا جاتا ہے مورچھل جھلی جاتی ہے، جبھی تو ان باتوں کو شرک کہا، مسلمانوں کا خدا اس سے پاک ہے نہ اس نے ان باتوں کو اپنے بندوں کے ذمہ نشان بندگی ٹھہرایا ہے۔ یہ ہمارے پاک خدا پر بہتان ہے پاک خدا کی پاک شریعت میں یہ چیزیں تعظیم کی نیت سے ہوں تو ہرگز شرک نہیں وہ تو ہر فعل میں نیت دیکھتا ہے۔ اور اسی پر جزا و سزا ہے (عبارت تقویۃ الایمان) پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اس تعظیم کی برکت سے اللہ مشکلیں کھول دیتا ہے۔ ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ (مولوی اسماعیل کا فرضی خدا ہمارے رسول کی تعظیم

سے کیا خوش ہوگا۔ مگر مسلمانوں کے خدا نے اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم اور توقیر کرنی ہر مسلمان پر فرض فرمائی۔ جیسا کہ تمہید ایمان میں تم نے پڑھا۔ تو جس طرح معبودان باطل کی تعظیم ہر طرح شرک ہے اسی طرح محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم نہ کرنا، اور ان کی تعظیم کرنے کو منع کرنا کفر ہے)

شاگرد: کیا ہمارے رب عزوجل نے کوئی طریقہ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کرنے کا بتایا ہے۔

استاد: جبکہ اللہ تعالیٰ نے مطلق تعظیم وتوقیر کا حکم فرمادیا۔ کہ

وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ یعنی رسول کی تعظیم اور توقیر کرو۔

(پ۲۶، سورۂ فتح آیت ۹)

اس سے معلوم ہوا کہ جتنے بہتر سے بہتر طریقوں سے تعظیم وتوقیر ہوسکتی ہے وہ سب اسی حکم میں داخل ہیں۔ سوائے اس کے جس کی صراحۃً ممانعت قرآن وحدیث سے ثابت ہو۔ اس کو یوں سمجھو کہ جس طرح اور تمام کام نماز یا حج کے ارکان میں داخل ہیں انہیں میں سے یہ بھی ہے کہ محض کعبے کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے اور سنگ اسود کو چومنا بھی عبادت ہے مگر بی بی کو چومنا بیٹا بیٹی کے رخسار کا بوسہ لینا شرک نہیں، بلکہ جائز ہے۔ کعبہ کا دیکھنا عبادت مگر اور کسی مکان کو دیکھنا شرک نہیں، دن رات سینکڑوں، ہزاروں بلکہ لاکھوں گھروں اور مکانوں پر مسلمان کی نظر پڑتی ہے بلکہ بعض عمارتوں کے دیکھنے کیلئے تو لوگ دور دور سے سفر کر کے جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں جیسے آگرہ کا تاج محل یا بمبئی کا تاج ہوٹل وغیرہ اس کو کوئی بھی شرک نہیں کہتا اور نہ یہ شرک ہے تو کیا وجہ ہے محبوبان خدا کے مزارات کی زیارت یا وہ تمام باتیں جو مولوی اسماعیل نے شرک کی فہرست میں گنائی ہیں شرک ہوں کسی چیز کو یا فعل کو

شرک یا حرام یا ناجائز فرمانے کا حق اللہ ورسول کو ہے کسی چوہڑے چمار کو یہ حق حاصل نہیں۔ (عبارت تقویۃ الایمان) "چوتھی بات یہ ہے کہ اللہ صاحب نے اپنے بندوں کو سکھلایا ہے کہ اپنے دنیا کے کاموں میں اللہ کو یاد رکھیں اور اس کی تعظیم کرتے رہیں"۔ اور ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ میرے ساتھ میرے محبوب کو بھی یاد کرتے رہو۔ کلمہ میں دیکھو، اذان میں دیکھو، تکبیر میں دیکھو، کہ اللہ کے ذکر کے ساتھ ساتھ رسول کا ذکر موجود ہے۔ یہاں تک کہ نماز میں حضور پر درود وسلام پڑھا جاتا ہے اگر نہ پڑھے تو نماز بھی قبول نہیں یہ تمام باتیں مسلمانوں کے واسطے اعلیٰ درجہ کا سبق ہیں کہ جب دین کے ہر کام میں اللہ نے اپنی یاد کے ساتھ اپنے حبیب کی یاد کرائی تو دنیا کے کاموں میں بھی ان کو ہرگز نہ بھولے اور ہر وقت اللہ ورسول سے اُمید لگی رکھے تاکہ ہر کام میں برکت ہو جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۔

(پارہ ۱۰، سورۂ توبہ آیت ۵۹)

کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے خدا ورسول کے دیے پر اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دے گا اللہ ہمیں اپنے فضل سے اور اس کا رسول بے شک ہم اللہ کی طرف رغبت والے ہیں۔

یہاں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے ساتھ پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی دینے والا فرمایا اور ساتھ ہی یہ بھی ہدایت فرمائی کہ اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے امید لگی رکھو کہ اب ہمیں اپنے فضل سے دیتے ہیں۔ مگر مولوی اسماعیل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد مسلمانوں کے دلوں سے بھلانا چاہتے ہیں، لکھتے ہیں (تقویۃ الایمان میں) جیسے اڑے کام پر اللہ کی نذر ماننی اور مشکل کے

وقت اس کو پکارنا، اور ہر کام شروع اس کے نام سے کرنا اور جب اولاد ہو تو اس کے شکر میں اس کے نام کا جانور ذبح کرنا اور اس کا نام عبداللہ، عبدالرحمٰن، خدابخش، اللہ دیا، امت اللہ، اللہ دی رکھنا اور کھیت اور باغ میں سے تھوڑا بہت اسکے نام کا رکھنا اور دھن اور ریوڑ میں سے کچھ اس کی نیاز کا کر رکھنا اور جو جانور اس کے نام کے اس کے گھر کی طرف لے جائے ان کا ادب کرنا یعنی نہ ان پر سوار ہونا، نہ لادنا اور کھانے پینے میں اس کے حکم پر چلنا یعنی جس چیز کے برتنے کو اس نے فرمایا اس کو برتنا اور جو منع کیا اس سے دور رہنا اور برائی جو دنیا میں پیش آتی ہے جیسے قحط اور ارزانی، صحت و بیماری، فتح وشکست، اقبال و ادبار، غمی و خوشی، یہ سب اسکے اختیار میں سمجھنا اور اپنا ارادہ کا بیان کرنا تو پہلے اس کے ارادے کا ذکر کہ دینا جیسا کہ یوں کہنا کہ اگر اللہ چاہے تو ہم فلانا کام کریں گے۔ اور اس کے نام کو ایسی تعظیم سے لینا کہ جس میں اس کی مالکیت نکلے اور اپنی بندگی، جیسے یوں کہنا ہمارا رب، ہمارا مالک، ہمارا خالق اور کلام میں قسم کھانے کی حاجت ہو تو اسی کے نام کی قسم کھانی، سو اس قسم کی چیزیں اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے بنائی ہیں، پھر جو کوئی کسی انبیاء واولیاء کے اماموں اور شہیدوں کی (اللہ کا پیارا اور محبوب جان کر تعظیم کرے۔ اڑے کام پر ان کی نذر مانے، یا مجازاً اپنا مالک کہے، یا مشکل کے وقت پکارے یہ سب جائز ہے ہاں اگر) بھوت و پری کی اس قسم کی تعظیم کرے جیسے اڑے کام پر ان کی نذر مانے مشکل کے وقت پکارے (ناجائز ہے) بسم اللہ کی جگہ ان کا نام لے (معبود جانکر لے تو شرک ورنہ ناجائز ہے) جب اولاد ہو۔ (تو اگر محبوبان خدا کی) نذر و نیاز کر دے اپنی اولاد کا نام عبدالنبی۔ امام بخش، پیر بخش رکھے، کھیت و باغ میں ان کا حصہ لگا دے جو کھیتی باڑی سے آئے، پہلے ان کی نیاز کر دے، جب اپنے کام لائے (انشاء

اللہ بڑی برکت ہوگی محبوبان خدا کا وسیلہ ایسی ہی چیز ہے) اور دھن ریوڑ میں سے ان کے نام کا جانور ٹھہرائے اور پھر ان جانور کا ادب کرے پانی دانے پر سے نہ ہانکے لکڑی پتھر سے مارے۔ (اور ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہے تو جائز ہے) اور کھانے پینے میں رسموں کی سند پکڑے کہ فلانے لوگوں کو چاہئے کہ فلانا کھانا نہ کھائیں، فلانا کپڑا نہ پہنیں۔ حضرت بی بی کی صحنک مرد نہ کھاوے، لونڈی نہ کھائے، جس عورت نے دوسرا خصم کیا ہو وہ نہ کھائے، شاہ عبدالحق کا توشہ حقہ پینے والا نہ کھائے (یہ باتیں بھی شرعاً شرک نہیں) اور برائی بھلائی جو دنیا میں آتی ہے اس کو اس کی طرف نسبت کرے کہ فلانا اس کی پھٹکار میں آکر سڑی دیوانہ ہو گیا اور فلانے کو انہوں نے ایسا اندھا کیا کہ محتاج ہو گیا اور فلانے کو نواز دیا کہ فتح واقبال مل گیا (ایسا عقیدہ محبوبان خدا کیلئے جائز ہے) اور قحط فلانے ستارے کے سبب سے پڑا، فلانے دن شروع کیا تھا یا فلانی ساعت میں سو پورا نہ ہوا (ایسا عقیدہ جائز نہیں) یا یوں کہے کہ اللہ ورسول چاہے گا تو میں آوں گا یا پیر چاہے گا تو یہ بات ہو جائے گی۔ (ایسا کہنا جائز ہے) یا اس کے تئیں یا معبود، داتا بے پرواہ، خداوند، خدائیگان، مالک الملک، شہنشاہ بولے (معبود اور حقیقی معنے میں ذاتی طور پر مالک الملک بولنا شرک ہے) یا جب حاجت قسم کھانے کی پڑے تو پیغمبر کی یا علی کی یا امام کی پیر کی یا ان کی قبروں کی (معبود جان کر قسم کھائے) سو ان باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ (ورنہ نہیں) اور اس کو اشراک فی العبادۃ کہتے ہیں۔ یعنی اپنی عادت کے کاموں میں جو اللہ کی تعظیم کرنا چاہئے سو (معبود جان کر) غیر کی کرے سو اب چاروں طرح کے شرک کا صریح قرآن وحدیث میں ذکر ہے، سو اس لئے اس باب میں پانچ فصلیں کی ہیں فصل پہلی میں ذکر ہے شرک کی برائی کا اور توحید کی خوبی کا،

فصل دوسری میں ذکر ہے اشراک فی العلم کی برائی کا، فصل تیسری میں ذکر ہے اشراک فی التصرف کی برائی کا، فصل چوتھی میں ذکر ہے اشراک فی العبادت کی برائی کا، فصل پانچویں میں ذکر ہے اشراک فی العادت کی برائی کا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تقویۃ الایمان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فِی الْاِجْتِنَابِ عَنِ الْاِشْرَاکِ

فصل پہلی بچنے میں شرک سے یعنی اس فصل میں مجمل شرک کی برائی کا ذکر ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذَالِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلاً بَعِیْدًا ؁ (پارہ ۵ سورۃ النسا آیت ۱۱۶)

فرمایا اللہ نے بیشک اللہ نہیں بخشتا یہ کہ شریک ٹھہرائے اس کا اور بخشتا ہے سوا اس کے جس کو چاہے اور جس نے شریک ٹھہرایا یا اللہ کے سوا بیشک راہ بھولا دور بھٹک کر۔

ف: یعنی اللہ کی راہ بھولنا یوں بھی ہوتا ہے کہ حرام حلال میں امتیاز نہ کرے چوری بدکاری میں گرفتار ہو جائے نماز روزہ چھوڑ دے، جورو بچوں کا حق تلف کرے ماں باپ کی بے ادبی کرے۔

(ماں باپ کی بے ادبی کرنے والا جب اللہ کی راہ بھولا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی کرنے والا اللہ کے راستے سے کتنی دور جا پڑے گا) لیکن جو شرک میں پڑا وہ سب سے زیادہ بھولا، اسلئے کہ وہ ایسے گناہ میں گرفتار ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہرگز نہ بخشے گا اور سارے گناہوں کو اللہ شاید بخش بھی دے۔

(اور جو کلمہ پڑھ کر توحید کا دعویدار بن کر اللہ و رسول کی شان میں گستاخی کرے اس کا کیا حشر ہوگا، پڑھو تمہید ایمان) اس آیت سے معلوم ہوا کہ مشرک نہ بخشا جائے گا جو اس کی سزا ہے مقرر ملے گی پھر اگر پرلے درجے کا شرک ہے کہ آدمی جس سے کافر ہو جاتا ہے اس کی سزا یہی ہے کہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا نہ اس سے کبھی باہر نکلے گا نہ ہی کبھی آرام پائے گا اور جو اس سے ورلے درجے کے مشرک ہیں ان کی سزا جو اللہ کے یہاں مقرر ہے سو پائے گا۔ شرک کی دو قسمیں پرلے درجے کا شرک اور ورلے درجہ کا شرک گڑھنا اور ورلے درجے کے سزا کا بھی ضروری ہونا اللہ تعالیٰ کی مرضی سے بھی اس کی معافی کا ممکن نہ ہونا، مولوی اسماعیل کی من گڑھت اور عقائد ضرور اہل سنّت کے خلاف ہے۔ اور باقی جو گناہ ہیں، ان کی جو کچھ سزائیں اللہ کے یہاں مقرر ہیں سو اللہ کی مرضی پر ہیں چاہے دے چاہے معاف کرے (معاذ اللہ، اس سے معلوم ہوا کہ شرک کی سزائیں اللہ تعالیٰ کی مرضی پر نہیں وہ شائد کسی اور کی مرضی پر ہیں کتنا بڑا ڈبل شرک ہے) اور بھی معلوم ہوا کہ شرک سے بڑا کوئی گناہ نہیں اس کی مثال ہے کہ بادشاہ کی تقصیریں اس کی رعیت کے لوگ جتنی کریں جیسے چوری، قزاقی، چوکی پہرے کیوقت سو جانا، دربار کے وقت کو ٹال جانا، لڑائی کے میدان سے ٹل جانا، سرکار کے پیسے پہنچانے میں قصور کرنا، علیٰ ہذا القیاس ان سب کی سزائیں بادشاہ کے یہاں مقرر ہیں۔ مگر چاہے تو پکڑے اور چاہے تو معاف کر دے اور ایک تقصیریں اس ڈھب کی ہیں کہ جن میں بغاوت نکلتی ہے جیسے کسی امیر کو یا وزیر چوہدری قانون گو کو، یا چوہڑے چمار کو بادشاہ بنا دے یا اس کے واسطے تاج و تخت تیار کرے یا اس کے تئیں ظل سبحانی بولے یا اس تئیں بادشاہ کا سا مجرا کرے یا اسکے لئے ایک دن جشن کا ٹھہرائے اور بادشاہ کی طرح نذر دے

یہ سب تقصیروں سے بڑی ہے اس کی سزا مقرر اس کو پہنچتی ہے اور جو بادشاہ اس سے غفلت کرے اور ایسوں کو سزا نہ دے اس کی بادشاہت میں قصور ہے۔ چنانچہ عقلمند لوگ ایسے بادشاہ کو بے غیرت کہتے ہیں سو اس مالک الملک شہنشاہ غیور سے ڈرنا چاہئے کہ پرلے سرے کا زور رکھتا ہے۔ اور ویسی ہی غیرت سو وہ مشرکوں سے کیونکر غفلت کریگا اور کس طرح ان کو سزا دیگا۔ (معاذ اللہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اور گناہوں کی سزاؤں میں غفلت ممکن ہے یہ ہے مولوی اسماعیل صاحب کے قلب میں اللہ تعالیٰ جل وعلا کی قدر ومنزلت) اللہ سب مسلمانوں پر رحم کرے اور ان کو شرک کی آفتوں سے بچائے آمین۔

(مسلمان بحمد اللہ شرک کے معنی خوب جانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ کسطرح بادشاہ حقیقی اللہ تعالیٰ کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو بادشاہ حقیقی بنانا اور اسے معبود جان کر یہ سب کام کرنا شرک ہیں اسی طرح اس بادشاہ حقیقی کے وزیر اعظم نائب مطلق سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا وزیر اعظم نائب مطلق نہ ماننا ان کی تعظیم وتوقیر نہ کرنا کفر ہے اور پھر جو اختیارات اس بادشاہ حقیقی نے اپنے نائب مطلق محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائے ہیں ان کو نہ ماننا پرلے درجہ کا کفر ہے پھر اگر کوئی اس وزیر کو اپنے برابر کا سمجھے یہ اس سے بھی ورلے درجے کا کفر ہے۔)

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ... وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِہٖ وَھُوَ یَعِظُہٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ ۟ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ۝

(پ۲۱ سورۂ لقمان آیت ۱۳)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو اور نصیحت کرتا تھا اس کو اے بیٹے میرے! مت شریک بنا اللہ کا بے شک شریک بنانا بڑی بے انصافی ہے۔

ف: یعنی اللہ صاحب نے لقمان کو عقلمندی دی تھی سو انہوں نے اس سے سمجھا کہ بے انصافی یہی ہے کہ کسی کا حق اور کسی کو پکڑا دینا، اور جس نے اللہ کا حق اس کی مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑے کا حق لیکر ذلیل سے ذلیل کو دیا، جیسے بادشاہ کا تاج ایک چمار کے سر پر رکھ دیجئے۔ اس سے بڑی بے انصافی کیا ہوگی۔ اور یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جیسے شرع کی راہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے۔ ایسے ہی عقل کی راہ سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ شرک سب عیبوں سے بڑا عیب ہے اور یہی حق ہے اس واسطے کہ آدمی میں بڑے سے بڑا عیب یہی ہے کہ اپنے بڑوں کی بے ادبی کرے (یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب اپنے بڑوں کی بے ادبی کرنے کو بڑے سے بڑا عیب بتا رہے ہیں تو جو اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بڑے ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی شان میں بے ادبی کرنا ہر بڑے سے بڑا عیب کیوں نہ ہوگا) سو اللہ تعالیٰ سے بڑا کوئی نہیں اور شرک اس کی بے ادبی ہے (شاگرد ایک سوال کرتا ہے)

شاگرد: مولوی اسماعیل صاحب کی یہ عبارت کیسی ہے جو ابھی پڑھی گئی کہ (اور یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے) اس میں تو انبیاء علیہم السلام اور سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں در پردہ نہیں بلکہ کھلم کھلا بہت بڑی بے ادبی اور گستاخی نظر آتی ہے کیونکہ ہم سب چھوٹی مخلوق ہیں اور انبیاء علیہم السلام کی بڑی مخلوق ہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بڑی مخلوق کہ اللہ کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضور ہی کا ہے، خالق تو سب کا اللہ ہی ہے تو کیا معاذ اللہ تمام انبیاء علیہم السلام

اللہ کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہیں اس ناپاک عبارت پر اتنا زور دیا گیا ہے۔ کہ اس کا یقین جان لینا چاہئے تو کیا معاذ اللہ ایسی ناپاک بات ماننے کے قابل ہو سکتی ہے؟

استاد: یہ عبارت بالکل کلام پاک کے خلاف ہے کوئی ایمان والا اس کے ماننے کیلئے تیار نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سورۃ منافقون میں فرماتا ہے۔

وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ (پ ۲۸ سورۃ المنافقون آیت ۸)

اللہ ہی کی عزت ہے اور اسکے رسول کی اور ایمان والوں کی ولیکن منافقین جانتے نہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ عزت خاص اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے مگر اللہ خود فرماتا ہے کہ رسول کیلئے بھی عزت ہے اور مسلمانوں کیلئے بھی مگر جو منافق ہیں یعنی زبان سے کلمہ پڑھتے اور دل میں اللہ ورسول کی طرف سے عداوت رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ نہیں جانتے، اللہ جل جلالہ شہنشاہ ہے اس کے یہاں تاجوں کی کمی نہیں، سب بادشاہوں کے بادشاہ کو شہنشاہ کہتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام بادشاہ ہیں، ان کے سردار محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سب کا شہنشاہ رب العزت جل جلالہ ہے اس نے عزت کا تاج خود اپنے محبوب کے سر مبارک پر سجایا، شفاعت کا تاج سجایا۔ مالکیت کا تاج سجایا اور وہ دیا جو نہ کسی کی سمجھ میں آیا ہے نہ آئے۔

فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی — پھر وحی کی اپنے بندے کو جو وحی کی۔

بھلا جس راز کو نہ بتایا جائے نہ بتائے کسی کی سمجھ میں آئے۔

(عبارت تقویۃ الایمان) وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْہِ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۔ (سورۃ انبیاء) ترجمہ: فرمایا اللہ نے! اور نہیں بھیجا

ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر کہ اس کو یہی حکم بھیجا کہ بیشک بات یوں ہے کہ کوئی ماننے کے لائق نہیں سوائے میرے، سو بندگی کرو میری۔

یہ لفظی ترجمہ نہیں ہے، لفظی اور صحیح ترجمہ یہ ہے۔ ''اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا جس کے پاس ہم نے یہ وحی نہ بھیجی ہو، کہ میرے سوا کوئی معبود (ہونے کے لائق) نہیں پس میری ہی عبادت کیا کرو''

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو حکم یہی دیا گیا کہ بت پرستوں سے فرمادیں کہ قابل پرستش کے ایک اللہ وحدہ لاشریک ہے۔ اس کی عبادت کیا کرو مگر مولوی اسماعیل اپنی طرف سے یوں نائدہ گڑھتے ہیں۔ (ف) یعنی جتنے پیغمبر آئے سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو مانے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ شرک سے منع اور توحید کا حکم سب شرعوں میں ہے سو یہی راہ نجات ہے۔

اصلاح: دیکھو مولوی اسماعیل بالکل قرآن وحدیث کے خلاف کیا سبق پڑھا رہے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کو مانے اور اللہ کے سوا کسی کو نہ مانے اور مشکوٰۃ شریف ص ۱۱ میں یوں لکھا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ایمان کیا ہے۔ ارشاد فرمایا۔

اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ۔

ایمان یہ ہے کہ تو اللہ کو مانے، اس کے ملائک کو مانے اس کی کتابوں کو مانے، اس کے رسولوں کو مانے، روز آخر یعنی قیامت کو مانے اور برے بھلے کو تقدیر سے مانے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسولوں کا ماننا تو مومن ہونے کیلئے ضروری ہے جو نہ مانے مومن نہیں۔ لہٰذا اگر کوئی کلمہ گو رسولوں .... کو نہ مانے تو کافر ہو جائے گا اگر مانے تو تقویۃ الایمان کے فتوے سے مشرک ہو جاتا ہے۔

مسلمانو! ایمان سے کہنا کہ تقویۃ الایمان کی عبارتیں کس درجہ قرآن وحدیث کے خلاف ہیں۔ تعجب ہے ان مدعیان اسلام پر کہ اس کتاب کو اپنا دین وایمان سمجھ رکھا ہے اور اس کے مصنف کو اپنا امام وپیشوا، کہ اگر حدیث کی نہ مانے تو کافر اور "تقویۃ الایمان" پر عمل نہ کرے تو مشرک کوئی صورت نجات کی نہ رہی۔ ایسے ناپاک عقیدے کو کہ خدا کو مانے اس کے سوا کسی کو نہ مانے، نجات کی راہ بتائی جا رہی ہے۔ ابلیس کا یہی عقیدہ تو تھا پھر دیکھا کیا حشر ہوا، اب مولوی اسماعیل کی سنیے کہتے ہیں۔ اس کے سوا سب راہیں غلط ہیں۔ وَاَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَا اَغْنَی الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَكَ فِیْهِ مَعِیَ غَیْرِیْ تَرَكْتُهٗ وَشِرْكَهٗ وَاَنَا مِنْهُ بَرِیْءٌ۔ مشکوٰۃ کے باب الریا میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابوہریرہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ میں بڑا بے پرواہ ہوں ساجھیوں میں ساجھے سے، جو کوئی کرے کچھ کام کہ ساجھی کر دے اس میں میرے ساتھ اور کسی کو سو چھوڑ دیتا ہوں اس کو اور اس کے ساجھے کو، اور میں اس سے بیزار ہوں۔

اصلاح: یہ حدیث ریا کے بارے میں ہے جس کیلئے اس دوسری حدیث میں ارشاد ہو چکا ہے۔ الریاء شرک خفی۔ ریاکاری چھپا شرک ہے۔ مثلاً ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور ہر شخص جانتا ہے کہ نماز اللہ کی عبادت ہے ----- مگر

پڑھنے والے کی نیت یہ ہے کہ لوگ میری عزت کریں، مجھے نیک سمجھیں، مجھے بڑا اور بزرگ سمجھیں کہ یہ اللہ کا بڑا عبادت گذار بندہ ہے، ایسی عبادت کو حضور فرماتے ہیں کہ یہ چھپا ہوا شرک ہے ایسی عبادت اللہ تعالیٰ قبول نہ فرمائے گا۔

(ف) یعنی جس طرح لوگ اپنی مشترکہ چیزیں آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں، سو میں یوں نہیں کرتا میں بے پرواہ ہوں بلکہ جو کوئی کام (عبادت وغیرہ) کرے اور غیر کو بھی اس میں شریک کر دے (جیسا کہ حدیث میں ریا کے بارے میں فرمایا گیا، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) سو میں اپنا حصہ بھی نہیں لیتا (یعنی ریاکاری کا کوئی کام قبول نہیں فرماتا ہے) بلکہ ساری کو چھوڑ دیتا ہوں، وراس سے بیزار ہو جاتا ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص ایک کام کرے اللہ کیواسطے پھر وہی کام کرے اور کسی کے واسطے (یعنی عبادت خالص اللہ کیلئے نہ کرے بلکہ ریا اور ناموری کیلئے کرے) اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مشرک جو عبادت اللہ کی کرے وہ بھی اللہ کے یہاں مقبول نہیں، بلکہ اس سے بیزار ہوتا ہے۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِیْ تَفْسِیْرِ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی عَزَّوَجَلَّ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ قَالَ جَمَعَهُمْ فَجَعَلَهُمْ اَزْوَاجًا ثُمَّ صَوَّرَهُمْ فَاسْتَنْطَقَهُمْ فَتَكَلَّمُوْا ثُمَّ اَخَذَ عَلَیْهِمُ الْعَهْدَ وَالْمِیْثَاقَ

احمد نے ذکر کیا کہ ابی کعب نے اس آیت کی تفسیر میں از اخذ ربک من بنی آدم الخ فرمایا کہ اللہ نے اولاد آدم علیہ السلام کی اکٹھی کی اور ان کی مثلیں لگائیں پھر ان کی صورت بنائی پھر ان کو بولنے کی طاقت دی، سو وہ بولنے لگے پھر ان سے قول وعہد لیا اور ان کی جان پر ان سے اقرار کروالیا کہ میں نہیں

فَاَشْهَدَهُمْ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ
بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَاِنِّىْ اُشْهِدُ
عَلَيْكُمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِيْنَ
السَّبْعَ وَاُشْهِدُ عَلَيْكُمْ اَبَاكُمْ
اٰدَمَ شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلُوْنَ لَمْ
نَعْلَمْ بِهٰذَا اِعْلَمُوْا اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ غَيْرِىْ
وَلَا تُشْرِكُوْا بِىْ شَيْئًا اِنِّىْ سَاُرْسِلُ
اِلَيْكُمْ رُسُلِىْ يُذَكِّرُوْنَكُمْ عَهْدِىْ
وَمِيْثَاقِىْ وَاُنْزِلُ عَلَيْكُمْ كُتُبِىْ
قَالُوْا شَهِدْنَا بِاَنَّكَ رَبُّنَا وَاِلٰهُنَا لَا
رَبَّ لَنَا غَيْرُكَ وَلَا اِلٰهَ لَنَا
غَيْرُكَ ط ۔ (مشکوۃ باب الایمان
بالقدر)

نہیں ہوں رب تمہارا، بولے کیوں
نہیں فرمایا سو میں گواہ کرتا ہوں تم پر
ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں
کو اور تمہارے باپ آدم کو اس
واسطے کہ کہیں کہنے لگو، قیامت کے
دن ہم نہ جانتے تھے سو جان رکھو کہ
بیشک بات یوں ہے کہ نہیں کوئی حاکم
سوائے میرے اور مت شریک ٹھہراؤ
میرا کوئی، بیشک میں اب بھیجوں گا
طرف تمہارے رسول اپنے کہ یاد
دلائیں گے تم کو قول وقرار میرا اور
اتاروں گا تم پر کتابیں اپنی، بولے
اقرار کیا ہم نے کہ بیشک تو مالک
ہمارا ہے اور حاکم ہمارا نہیں کوئی
مالک ہمارا تیرے سوائے اور نہیں
کوئی حاکم ہمارا تیرے سوا۔

ف : یعنی اللہ صاحب نے سورۃ اعراف میں فرمایا ہے۔ جب نکالی آدم کی پشت سے ان کی اولاد اور اقرار کروایا ان سے ان کی جانوں پر کہ کیا میں نہیں ہوں رب تمہارا بولے کیوں نہیں، قبول کیا ہم نے اپنے ذمہ پر یہ ہم نے اس لئے کیا کہ کہیں کہنے لگو قیامت کے دن کہ بیشک ہم اس بات سے غافل تھے یا کہنے لگو کہ

شرک تو کیا تھا ہمارے باپ داداؤں نے پہلے سے اور ہم تھے پیچھے ان کے، سو کیا برباد کرتا ہے تو ہم کو ان جھوٹوں کے کام کے بدلے۔ یہ ترجمہ کلام اللہ کی آیت کا ہے سو اس کی تفسیر میں ابن ابی کعب نے فرمایا کہ اللہ صاحب نے ساری اولاد آدم کی اکٹھی کی ایک جگہ اور ان کی جدا جدا مثلیں لگائیں۔ جیسے پیغمبروں کی جدا جدا مثل اور اولیاء کی جدا مثل اور شہیدوں کی اور نیک بندوں کی جدا مثل اور حکم برداروں کی جدا مثل اور بدکاروں کی جدا مثل اور اسی طرح کافروں کی جدا مثلیں لگائیں جیسے یہود ونصاریٰ اور مجوس و ہندو وعلیٰ ھذ القیاس پھر ان سب کی صورتیں بنائیں یعنی ہر کسی کی صورت جیسی دنیا میں بنانی منظور تھی ویسی ہی وہاں ظاہر کی کسی کو خوبصورت، کسی کو بدصورت، کسی کو سانکا، کسی کو گونگا، کسی کو کانا، کسی کو اندھا، علیٰ ھذ القیاس پھر ان کو بولنے کی طاقت دی پھر ان سے اللہ صاحب نے فرمایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو سب نے اقرار کیا کہ تو ہمارا رب ہے پھر ان سب سے قول وقرار لیا کہ میرے سوا کسی کو (معبود) نہ جانیو اور کسی کو میرے سوا (قابل پرستش) کے نہ مانیو۔ سو ان سب نے ان سب باتوں کا قول وقرار کیا اور اللہ صاحب نے اس بات پر آسمان زمین و آدم علیہ السلام کو گواہ کیا اور فرمایا کہ اس قول وقرار کے یاد دلانے کو پیغمبر آئیں گے۔ اور کتابیں لائیں گے، سو ہر کسی نے جدا جدا اللہ کی توحید کا اقرار کیا اور شرک کا انکار کیا سو شرک کی بات میں ایک دوسرے کی سند نہ پکڑنی چاہئے، نہ پیر کی نہ استاد کی، نہ باپ داداؤں کی، نہ کسی بادشاہ کی، نہ کسی مولوی کی، نہ کسی بزرگ کی (وہ بزرگ اور پیر ہی کب ہوگا جو شرک کی تعلیم کرے) اور جو کوئی خیال کرے کہ ہم دنیا میں اس بات کو بھول گئے پھر بھولی بات کی کیا سند ہے، سو یہ خیال غلط ہے اس واسطے کہ بہت سی باتیں آدمی کو آپ یاد نہیں ہوتیں، پھر معتبر لوگوں کے

کہنے سے یقین کرتا ہے۔ جیسے کسی کو اپنی ماں کے پیٹ سے اپنا پیدا ہونا یاد نہیں ہوتا پھر لوگوں سے سنکر ہی یقین کرتا ہے اور اپنی ماں ہی کو ماں سمجھتا ہے اور کسی کو ماں نہیں بتا سکتا پھر اگر کوئی اپنی ماں کا حق ادا نہ کرے اور کسی کو ماں بنادے تو اس کو سب لوگ برا کہیں گے اور اب جو وہ جواب دے کہ مجھے تو اپنا پیدا ہونا یاد نہیں کہ میں اس کو اپنی ماں جانوں تو سب لوگ اس کو احمق کہیں گے اور بڑا بے ادب، تو جب عوام الناس کے کہنے سے آدمی کو بہت سی باتوں کا یقین آجاتا ہے۔ تو پھر پیغمبروں کی تو بڑی شان ہے۔ ان کے خبر دینے سے کیونکر نہ یقین آئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل توحید کا حکم اور شرک کا منع اللہ صاحب نے ہر کسی سے عالم ارواح میں کہہ دیا ہے اور سارے پیغمبر اسی کی تائید میں آئے ہیں۔



پانچواں سبق

توحید کے بارے میں عہد و پیمان تم نے سنا اب رسالت کے بارے میں بھی عہد و پیمان سننا ضروری ہے۔

جو حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں انبیاء علیہم السلام سے روز میثاق لیا گیا ہے۔

پیارے شاگردو! جس طرح شرک سے بچ کر توحید کا ماننا ضروری ہے اسی طرح رسالت کا ماننا بھی فرض ہے۔ توحید کے خلاف کا نام شرک ہے اور رسالت کے خلاف کا نام کفر ہے۔ خالی توحید کا تو ابلیس بھی قائل تھا مگر کس کام آئی۔ لہٰذا غور سے سنو تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (پ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۸۱،۸۲)

اور یاد کرا ے محبوب جب خدا نے عہد لیا پیغمبروں سے کہ جو میں تم کو کتاب و حکمت دوں پھر تمہارے پاس آئے رسول تصدیق فرماتا اس کی جو تمہارے ساتھ ہے، تو تم ضرور ہی اس پر ایمان لانا اور بہت ضرور اس کی مدد کرنا پھر فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب انبیاء نے عرض کی کہ ہم ایمان لائے فرمایا ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں اب جو اس اقرار کے بعد پھریگا فاسق ٹھہرے گا۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سے فرمایا کہ یاد کر اے محبوب جب تیرے رب نے تمام پیغمبروں سے تیری نبوت اور رسالت کے بارے میں عہد لیا کہ میں تم کو کتاب وحکمت دوں پھر اس کتاب وحکمت کی تصدیق فرماتا ہوا ہمارا رسول آئے تو تم اس کی تصدیق کرنا اس پر ایمان لانا اور بہت ضرور اس کی مدد کرنا پھر فرمایا کہ تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ بھی لیا تو تمام رسولوں اور پیغمبروں نے جواب میں عرض کی کہ ہاں ہم اقرار کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان سب سے فرمایا کہ تم سب ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔ اب جو اس قول وقرار کے بعد پھرے گا فاسق ٹھہرے گا۔

مسلمان! اس آیت کریمہ کے مضمون کو ایمانی نگاہوں سے دیکھیں کہ بارگاہ الٰہی میں تمہارے پیارے رسول سب نبیوں کے سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا شان ہے۔ پہلی بات دیکھنے کی یہ ہے کہ سب انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں۔ ان حضرات سے حکم الٰہی کا خلاف ہرگز ممکن نہیں یہی کافی تھا کہ انہیں حکم فرما دیا جاتا کہ جب وہ نبی تمہارے پاس آئے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا، مگر اتنے پر بس نہ فرمایا بلکہ ان سے عہد وپیمان لیا، اقرار کرایا اور توحید کے اقرار کے بعد دوسرا عہد وپیمان تھا جیسے کلمہ طیبہ میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه ہے کہ ظاہر ہو تمام مخلوق پر پہلا فرض اللہ کی ربوبیت کا اور پھر اس کے برابر رسالت محمد یہ پر ایمان لانا ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ دوسرے اس عہد کو لام قسم سے مؤکد فرمایا "لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ" جس طرح نوابوں سے بادشاہوں کی بیعت پر قسمیں لی جاتی ہیں۔ تیسرے اس کی خوبیاں وہی خوب جانتے ہیں جن کو عربی سے پوری پوری واقفیت ہے کہ یہاں نون تاکید کا ہے یعنی ضرور مدد کرنا اور

اس پر ایمان لانا۔ چوتھے نون تاکید کا اور وہ بھی ثقیلہ لا کر ثقل تاکید کو اور دوبالا فرمایا، یعنی ضرور ضرور اس رسول پر ایمان لانا، اور اس کی مدد کرنا پانچواں یہ کمال اہتمام تو دیکھو حضرات انبیاء علیہم السلام ابھی جواب نہ دینے پائے کہ خود ہی اللہ تعالیٰ تقدیم فرما کر پوچھتا ہے "ءَاَقْرَرْتُمْ" کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو؟ یعنی بہت ہی جلد جواب لینا ہے کہ تم میرے محبوب پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا اقرار کرو تو میں تم کو نبوت اور کتاب وحکمت دوں۔ چھٹے اتنے پر بھی بس نہ فرمائی بلکہ ارشاد ہوا "وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ" یعنی خالی اقرار نہیں بلکہ اس پر میرا بھاری ذمہ بھی لو۔ ساتویں "علیه" یا "علی هذا" کی جگہ "عَلٰى ذٰلِكُمْ" فرمایا کہ یہ اشارہ اہل نظر کے نزدیک بڑی عظمت وشان پر دلالت کرتا ہے۔ آٹھویں اور ترقی ہوئی۔ "فَاشْهَدُوْا" یعنی انبیاء علیہم السلام نے جب حضور پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا وعدہ کیا تو فرمایا ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ حالانکہ معاذ اللہ اقرار کر کے مکر جانا ان پاک ہستیوں سے ممکن نہ تھا۔ نویں کمال عظمت محبوب کی ظاہر فرماتا ہے کہ فقط ان کی گواہیوں پر بھی اکتفا نہ ہوئی بلکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے "وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ" میں خود بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔ دسویں، سب سے زیادہ دیکھنے کی بات یہ ہے کہ اس قدر تاکیدوں کے بعد باوجودیکہ انبیاء علیہم السلام کو عصمت عطا فرمائی یہ سخت شدید تاکید فرمائی گئی یعنی ڈرایا گیا، خوف دلایا گیا کہ "فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔" اب جو اس قرار سے پھرے گا فاسق ٹھہرے گا۔ مسلمانو! دیکھو اللہ تعالیٰ جل وعلا نے اپنی ربوبیت اور معبود ہونے کا تمام روحوں سے عالم ارواح میں اقرار لیا اور اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے کا اقرار جماعت انبیاء علیہم السلام سے لیا۔

اپنی ربوبیت اور معبود برحق ہونے کے اقرار کا آدم علیہ السلام کو اور زمین و آسمان کے چودہ طبق کو گواہ کیا اور محبوب کی رسالت پر ایمان لانے کے عہد و پیمان کا گواہ آدم علیہ السلام سے لیکر عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء علیہم السلام کو کیا اور خود رب العزت بھی ان کے ساتھ اس عہد و اقرار کا گواہ ہوا۔

اس سے معلوم ہوا کہ تمام لوگوں کو شرک سے بچنے اور توحید کا اقرار لینے کا حقیقی منشاء ہی یہ تھا کہ آدم علیہ السلام کی ساری اولاد کو انبیاء علیہم السلام کی طرف مائل کیا جائے اور جب انبیاء علیہم السلام کے یاد دلانے سے ان کی قومیں شرک سے تائب ہو کر دامن توحید میں آئیں تو اس وقت انبیاء علیہم السلام میرے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت اور صفات ان کو سنائیں اور بتائیں کہ یہ وہ اللہ کے پیارے رسول ہیں جن پر ایمان لانے کا اور ان کی پیروی اور مدد کرنے کا ہم سے عہد و پیمان لیا ہے تم لوگ جب نبی آخر الزمان کا زمانہ پاؤ تو ان پر ایمان لانا اگر اس عہد و پیمان کو اور اس آیہ کریمہ کے مضمون کو ایمانی نگاہوں سے دیکھو گے تو تم اس نتیجہ پر پہنچو گے کہ آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کی پیدائش کا سبب ہی پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے کہ اگر یہ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہے۔ حاکم و بیہقی و طبرانی ابونعیم ابن عساکر، امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لَمَّا اقْتَرَفَ آدَمُ الْخَطِيْئَةَ قَالَ رَبِّ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَا غَفَرْتَ لِيْ قَالَ وَكَيْفَ عَرَفْتَ

یعنی آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے عرض کی اے رب میرے صدق محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میری مغفرت

قَالَ اِذَا خَلَقْتَنِيْ بِيَدِكَ وَتَضَحْتَ فِيَّ مِنْ رُوْحِكَ فَرَفَعْتُ رَاسِيْ فَرَاَيْتُ عَلٰى قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَكْتُوْبًا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَعَلِمْتُ اَنَّكَ لَمْ تَصِفُ اِلَى اسْمِكَ اِلَّا اَحَبَّ الْخَلْقِ اِلَيْكَ قَالَ صَدَقْتَ يَا آدَمُ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ (وَفِيْ رِوَايَةِ عِنْدَ الْحَاكِمِ) فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى صَدَقْتَ يَا آدَمُ اِنَّهُ لَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلٰى مَا اِذَا سَئَلْتَنِيْ بِحَقِّهِ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا غَفَرْتُ لَكَ وَمَا خَلَقْتُكَ ۔

فرمایا رب العالمین نے فرمایا تو نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیونکر پہچانا عرض کی جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح ڈالی میں نے سر اٹھایا تو عرش اعظم کے پایوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا پایا میں نے جانا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اسی کا نام ملایا ہے جو تجھے تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو نے سچ کہا بیشک وہ مجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے اب کہ تو نے اس کے حق کا وسیلہ کر کے مجھ سے مانگا تو میں تیری مغفرت کرتا ہوں اور اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ہوتا تو میں تیری مغفرت نہ کرتا نہ تجھے بناتا۔

❁ بیہقی و طبرانی کی روایت میں ہے کہ آدم علیہ السلام نے عرض کی۔

رَاَيْتُ فِيْ كُلِّ مَوْضِعٍ مِنَ الْجَنَّةِ مَكْتُوْبًا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ

میں نے جنت میں ہر جگہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ لکھا دیکھا

رَسُوْلُ اللّٰهِ فَعَلِمْتُ اَنَّهٗ اَكْرَمُ خَلْقِكَ عَلَيْكَ ۔

تو جانا کہ وہ تیری بارگاہ میں تمام مخلوق سے زیادہ عزت والا ہے۔

◈ آجری کی روایت میں ہے۔

فَعَلِمْتُ اَنَّهٗ لَيْسَ اَحَدٌ اَعْظَمَ قَدْرًا عِنْدَكَ مِمَّنْ جَعَلْتَ اِسْمَهٗ مَعَ اِسْمِكَ ۔

مجھے یقین ہوا کہ کسی کا رتبہ تیرے نزدیک اس سے بڑا نہیں جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ رکھا ہے۔

◈ حاکم بافادہ تصحیح عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

اَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى عِيْسٰى اَنْ اٰمِنْ بِمُحَمَّدٍ وَاْمُرْ مَنْ اَدْرَكَكَ مِنْ اُمَّتِكَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِهٖ فَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ اٰدَمَ وَلَا الْجَنَّةَ وَلَا النَّارَ وَلَقَدْ خَلَقْتُ الْعَرْشَ عَلَى الْمَاءِ فَاضْطَرَبَ فَكَتَبْتُ عَلَيْهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَسَكَنَ ۔

اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو وحی بھیجی اے عیسیٰ ایمان لا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور تیری امت سے جو لوگ اس کا زمانہ پائیں انہیں حکم کر کہ اس پر ایمان لائیں کہ اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں آدم کو نہ پیدا کرتا نہ جنت کو نہ دوزخ کو بناتا جب میں نے عرش کو پانی پر بنایا اسے جنبش دی میں نے اس پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھ دیا ٹھہر گیا

دنیا اور اہل دنیا کو صرف حضور کی عزت وشان دکھانے کیلئے پیدا فرمایا گیا اگر حضور نہ ہوتے تو دنیا ہی نہ ہوتی

ابن عساکر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا

عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس سے بنایا ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل فرمایا، آدم علیہ السلام کو برگزیدہ کیا۔ حضور کو کیا فضل دیا فوراً جبریل علیہ الصلوۃ والتسلیم نازل ہوئے اور عرض کی حضور کا

رب عزوجل ارشاد فرماتا ہے

اِنْ كُنْتُ اتَّخَذْتُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا فَقَدِ اتَّخَذْتُكَ حَبِيْبًا وَاِنْ كُنْتُ كَلَّمْتُ مُوْسٰى فِي الْاَرْضِ تَكْلِيْمًا فَقَدْ كَلَّمْتُكَ فِي السَّمَاءِ وَاِنْ كُنْتُ خَلَقْتُ عِيْسٰى مِنْ رُّوْحِ الْقُدُسِ فَقَدْ خَلَقْتُ اسْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ اَخْلُقَ الْخَلْقَ بِاَلْفَيْ سَنَةٍ وَلَقَدْ وَطَاْتَ فِي السَّمَاءِ مَوْطِئًا لَمْ يَطَاْهُ اَحَدٌ قَبْلَكَ وَلَا يَطَاْهُ اَحَدٌ بَعْدَكَ وَاِنْ كُنْتُ اصْطَفَيْتُ اٰدَمَ فَقَدْ خَتَمْتُ بِكَ الْاَنْبِيَاءَ وَمَا خَلَقْتُ خَلْقًا اَكْرَمَ عَلَيَّ مِنْكَ (وَسَاقَ الْحَدِيْثَ اِلٰى اَنْ قَالَ) ظِلُّ عَرْشِيْ فِي الْقِيٰمَةِ عَلَيْكَ مَمْدُوْدٌ تَاجُ الْحَمْدِ

اگر میں نے ابراہیم کو خلیل کیا، تمہیں حبیب کیا اور موسیٰ سے زمین میں کلام فرمایا تم سے آسمان میں کلام فرمایا اور اگر عیسیٰ کو روح القدس سے بنایا تو تمہارا نام آفرینش خلق سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا اور بیشک تمہارے قدم آسمان میں وہاں پہنچے جہاں نہ تم سے پہلے کوئی گیا نہ تمہارے بعد کسی کی رسائی اور اگر میں نے آدم کو برگزیدہ کیا تمہیں ختم الانبیاء ٹھہرایا اور تم سے زیادہ عزت وکرامت والا کسی کو نہ بنایا۔ قیامت میں میرے عرش کا سایہ تم پر گستردہ حمد کا تاج تمہارے سر پر آراستہ تمہارا نام میں نے اپنے نام سے ملایا کہ کہیں میری یاد نہ ہو جب تک تم میرے ساتھ یاد نہ کیے جاؤ اور بیشک میں نے دنیا اور

عَلٰی رَاسِکَ مَعْقُوْدٌ وَّقَرَنْتُ اِسْمَکَ مَعَ اِسْمِیْ فَلَا اُذْکَرُ فِیْ مَوْضَعٍ حَتّٰی تُذْکَرُ مَعِیَ وَلَقَدْ الدُّنْیَا وَاَهْلَهَا لِاُعَرِّفَهُمْ کَرَامَتَکَ وَمَنْزِلَتَکَ عِنْدِیْ وَلَوْلَاکَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا۔

اہل دنیا کو اس لئے بنایا کہ جو عزت ومنزلت تمہاری میرے نزدیک ہے ان پر ظاہر کروں اگر تم نہ ہوتے میں دنیا کو نہ بناتا۔

دیلمی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ یَقُوْلُ لَوْ لَاکَ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَلَوْلَاکَ مَا خَلَقْتُ النَّارَ۔

میرے پاس جبریل نے حاضر ہو کر عرض کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم نہ ہوتے میں جنت کو نہ بناتا اور اگر تم نہ ہوتے میں دوزخ کو نہ بناتا، یعنی آدم وعالم سب تمہارے طفیلی ہیں تم نہ ہوتے تو فرمانبردار گنہگار کوئی نہ ہوتا۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

ان احادیث کا خلاصہ : یہ ہے کہ آدم علیہ السلام گندم کھا کر جب جنت سے باہر لائے گئے تو تین سو برس تک گریہ زاری کرتے رہے اور اللہ سے مغفرت طلب کرتے رہے مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا جب انہوں نے ہمارے نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کیا تو اللہ تعالیٰ کا دریائے رحمت جوش میں آگیا اور پوچھا کہ اے آدم تم نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا، عرض کی کہ جب میری آنکھ کھلی تو

عرش کے پایوں پر تیرے نام کے ساتھ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام لکھا دیکھا اس سے میں نے جان لیا کہ یہی تیری بارگاہ میں سب سے زیادہ پیارے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا سچ ہے، بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے ساری مخلوق میں سب سے زیادہ پیارے ہیں اب جبکہ تم نے میرے محبوب کے وسیلے سے مغفرت چاہی تو میں مغفرت کرتا ہوں اور اے آدم تم کو اور تمہاری اولاد کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ میرے حبیب کا مرتبہ پہچانیں کہ اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو اے آدم میں تم کو پیدا نہ کرتا، غور کرو کہ آدم علیہ السلام پیدا نہ ہوتے تو ان کی اولاد بھی نہ ہوتی۔ اس سے صاف صاف معلوم ہو گیا کہ حضور ہی کی شان وعزت دکھانے کیلئے آدم علیہ السلام اور ان کی ساری اولاد کو اللہ نے پیدا فرمایا اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب آدم علیہ السلام کی دعا بغیر وسیلے کے قبول نہ ہوئی تو ہماری دعائیں حضور کے وسیلے کے بغیر کیسے قبول ہوں گی۔ آدم علیہ السلام کے اس واقعہ سے ان کی ساری اولاد کو سبق دینا تھا کہ دیکھو جب کہ ہم نے تمہارے سب کے باپ آدم علیہ السلام کی بغیر اپنے حبیب کے وسیلے کے کوئی بات نہ سنی تو تم کس شمار میں ہو۔

لہٰذا تم بھی جب کبھی ہم سے کچھ طلب کرو تو ہمارے حبیب کے وسیلے سے طلب کرنا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش کا سبب بھی حضور ہی کی ذات ہے تو جب آدم علیہ السلام نہ ہوتے تو اولاد کہاں سے ہوتی، جنت، دوزخ کس کیلئے ہوتے، جزا وسزا کس کے لئے مقرر کی جاتی، زمین وآسمان بھی نہ بنائے جاتے تو ہر مسلمان کو جان لینا چاہئے کہ زمین وآسمان عرش وکرسی، لوح وقلم، جنت ودوزخ، چاند وسورج، حور وملک، جن وبشر، بحر وبر، سنگ وشجر غرضکہ ہر چیز، ہر ہر مخلوق اور

مخلوقات کا ایک ایک ذرہ ان سب کی پیدائش کا سبب صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی ذات مبارک ہے جو اس مضمون کو اچھی طرح سمجھ گیا وہ ایمان میں کامل واکمل ہو گیا اور جو اس سے غافل رہے گا ایمان کی ہوا بھی اس کو نصیب نہیں ہو سکتی مولیٰ تعالیٰ تم سب کو سچا اور کامل مسلمان بننے اور حق کے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ صدقے میں اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے، آمین۔

بس اسی نکتہ کو سمجھانے اور بتانے کیلئے ساری کتابیں اسی کے بیان میں اتریں، سوا ایک لاکھ چوبیس ہزار کے (اندازے سے) پیغمبروں کا فرمانا اور ایک سو چار کتاب آسمانی کا علم اسی ایک نکتہ میں ہے کہ توحید (اور رسالت) خوب درست کیجئے اور شرک (اور کفر) سے بہت دور بھاگیے نہ اللہ کے سوا کسی کو حاکم (یعنی معبود) سمجھے کہ کسی چیز میں کچھ تصرف (اپنے اختیار سے) کرتا ہے نہ کسی کو اپنا مالک (حقیقی) ٹھہرائے کہ اس سے اپنی کوئی مراد مانگئے اور اپنی حاجت اس کے پاس لے جائے (اس کا مطلب یہ ہی ہے کہ معبود برحق جان کر اپنی مرادیں کسی کے پاس نہ لے جائے ورنہ روزانہ کچہری میں درخواستیں پیش کی جاتی ہیں دنیا کے حاکموں سے فریادیں کی جاتی ہیں، حاجتیں طلب کی جاتی ہیں، مدرسوں اور مسجدوں کے بنانے کیلئے ہر ایک کے سامنے جھولیاں پھیلا کر چندہ مانگا جاتا ہے۔ لاکھوں فقیر بھیک مانگنے والے ہر ایک کے دروازے پر جا کر بھیک مانگتے ہیں، بیمار حکیم کے پاس شفاء کی تلاش میں جاتا ہے وغیرہ وغیرہ یہ سب جائز ہیں) لہٰذا محبوبان خدا سے بھی اس قسم کی امداد طلب کرنا اور اپنی حاجتیں ان کی بارگاہ میں پیش کرنا بدرجہ اولیٰ جائز ہیں (تقویۃ الایمان) وَاَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَاِنْ

قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ۔ (ترجمہ) مشکوٰۃ کے باب الکبائر میں لکھا ہے کہ امام احمد نے ذکر کیا کہ معاذ بن جبل نے نقل کیا کہ فرمایا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے، نہ شریک ٹھہرا اللہ کا کسی کو، گو مارا جائے اور جلایا جائے تو **(اصلاح)** اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان کو اگر کوئی شرک میں مبتلا کرنا چاہے اور یہ کہے کہ ہمارے بت کو سجدہ کر دیا اور اس قسم کی بات کرانا چاہے جن کا ذکر ہم شرک کے بیان میں کر آئے ہیں اور ڈرائے کہ اگر ایسا نہ کرو گے تو جان سے مارے جاؤ گے۔ یا آگ میں جلائے جاؤ گے تو یہ سب کچھ گوارہ کر لے یعنی جان دیدے، مگر ایمان نہ دے، مگر مولوی اسماعیل کا فائدہ بے فائدہ ملاحظہ ہو (ف) : یعنی اللہ کے سوا کسی کو نہ مان۔ دیکھو مسلمانو! اگر تم نے رسول کو نہ مانا تو بھی ایمان گیا اور انبیاء علیہم السلام جن کا اندازہ ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے ان میں سے ایک کو بھی نہ مانا تو بھی ایمان رخصت اللہ کی ساری کتابوں میں سے ایک کو بھی نہ مانا تو بھی ایمان کا خاتمہ ہے تو بھلا سوچو تو سہی کہ جتنی باتیں ماننے کی ہیں، ان کو مسلمان کیسے نہ مانے مگر یہ کہہ رہے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مان سو یہ تو بالکل شیطان کا سا ماننا ہوا، آگے لکھتے ہیں۔ اور اس سے نہ ڈر، کہ شاید کوئی جن یا بھوت کچھ ایذا پہنچائے سو جیسا مسلمان کو ظاہر کی بلاؤں پر صبر کرنا چاہئے۔ اور ان سے ڈر کر نہ ماننا چاہئے اور یہ سمجھنا چاہئے کہ فی الحقیقت ہر کام اللہ ہی کے اختیار میں ہے مگر وہی کبھی کبھی اپنے بندوں کو جانچتا ہے اور بُروں کے ہاتھ سے بھلوں کو ایذا پہنچاتا ہے تاکہ کچوں اور پکوں میں فرق ہو جائے اور مومن اور منافق جدا جدا معلوم ہوں (یعنی جو منافق ہو گا اسی کو جن یا بھوت ستائیں گے اور واللہ جو مومن ہے اسے ہرگز ہرگز جن اور بھوت ستانا تو در کنار ڈر کے مارے پاس بھی نہیں آسکتے اور مومن کی تعریف تم تمہید ایمان میں پڑھ چکے ہو اسے پھر پڑھو

اور سچے مومن بن جاؤ) سو جیسے ظاہر میں متقیوں کو فاسقوں کے ہاتھ سے اور مسلمانوں کو کافروں کے ہاتھ سے اللہ کے ارادے سے ایذا پہنچ جاتی ہے اور ان کو وہاں صبر ہی کرنا پڑتا ہے اور دین بگاڑنا نہیں پہنچتا۔ اسی طرح کبھی کبھی نیک آدمی کو جن اور شیاطین کے ہاتھوں سے اللہ کے ارادے سے ایذا پہنچ جاتی ہے سو اس پر صبر ہی کرنا چاہئے اور ان کو ہرگز نہ ماننا چاہئے (یہ بات بالکل غلط ہے کہ نیک آدمی کو جن اور شیطان کے ہاتھ سے ایذا پہنچتی ہے بلکہ وہ لوگ جو کلمہ بھی صحیح طور پر پڑھنا نہیں جانتے نہ نماز یاد نہ غسل کرنے کا طریقہ یاد ہر وقت نجس اور ناپاک رہتے ہیں ممکن ہے کہ ایسے لوگوں کو جن اور شیطان ستاتے ہوں ورنہ نیک مسلمان سے اور جن اور شیطان سے کیا واسطہ اور وہ انہیں کیوں ماننے لگا) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص (مشرک) شرک سے بیزار ہو کر اوروں (یعنی جھوٹے معبودوں) کو ماننا چھوڑ دے اور ان کی نذر و نیاز ماننے کو (جیسے کہ مشرک لوگ اپنے بتوں پر چڑھاوے چڑھاتے تھے) برا جانے اور غلط رسموں کو اٹھانے لگے اور اس میں اس کو کچھ نقصان مال یا اولاد کا جان کا پہنچ جائے یا شیطان کسی پیر و شہید کا نام لیکر ایذا دینے لگے تو اس پر صبر کرے اور اپنی بات پر قائم رہے اور یہ سمجھیں کہ اللہ میرا دین جانچتا ہے اور جیسے اللہ صاحب ظالم آدمیوں کو ڈھیل دیکر پکڑتا ہے اور مظلوموں کو ان کے ہاتھ سے چھڑاتا ہے اسی طرح ظالم جنوں کو بھی اپنے وقت پر پکڑے گا، اور نیک آدمیوں کو ان کی ایذا سے بچائے گا (مگر جن کو جن اور شیطان کو شیطان تو آپ خود بھی مان رہے ہیں اور اس بات کے بھی قائل ہیں کہ اللہ نے انہیں ایذا دینے کی قدرت دی ہے پھر اگر کوئی محبوبان خدا انبیاء و اولیاء وغیرہ کیلئے یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ ہی نے انہیں یہ قدرتیں دی ہیں کہ وہ ہر جگہ مدد کرتے ہیں اور اللہ کی عطا

سے عالم میں تصرف کرتے ہیں تو جناب کے نزدیک شرک اور جابجا اسی کتاب میں لکھا ہے کہ خواہ یہ عقیدہ رکھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے حاصل ہے خواہ اللہ کے دینے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے) تو جن اور شیطان میں ایذائیں دینے کی قدرت مان کر مولوی اسماعیل اپنے ہی فتوے سے خود ہی مشرک ہوئے کہ نہیں یا یہ حکم جرنیلی عام مسلمانوں ہی کیلئے ہے معلوم ہوا کہ جب جن اور شیاطین کو اللہ نے ایذائیں دینے کی قدرتیں دیدیں اور اللہ کے ارادے سے لوگوں کو ایذائیں پہنچاتے ہیں تو انبیاء اولیاء کو کیا کچھ قدرتیں نہ ملیں ہوں گی اور محبوبان خدا اللہ کے ارادے سے عالم میں کیسے کیسے تصرفات کرتے ہونگے۔

(تقویۃ الایمان) وَاَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الذَّنْبِ اَکْبَرُ عِنْدَ اللّٰہِ قَالَ اَنْ تَدْعُوْ لِلّٰہِ نِدًّا وَّھُوَ خَلَقَکَ ۔ مشکوۃ کے باب الکبائر میں لکھا ہے کہ بخاری و مسلم نے ذکر کیا کہ ابن مسعود نے نقل کیا کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کون سا گناہ بہت بڑا ہے اللہ کے نزدیک فرمایا یہ کہ پکارے تو کسی کو اللہ کی طرح کا ٹھہرا کر اور حالانکہ اللہ ہی نے تجھ کو پیدا کیا۔

(ف) یعنی جیسے کہ اللہ کو سمجھتے ہیں کہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور سب کام اسی کے اختیار میں ہیں، سو ہر مشکل کے وقت یہی سمجھ کر اس کو پکارتے ہیں۔ سو کسی اور کو اس طرح کا سمجھ کر پکارنا نہ چاہئے (ہاں اس طرح سمجھ کر پکارنے میں کوئی حرج نہیں کہ اللہ نے اسے یہ قدرت دی ہے اللہ کی دی ہوئی قدرت سے ہماری مدد کر سکتا ہے ہماری بات سن سکتا ہے یعنی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جیسے بت پرست اپنے بتوں کو اللہ ہی کی طرح کا ٹھہرا کر پکارتے تھے، ایسا ٹھہرا کر کسی کو مت پکارو ورنہ اگر بیٹا

باپ سمجھ کر پکارے یا شاگرد استاد کو استاد سمجھ کر پکارے یا مرید اپنے پیر کو پیر سمجھ کر پکارے یا امتی اپنے نبی کو نبی سمجھ کر پکارے تو ہر طرح جائز ہے، اسلئے کہ ان کو اللہ کی طرح ٹھہرا کر نہیں پکارا جاتا (کہ سب سے بڑا گناہ ہے اول تو یہ بات خود غلط ہے کہ کسی کو کچھ حاجت برلانے کی طاقت ہوئے یا ہر جگہ حاضر و ناظر ہو بھلا بت کسی کی حاجت روائی کرے گا جس پر مکھی بیٹھے تو اڑا بھی نہیں سکتا نہ کہ حاضر و ناظر ... کہ جس کا پوجنے والا سامنے کھڑا ہو تو اسے بھی نہیں دیکھ سکتا) دوسرے جب ہمارا خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہئے کہ اپنے ہر کاموں پر اسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام (اس کا مطلب یہ نہیں کہ بیٹے کو کوئی جوتے مارنے لگے تو وہ باپ کو نہ پکارے یا پولیس سے فریاد نہ کرے بلکہ مطلب یہ ہے) کہ جیسے کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا ہو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا (یعنی غلام اگر دوسرے بادشاہ سے علاقہ رکھے گا تو باغی کہلائے گا تو پھر جھوٹے معبودوں کا) اور کسی چوہڑے چمار کا تو ذکر کیا ہے (ہاں خود بادشاہ کی طرف سے جو مقرر کئے ہوئے ہیں اور جن کو اختیارات دے ہوئے ہیں اور جن کی طرف رجوع کرنے اور حاجتیں لیجانے کا بادشاہ نے حکم دیا ہے ان کو چوہڑا چمار بتانے والا، بادشاہ نے ان کو جو اختیارات دیئے ہیں ان کا انکار کرنے والا بھی باغی ہے بلکہ ان کو اگر چھوڑ کر عام لوگ بادشاہ کے حضور درخواست بھیج دیتے ہیں تو عام طور سے یہ دیکھا گیا ہے کہ یا تو وہی درخواست اٹھا کر ان مقرر کردہ حاکموں کے پاس بھیج دی جاتی ہے یا فرما دیا جاتا ہے کہ اپنے ضلع کے مجسٹریٹ کو درخواست دو، اسی طرح ہمارے تمہارے شہنشاہ معبود برحق جل جلالہ نے ہمیں تمہیں سب کو حکم دیا۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (پ ۵ سورۃ النساء آیت ۶۴)

اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں (تو اے حبیب) تیرے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے بخشش چاہیں اور معافی چاہے ان کیلئے رسول تو بے شک اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

یعنی جن لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا خطائیں کیں، گناہ کئے اگر وہ چاہتے ہیں کہ اللہ ہمارے گناہ بخش دے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جاؤک یعنی اے حبیب وہ تیرے پاس آئیں تیرے دربار میں حاضر ہو کر اللہ سے معافی چاہیں اور اے حبیب تو بھی ان کیلئے بخشش چاہے تو اللہ ان کے گناہ بخش دے گا، دیکھو گناہوں کی بخشش کتنی بڑی حاجت ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی حاجت نہیں، اتنی بڑی حاجت کی طلبی کیلئے اللہ نے کعبے میں نہ بلایا، مسجد میں نہ بلایا بلکہ اپنے حبیب کے دربار میں حاضر ہو کر اللہ سے معافی مانگنے کا حکم فرمایا پھر اس پر یہ بھی شرط لگائی کہ تیرے دربار میں آکر بھی اگر کوئی اپنے گناہوں کی معافی مانگے مگر جب تک اے حبیب تو بھی ان کی سفارش نہ کرے معافی نہ ہوگی۔

شاگرد: حضور یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ ایک شخص رہنے والا پورب کا ہے اور حضور کی بارگاہ مغرب میں ہے تو یہ شخص اپنے گناہوں کی معافی کیلئے پورب سے پچھم کیسے پہنچ سکتا ہے مثلاً غریب ہے موت کا وقت قریب ہے ہر طرح مجبور ہے اور قرآن شریف میں یہ حکم ہے کہ جاؤک یعنی گنہگار تیرے دربار میں آئیں تو یہ شخص اپنے گناہوں کی معافی کیلئے دربار رسول کیونکر پہنچ سکتا ہے۔

استاد: اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم ایسا نہیں جو کسی پر دشوار ہو جیسا کہ اس آیہ کریمہ میں

فرمایا ''لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا'' (پارہ ۳ البقرہ ۲۸۶) یعنی اللہ تعالیٰ وسعت سے زیادہ کسی کو مکلف نہیں فرماتا یعنی کوئی ایسا حکم دیتا جو امکان سے باہر ہو یا تکلیف دہ ہو اس کا مطلب ظاہر ہے کہ اگر وہاں کی حاضری تمہارے امکان سے باہر ہے تو اپنی جگہ پر دربار رسول کا تصور کرلو اور اپنے کو دربار رسول میں حاضر جانو اور یقین جانو اور یقین رکھو کہ ہم حضور کے دربار میں حاضر ہیں اور حضور ہمیں دیکھ رہے ہیں ہمارے الفاظ کو سن رہے ہیں جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہے۔

❁ طبرانی معجم کبیر میں اور نعیم ابن حماد کی کتاب الفتن میں اور ابو نعیم حلیہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ۔

بے شک اللہ عزوجل نے میرے سامنے پردہ دنیا کو اٹھالیا تو میں اس دنیا کو اور جو کچھ اس میں ہونے والا ہے قیامت تک اس سب کو ایسا دیکھتا ہوں جیسے اپنی اس ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں دیکھو یہ ارشاد تمہارے پیارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے کہ دنیا کی ہر ہر چیز میرے سامنے ایسی ہی ہے جیسے کہ میری ہتھیلی کہ اس کا کوئی حصہ میری نظر سے پوشیدہ نہیں۔

تو اب بات بالکل صاف ہوگئی کہ اللہ نے اتنی بڑی حاجت یعنی طالب مغفرت کیلئے جب اپنے حبیب کا آستانہ بتایا تو اور حاجتیں اس سے پیچھے ہیں کہ ان سب کا

تعلق دنیا سے ہے اور یہ حاجتیں ایسی ہیں کہ جس پر بخشش کا دارومدار ہے اور یہ بھی آفتاب سے زیادہ روشن ہوگا کہ دنیا کی کوئی شے حضور سے پوشیدہ نہیں جیسے کہ ہمارے دلوں میں جو خطرے گزرتے ہیں وہ بھی روشن کیونکہ وہ بھی شے میں داخل ہے اور کتاب کے شروع میں تم نے وہ آیت بھی پڑھی ہے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ (پ ۱۴ سورہ نحل آیت ۸۹)۔

اُتاری ہم نے تجھ پر ایسی کتاب جس میں ہر چیز کا روشن ثبوت اور تفصیلی بیان ہے۔

اور حضور اس کے عالم تو ضرور ہیں کہ دلوں کے خطرے، ارادے نیتیں سب حضور پر روشن، لہٰذا جب کوئی گنہگار امتی اپنے گناہوں کی بخشش چاہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے محبوب کے دربار میں آئے اور حضور کا دربار ہر جگہ ہے کہ عالم میں کوئی ذرہ حضور سے پوشیدہ نہیں اور یہی معنی حاضر وناظر کے ہیں اور یہ صفت خاص ضرور یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائی، جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں

یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا (پ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۴۵)۔

اے نبی بیشک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ (یعنی حاضر وناظر) خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔

❁ دوسری آیت:

وَجِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰۤؤُلَآءِ شَھِیْدًا (پ ۵ سورۃ النساء آیت ۴۱)

ہم تمہیں ان سب (لوگوں) پر گواہ بنا کرلائیں گے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آدم علیہ السلام کی ساری

پڑا، اگر کلمہ پڑھنے والے صرف اسی بات کو سمجھ لیں اور یہی راز ان کی عقل میں آجائے تو سب کچھ ہے یعنی ابلیس کے مردود ہونے کا سبب صرف حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے نور پاک کی تعظیم کا انکار ہے تو آجکل جو لوگ رسول پاک کی تعظیم سے جلتے ہیں وہ تو مردودیت اور کفر میں ابلیس سے بھی درجوں بڑھ گئے ہیں مولی تعالی ایمان دے) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ توحید (ورسالت) کی برکت سے سب گناہ بخشے جاتے ہیں، جیسے شرک کی شامت (اور رسولوں کی تعظیم کے انکار) سے سب اچھے کام ناکارے ہو جاتے ہیں، اور یہی حق ہے اسلئے کہ جب شرک سے آدمی پورا پاک ہوگا کہ کسی کو اللہ کے سوا مالک (حقیقی) نہ سمجھے اور اس کے سوا کہیں بھاگنے کی جگہ نہ جانے اور اسکے دل میں خوب ثابت ہو جائے کہ اس کے تقصیروار کو اس سے بھاگ کر کہیں پناہ نہیں اور اس کے مقابل کسی کا زور نہیں چلتا۔ (مگر یہ کہ مسلمانوں پر افتراء و بہتان ہے کوئی گنوار سا گنوار جاہل سا جاہل مسلمان بھی کسی نبی یا ولی کے زور کو اللہ تعالی کے مقابل ہرگز نہیں مانتا لیکن جو زور خود اللہ تعالی نے اپنی مرضی سے اپنے محبوبوں کو عطا فرمایا ہے۔ جس کو وہ حضرات اسی کے حکم اور اسی کی مرضی کے تحت استعمال فرماتے ہیں اس کا انکار کرنا بھی غلط اور قرآن وحدیث کے خلاف ہے) اور اس کے روبرو کسی کی حمایت نہیں چلتی، اور کوئی کسی کی سفارش اپنے اختیار سے نہیں کرسکتا (اللہ نے اپنے رسولوں کو شفاعت کا مالک فرما دیا ہے تو یہ اختیار اللہ ہی کا دیا ہوا ہے کہ وہ اپنے گنہگار امتیوں کی شفاعت کریں گے حمایت کریں گے) سو جب یہ بات خوب اس کے دل میں ثابت ہو جائے پھر جتنے گناہ اس سے ہوں گے سو بشریت کی راہ سے ہوں گے یا بھول چوک کر اور ان گناہوں کا ڈر اس کے دل پر گھرا ہوگا اور ان سے ایسا بیزار ہوگا اور شرمندہ کہ اپنی جان

سے بھی تنگ ہوگا اور بیشک ایسے آدمی پر اللہ کی رحمت آتی ہے (اور اللہ کی رحمت حضور ہی تو ہیں۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ) سو جوں جوں اس سے گناہ ہوں گے اسی کے موافق اس کی یہ حالت بڑھے گی اور جس قدر کہ یہ حالت بڑھے گی اسی قدر اللہ کی رحمت بڑھے گی سو جان لینا چاہئے کہ جس کی توحید کامل ہے اس کا گناہ وہ کام کرتا ہے کہ اوروں کی عبادت وہ کام نہیں کرسکتی فاسق موحد ہزار درجے بہتر ہے متقی مشرک سے، جیسے رعیت تقصیروار ہزار درجہ بہتر ہے باغی خوشامدی سے کہ یہ اپنی تقصیر پر شرمندہ ہے اور وہ اپنے فریب پر مغرور (مگر یاد رکھو کہ اصل توحید کیا چیز ہے حقیقتاً توحید کا ماننا جب ہی کارآمد ہوگا جب اس کے محبوبوں اور رسولوں کا حق بھی اچھی طرح پہچانے ابلیس کی توحید میں کوئی نقص نہ تھا مگر اس نے اللہ کے محبوب کا حق نہ پہچانا اور محبوب کی تعظیم کا انکار ایسا گناہ قرار پایا کہ ہزاروں برس کی عبادت خاک میں مل گئی اس کی توحید مردود کردی گئی جو اس راز سے واقف ہے وہی ایمان میں کامل ہے اس عبارت میں مولوی اسماعیل دہلوی نے صاف بتا دیا کہ آدمی مشرک ہوتے ہوئے بھی متقی ہوسکتا ہے) اور اللہ تعالی فرماتا ہے۔

اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ پ ۹ یعنی اللہ کے ولی وہی ہیں جو متقی ہیں سورۃ الانفال آیت ۳۴)

تو امام الوہابیہ نے مشرکوں کو بھی اللہ کا ولی بنادیا، اس سے بڑھ کر اور کیا کفر و شرک ہوگا یہ ہے وہابیوں کی شرک سے محبت اور توحید سے عداوت۔

ایمان والوں کیلئے ایک عجیب قابل قدر تحفہ،
حقیقت کا انکشاف

ہر شخص جو ذرا سی عقل رکھتا ہو، جانتا ہے کہ بجلی کی روشنی سے لوگوں کو کتنا بڑا

فائدہ ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ بجلی سے فائدہ حاصل کرنے کیلئے دو تاروں کی ضرورت ہوتی ہے کبھی کسی جگہ ایک تار نہیں دیکھا گیا اور یہ بھی نہیں کہ راستے میں کسی نے دوسرا تار جوڑ دیا ہو بلکہ اصل بجلی کے خزانہ ہی سے دونوں تار آپس میں ساتھ ساتھ ملے چلے آتے ہیں اور ہر ہر شہر اور شہر کے ہر ہر محلہ میں اور پھر بستی کے ہر ہر مکان میں اور دکان میں غرض جہاں جہاں تم بجلی کی روشنی وغیرہ دیکھو گے وہاں تار بھی دو ہی ملیں گے جن لوگوں نے بجلی ایجاد کی ہے وہ کوشش کرتے کرتے تھک گئے مگر ایک تار سے کام نہ چلا سکے پھر بھی شرط ہے اس میں ایک تار سرد ہے اور ایک گرم اگر تم لوگ اس راز سے خبردار نہ ہو تو جو لوگ بجلی کا کام کرتے ہیں اور اس کے اصلی راز سے واقف ہیں ان سے دریافت کر دیکھو وہ تمہیں بتائیں گے کہ ہاں واقعی، فی الحقیقت یہی بات ہے کہ اس میں ایک تار گرم ہے اور دوسرا ٹھنڈا، اس سے معلوم ہوا کہ بجلی کی روشنی اس وقت مل سکتی ہے جب دونوں تاروں کا جوڑ سے جوڑ خوب مضبوطی کے ساتھ جڑا ہوا ہو۔ اگر ایک تار جوڑا جائے کبھی روشنی حاصل نہ ہو گی اگر دونوں تار ٹھنڈے ہوں تب بھی روشنی نہیں ملے گی اور دونوں تار گرم ہوں تب بھی روشنی نہیں ملے گی۔ بلاتشبیہ

ایمان کی روشنی حاصل کرنے کیلئے گرم اور سرد دو تاروں کی ضرورت ہے

جن کا کنکشن ہر کلمہ پڑھنے والا اپنے دل کے میٹر سے جب تک خوب پختگی اور مضبوطی کے ساتھ نہ جوڑے گا۔ ہرگز ہرگز نور ایمان حاصل نہیں ہو سکتا، اب یہ بات

غور کرنے کی ہے کہ وہ دو تار کون سے ہیں۔

(۱) اللہ رب العزت جل وعلا اپنے لئے فرماتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ حمد اسے جو رب ہے عالمین کا۔

(۲) اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے فرماتا ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (پ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۷) نہ بھیجا ہم نے تجھ کو مگر عالمین کیلئے رحمت بنا کر۔

یعنی اللہ رب العلمین اور حضور رحمۃ للعالمین، معلوم ہوا کہ رب کی ربوبیت گویا بجلی کا گرم تار ہے ...... کہ اس میں شان جلال ہے۔ حضور کی رحمت گویا بجلی کا ٹھنڈا تار ہے...... کہ اس میں شان جمال ہے۔

اب یہ دیکھنا چاہئے کہ عالمین کسے کہتے ہیں، عالمین کسی شہر کسی ملک کسی بستی کسی محلہ کا یا کسی قوم کا نام نہیں بلکہ عالمین کہتے ہیں ماسوی اللہ کو، یعنی اللہ کے سوا جو کچھ ہے اس سب کو عالمین کہتے ہیں، آسمان و زمین، عرش و کرسی، لوح و قلم، جنت و دوزخ، چاند و سورج، حور و ملک، جن و بشر، بحر و بر، سنگ و شجر، چرند و پرند انبیا علیہم السلام اور ان کی ساری امتیں، آدم علیہ السلام اور ان کی ساری اولاد سمندر کا ایک ایک قطرہ، زمین کا ہر ہر ذرہ، درخت کا ایک ایک پتہ وغیرہ وغیرہ یہ سب کے سب عالمین میں داخل ہیں، ان سب کا اللہ تعالیٰ جل وعلا رب ہے اور ان سب کیلئے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمت۔

جس طرح رب کی ربوبیت عام — اسی طرح حضور کی رحمت عام
ربوبیت کے معنی ہیں پرورش — رحمت کے معنی ہیں بخشش

اور یہ بات عقل کی راہ سے یقینی طور پر سمجھ میں آتی ہے کہ پرورش بغیر بخشش محال ہے یعنی اگر کوئی بادشاہ اپنی رعایا کی پرورش کرنا چاہے تو جب تک وہ اپنے خزانے سے تمام چیزوں کی بخشش نہ فرمائے تب تک پرورش نہیں ہو سکتی، معلوم ہوا کہ ربوبیت اور رحمت کے دونوں تار جس وقت اور جس ساعت سے ماسوی اللہ کا وجود ہوا یعنی ہر ہر شے پیدا ہوئی اسی وقت اور اسی ساعت سے ساتھ ساتھ ملے جلے چلے آتے ہیں اور ان دونوں تاروں کا وصل جب سے اب تک اور اب سے قیامت تک ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اسی لئے اس قسم کے جملے فطرتاً ہر مسلمان کی زبان سے بے ساختہ اور بلا تکلف نکلتے رہتے ہیں کہ عالم میں جس کسی کو جو کچھ ملا اللہ کی رحمت سے ملا اور آئندہ جس کسی کو جو کچھ ملے گا اللہ کی رحمت سے، یعنی نبیوں کو نبوت ملی تو اللہ کی رحمت سے، ولیوں کو ولایت ملی تو اللہ کی رحمت سے، اماموں کو امامت ملی تو اللہ کی رحمت سے بادشاہوں کو بادشاہت ملی تو اللہ کی رحمت سے ہمیں تمہیں اور سب مسلمانوں کو عزت ملی تو اللہ کی رحمت سے، رزق ملا تو اللہ کی رحمت سے، اولاد ملی تو اللہ کی رحمت سے، غرض دنیا میں دین میں ارض وسما میں آسمانوں کے اوپر اور زمین کے نیچے کے طبقوں میں جس کسی کو جو کچھ ملا یا ملتا ہے یا ملے گا سب اللہ کی رحمت سے ملا اور ملتا ہے اور ملے گا اسی لئے رب العزت جل وعلا فرماتا ہے۔

رَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (پارہ ۹ میری رحمت ہر چیز کو عام ہوئی۔
سورۃ الاعراف آیت ۱۵۶)

آیات قرآنیہ سے معلوم ہو گیا۔ کہ تمام عالمین سارے جہان جملہ کائنات جمیع مخلوقات کیلئے اللہ تعالیٰ کی رحمت پہنچنے کا ذریعہ و وسیلہ و واسطہ صرف حضور رحمۃ اللعالمین ہی ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سے معلوم ہوا اور آفتاب کی طرح یہ بات

روشن اور ظاہر ہو گئی۔ اور اس میں کسی عقلمند کو ذرہ برابر سوچنے اور سمجھنے کی ضرورت نہ رہی کہ اللہ کی رحمت ہر جگہ موجود ہے تمام موجودات عالم کی ہر ہر چیز سے باخبر ہے۔ انسان ہوں یا حیوان جنات ہوں یا فرشتے، آسمان کا ستارا ہو یا زمین کا کوئی ذرہ غرض کہ سب کی ضرورتوں کا اللہ کی رحمت کو ہر وقت اور ہر ساعت کا علم ہے اللہ کی رحمت اس سے بھی واقف ہے کہ بارش کب ہونا چاہئے اور کب ہو گی۔ اللہ کی رحمت کو یہ بھی معلوم ہے کہ کس کو بیٹی دیں اور کس کو بیٹا، اللہ کی رحمت یہ بھی جانتی ہے کہ کون کہاں مرے گا اور کون کب پیدا ہو گا اور اللہ کی رحمت کو یہ بھی معلوم ہے کہ کل کیا ہو گا اور کس کو کیا دینا ہے، اللہ کی رحمت کو یہ بھی معلوم ہے کہ قیامت کے قریب کیا کیا نشانیاں ظاہر ہوں گی اور اللہ کی رحمت، عالم کی ہر ہر چیز سے خبردار نہ ہو تو اس تک کیسے پہنچ سکتی ہے عالم کا ذرہ ذرہ دریا کا قطرہ قطرہ اور درختوں کا پتہ پتہ یہ سب اللہ کی رحمت کے محتاج ہیں اگر اللہ کی رحمت ان سے بے خبر ہو تو ان کی پرورش ہو ہی نہیں سکتی پھر محض علم ہونا اس وقت تک کارآمد نہیں ہو سکتا جب تک کہ ہر چیز تک پہنچنے کی اس میں قدرت نہ ہو بس یہی معنی حاضر و ناظر کے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے جب اس کی رحمت ہر چیز کیلئے عام ہے تو کیا یہ صفت اور قدرت اللہ نے اپنی رحمت کو نہ دی ہو گی یقیناً اللہ کی رحمت ہر جگہ موجود ہے۔ اب صرف یہ بات سمجھنے کیلئے رہ گئی ہے کہ اللہ کی رحمت کیا چیز ہے۔ تو یہ سب سے پہلے بتایا جا چکا ہے کہ ''وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ'' یعنی اے محبوب ہم نے آپ کو عالمین کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی رحمت ہی کا دوسرا نام محمد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

یعنی جس طرح اللہ رب العالمین اسی طرح اس کی عطا اور دین سے حضور

رحمۃ اللعالمین ۔ اور اللہ سب کا پالنے والا ہے حضور اللہ کی رحمت اور رحمت کے معنی ہیں بخشش اور بخشش بغیر، پرورش محال ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی عطا سے حضور یقیناً حاضر و ناظر ہیں کہ عالم کا کوئی ذرہ کسی درخت کا کوئی پتہ کسی کے دل کا کوئی خطرہ ایسا نہیں جو حضور پر روشن نہ ہو۔

یہاں ذاتی اور عطائی کا فرق ہے

یعنی اللہ اپنی ذات سے شہید و بصیر ہے اور حضور اللہ کی عطا سے حاضر و ناظر ہیں جس نے اس مضمون کو سمجھ لیا اس کو اب اس کی ضرورت نہیں رہی کہ حضور کے غیب دان یعنی عالم ما کان و ما یکون ہونے میں اور حضور کے حاضر و ناظر ہونے میں کسی قسم کا شک وشبہ کرے کہ یہ دونوں صفتیں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب رحمۃ اللعالمین ﷺ کو عطا فرمائیں اگر دیگر آیات و احادیث و اقوال ائمہ مفسرین ان سب مسائل میں نہ بھی پیش کئے جائیں تو ایمان والوں کیلئے یہی ایک مثال تمام ہی صفات و کمالات، تصرفات و اختیارات وغیرہ کیلئے کافی زیادہ ہے کہ سب کچھ حضور کو بعطا الٰہی حاصل ہے جو لوگ حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے اور عالم ما کان و ما یکون ہونے کے منکر ہیں انہوں نے اللہ کی رحمت کو نہیں پہچانا اور جو اللہ کی رحمت کو نہیں پہچان سکا۔ وہ اللہ کو کیا پہچانے گا ایسے لوگ حضور کی صفات کا انکار نہیں کرتے بلکہ حقیقت میں وہ خدا کی قدرت کے منکر ہیں اور توحید کی آڑ میں خدا کی شان گھٹاتے ہیں۔ حضور کیلئے تو علم غیب کم و بیش منکرین بھی تسلیم کرتے ہیں۔ زیادہ تر چون و چرا علوم خمسہ میں کرتے ہیں۔ جن کا اوپر ذکر کیا گیا یعنی (۱) بارش کب ہو گی۔ (۲) ماں کے پیٹ میں نر ہے یا مادہ (۳) کون کس زمین پر مرے گا (۴) اس کی خبر رکھنا کہ کل کیا ہو گا۔ (۵) قیامت کب ہو گی۔ اب یا تو یہ کہہ دیا

جائے کہ اللہ کی رحمت کو ان پانچوں باتوں کا علم نہیں تو اس سے ان دونوں آیتوں کا انکار لازم آئے گا جن کا اوپر بیان ہوا اور سب یہ کفر ہے اور اگر اللہ کی رحمت کیلئے یہ سب باتیں تسلیم ہیں تو حضور کیلئے کیوں انکار ہے۔ اللہ کی رحمت حضور ہی تو ہیں دوسری بات یہ کہ عالم میں جس کسی کو کچھ ملا یا ملتا ہے یا ملے گا سب اللہ کی رحمت سے ملا اور ملتا ہے اور ملے گا۔ اس سے کسی کو انکار نہیں تو اس بات کے سمجھنے میں کیوں تامل ہے۔ یہ کہتے کیوں زبان رکتی ہے اور مسلمانوں کے اس عقیدے کو کیوں شرک بتایا جاتا ہے جو کچھ ملا حضور سے ملا اور اسی راز کو حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حدیث میں ظاہر فرمایا ہے۔ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ ۔ جز ایں نیست بے شک اللہ دیتا رہتا ہے اور میں بانٹتا ہوں۔ یہ حدیث صحیح بخاری کی ہے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یعنی حضور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور میں تقسیم فرماتا ہوں۔ اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

؎ رب ہے معطی یہ ہیں قاسم　　رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں
رب کی بخشش ان کا صدقہ　　دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں

غرض: یہ ہیں دونوں تار جن کا وصل ایسا ہے جو ایک آن کیلئے کسی وقت جدا نہیں اس حدیث میں کسی نعمت، کسی دولت، کسی فضل، کسی کمال کی تخصیص نہیں ہے۔ کہ کونسی چیز اللہ دیتا ہے کہ اسے حضور بانٹتے ہیں چونکہ ہر چیز اللہ ہی دیتا ہے اور جب حضور قاسم ہیں یعنی بانٹنے والے تو ہر چیز حضور ہی تقسیم فرماتے ہیں۔ اور جب اس حدیث سے یہ ثابت ہو گیا اور یہ بات آفتاب کی طرح روشن اور ظاہر ہو گئی کہ ہر چیز اللہ دیتا ہے اور بانٹنے والے حضور ہیں تو اب مانگنے والوں کے ہاتھ مانگتے وقت کس

کے سامنے پھیلنا چاہئیں اسی کے حضور پھیلنا چاہئیں۔ جو بانٹتا ہے عام طور سے دیکھا گیا ہے کہ جب کسی جگہ تقریب وغیرہ میں کوئی چیز تقسیم ہوتی ہے تو مالک خود نہیں تقسیم کرتا بلکہ اپنے کسی خاص دوست کے سپرد کر دیتا ہے وہی دوست بانٹتا ہے اور لینے والے سب اسی کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہیں لہٰذا مسلمانوں کا حضور پرنور قاسم ہر نعمت سے کسی حاجت یا مدعا کا طلب کرنا اور اَغِثْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ کہہ کر امداد طلب کرنا یقیناً اور درست اور بجا اور حق ہے ان باتوں کو ناجائز اور حرام یا شرک کہنے والے کا ایمان قرآن وحدیث پر نہیں ہے نہ وہ آج تک اس راز کو سمجھا ہے یا اگر سمجھا ہے تو جان بوجھ کر مخالفت کرتا ہے تو ایسے شخص کے کفر میں اور ابوجہل کے کفر میں کوئی فرق نہیں ابوجہل بھی جانتا تھا کہ حضور نبی ہیں اللہ کے رسول ہیں مگر پھر بھی زبان سے انکار ہی کرتا رہا قرآن شریف شاہد ہے کہ یہ لوگ آپ کو اپنی اولاد سے زیادہ پہچانتے ہیں مگر شقاوت ازلی کلمہ پڑھنے سے روکتی ہے یہ حصہ صرف اہل ایمان ہی کا ہے دوسرے کا نہیں۔

مومن کامل خوب جانتا ہے کہ یہ دونوں تار جب تک دل کے میٹر سے نہ جوڑے جائیں نور ایمان حاصل ہونا محال ہے کوئی مشرک یا کافر جب اپنے شرک وکفر سے تائب ہو کر دائرہ اسلام میں آتا ہے تو سب سے پہلی شرط یہی ہوتی ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھے اور یہی نہیں کہ بس زبان سے کہہ لے بلکہ اسی کی دل سے تصدیق کرے غور تو کرو یہ کیا ہے یہ وہی دونوں تار ہیں۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں شان جلال ہے یعنی گرم تار ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ میں شان جمال یعنی سرد تار ہے اور دونوں تار یا دونوں جملے ملکر ایک کلمہ کہلاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ایک تار پکڑے دوسرے کو توڑے یا ایک تار کا کنکشن دل کے میٹر میں لگائے اور دوسرے تار کا کنکشن دل کے

میٹر سے نہ جوڑے فقط زبان سے کہہ لیا کرے اس سے کیا ہوتا ہے نور ایمان کی ہو ابھی نہیں پا سکتا۔ مومن کامل ہونا تو بڑی بات ہے، اور اس کی بڑی مثال ابلیس لعین کی تمہارے سامنے موجود ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی طرف نور محمدی کی تعظیم کیلئے سجدے کا حکم دیا، بانکار پیش آیا یعنی سجدہ نہ کیا۔ ہزاروں برس کی عبادت خاک میں ملی۔ دیکھو ابلیس محض توحید کا اقراری تھا۔ اگر رسالت کے تار کا کنکشن بھی دل کے میٹر سے لگا لیتا اور نور محمدی کی تعظیم سے انکار نہ کرتا۔ بارگاہ الٰہی سے مردود نہ ہوتا عبادت رائیگاں نہ جاتی۔ ہمیشہ کیلئے لعنت کا طوق گلے میں نہ پڑتا۔ کلمہ پڑھنے والے سبق لیں کہ ابلیس جو ہزاروں برس سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا ایک ہی مرتبہ نور حبیب کی تعظیم سے منہ موڑا ساری عبادت برباد ہو گئی آجکل جو لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم سے جلتے ہیں اور تعظیم کرنے والوں کو مشرک اور بدعتی کہتے ہیں ان کی چند روزہ عبادت کس کام آئے گی، اگر تم ٹھنڈے دل سے اس بات کو سوچو اور غور کرو تو اس نتیجہ پر پہنچو گے کہ ایسے لوگ ابلیس سے بھی کہیں زیادہ مردود اور ملعون ہیں۔ کہ جو کام اس نے ایک دفعہ کیا یہ وہی کام روز کرتے ہیں اور حضور کی تعظیم سے جلنا اور حضور کی شان گھٹانا ان کا پیشہ ہو گیا ہے۔ افسوس صد افسوس، اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

؎ وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض وجود ہی سر بسر
ارے تجھ کو کھائے تپ سقر ترے دل میں کس سے بخار ہے
یہ ہے دین کی تقویت اس کے گھر یہ ہے مستقیم صراط شر
جو شقی کے دل میں گاؤ خر تو زباں پہ چوڑا چمار ہے

یاد رکھو! صانع کی قدرت صنعت سے پہچانی جاتی ہے اگر کسی کی بنائی ہوئی چیز

میں کوئی عیب یا نقص نکالا جائے تو وہ عیب حقیقت میں اس چیز کے بنانے والے پر جاتا ہے اس صانع مطلق نے ساری مخلوق میں سب سے افضل واعلیٰ بلند وبالا، رفعت وشان والا اپنے پیارے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا، فن وکمال میں، جاہ جلال میں، حسن وجمال میں، اس محبوب کا سا آج تک کسی نے دیکھا نہ سنا، سچ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو اپنی قدرت کاملہ کا نمونہ بنا کر بھیجا ہے۔ حضور کی ذات وصفات میں عیب نکالنا اللہ تعالیٰ کی شان گھٹانا ہے، منکرین اور منافقین اتنا ہی نہ سمجھ سکے کہ سوائے ذبح کے اور کوئی مقام ایسا ڈھونڈھے بھی شاید نہ ملے کہ جہاں اللہ نے اپنی یاد کرائی ہو اور ساتھ میں محبوب کی یاد نہ کرائی ہو، تکبیر میں دیکھو، کلمہ میں دیکھو اذان میں دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ساتھ حضور کا ذکر موجود، یہاں تک کہ نماز جیسی عبادت وہ بھی بغیر ذکر مصطفےٰ کے مردود یعنی نماز میں التحیات کے اندر حضور پر سلام عرض کیا جاتا ہے۔ پھر درود شریف پڑھا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ حاصل کلام یہ ہے کہ بجلی کے دو تار گرم وسرد ملکر روشنی حاصل ہو سکتی ہے یہ دونوں تار ہیں جن کا جلوہ ایمان والے ہر جگہ دیکھتے ہیں۔

؎ اذاں کیا جہاں دیکھو ایمان والو پس ذکر حق ذکر ہے مصطفےٰ کا

••••••••

؎ تکبیر میں کلمہ میں نمازوں میں اذاں میں ہے نام الٰہی سے ملا نام محمد

(صلی اللہ علیہ وسلم)

••••••••

کلام پاک میں ایسی آیتیں بکثرت ہیں جن میں یہی راز پوشیدہ ہے چند آیات نقل ہیں۔

آیت پہلی کہ اللہ ورسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (پ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۷۴)

اور انہیں کیا برا لگا یہی نا کہ انہیں دولت مند کر دیا۔ اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے

ایمان والو دیکھو تمہارا رب خود فرماتا ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول نے دولت مند کر دیا اپنے فضل سے، لہٰذا عرض کرو کہ اے اللہ کے رسول مجھے اور سب مسلمانوں کو دین ودنیا کا دولت مند کر اپنے فضل سے،

؎ میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

آیت دوسری کہ اللہ ورسول کے دینے پر راضی ہونے والے اور اللہ ورسول دونوں ہی سے فضل کی امید رکھنے والے ہی اللہ کی طرف رغبت والے ہیں

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ (پ ۱۰، التوبہ آیت ۵۹)۔

اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ ورسول نے ان کو دیا اور کہتے اللہ ہمیں کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول، ہم اللہ کی طرف رغبت والے ہیں یعنی مسلمان وہی ہے جو اللہ ورسول دونوں ہی کے دیئے پر راضی ہو، اللہ ورسول سے فضل کی اور اللہ کی امید رکھے کہ اب دیں گے اللہ ورسول اپنے فضل سے

(ف) اس سے معلوم ہوا جو کوئی یہ کہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اس نے رسول کو نہیں پہچانا اور جو رسول کو نہیں پہچانتا وہ خدا کو نہیں پہچان سکتا، کیونکہ خدا وہی چاہتا ہے جو اس کا رسول چاہتا ہے کبھی ایسا ہوا ہی نہیں کہ رسول نے کسی بات کو چاہا ہو اور خدا نے وہی نہ کیا ہو جو دعا فرمائی ہو قبول نہ ہوئی ہو۔

تیسری آیت کہ رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری اللہ ہی کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (پ۵ سورۃ النساء آیت ۸۰) جس نے رسول کی اطاعت کی تحقیق اس نے خدا کی اطاعت کی۔

(ف) اس آیت میں اللہ اپنے رسول کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرما رہا ہے اور اطاعت بغیر غلامی ناممکن یعنی جیسے کوئی غلام اپنے آقا کی اطاعت کرتا ہے تم میرے حبیب کے غلام بن کر اس سے کہیں زیادہ اطاعت کرو کہ وہ میری ہی اطاعت ہے یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ اطاعت دو وجہ سے ہوتی ہے یا تو ڈر سے یا محبت سے، مگر ڈر سے جو کسی کا حکم مانا جاتا وہ قابل قدر نہیں ہوتا جتنا کہ کسی کی محبت میں سرشار ہو کر اس کے حکم پر عمل کرنے کی قدر ہوتی ہے۔ لہٰذا مسلمان کو چاہئے کہ اللہ کے اس فرمان کی قدر کریں کہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار ہو کر اس کے پیارے رسول کی اطاعت کریں تاکہ اللہ خوش ہو، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول کی اطاعت حقیقتاً اللہ کی عبادت ہے۔

آیت چوتھی کہ اللہ کے رسول کے ہاتھ پر بیعت کرنا اللہ سے بیعت کرنا ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ بے شک جو لوگ (اے حبیب) تجھ

اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ (پ۲۶ سورۃ فتح آیت ۱۰) سے بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کر رہے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ہے ان کے ہاتھوں پر

(ف) اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے یعنی رسول کی ہر چیز اللہ ہی کی ہے۔ ان کی اطاعت، اللہ کی اطاعت، ان کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ، ان کا دیدار، خدا کا دیدار، ان کی محبت خدا کی محبت، ان کی تعظیم خدا کی تعظیم، ان کا دربار خدا کا دربار، ان کی رضا خدا کی رضا، ان سے طلب خدا سے طلب، ان سے استعانت خدا سے استعانت، ان کا بندہ خدا کا بندہ، ان کی توہین خدا کی توہین، ان کی تعظیم سے انکار، خدا کی تعظیم سے انکار، ان کے دربار سے روگردانی خدا کے دربار سے روگردانی، جو رسول کیلئے ان تمام باتوں کو شرک کہے وہ مسلمان نہیں یہاں فرق حقیقت ومجاز کا ہے۔

ام المومنین حضرت صدیقہ آپ سے عرض کرتی ہیں مَآ اَرٰی رَبَّکَ اِلَّا یُسَارِعُ فِیْ ھَوَاکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ آپ کی خواہش مراد میں جلدی وشتابی کرتا ہے۔ ہاں ہاں بے شک لَا رَادَّ لِقَضَائِہٖ وَلَا مُعَقِّبَ لِحُکْمِہٖ۔ یہ جو کچھ چاہتے ہیں وہی ان کا مولیٰ چاہتا ہے۔

آیت پانچویں کہ اللہ ورسول سے آگے نہ بڑھو

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (پارہ ۲۶ سورۃ حجرات آیت ۱) اے ایمان والو۔ اللہ ورسول سے آگے نہ بڑھو۔

(ف) ایمان والو! دیکھا تم نے اپنے رسول کی شان، خوب یاد رکھو تمہارے

رسول کی سب شانیں اللہ ہی کی شانیں ہیں ان کی شان گھٹانے والا اللہ کی شان گھٹاتا ہے ایمان والا ہرگز ہرگز ایسی بات لکھنا یا کہنا تو درکنار سننا بھی گوارہ نہیں کریگا جیسی کہ تقویۃ الایمان میں وہابیہ کے پیشوا نے لکھ ڈالی کہ معاذ اللہ ''ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہے''۔ دیکھو ایمان والو! انبیاء علیہم السلام، اللہ کی بڑی مخلوق ہیں اور سب نبیوں کے سردار تمہارے رسول ہیں اس کلمہ میں ان سب کی شان میں کتنی بڑی گستاخی ہے کہ یہ بد دین چمار سے زیادہ ذلیل لکھتا ہے یعنی چمار کی عزت ہے مگر معاذ اللہ بس قلم لکھتے ہوئے تھراتا ہے۔

دیکھو! تمہارے پیارے رسول کی شان کو اللہ کس طرح بڑھاتا ہے۔

آیت چھٹی کہ رسول کے حکم کو اپنا حکم فرما کر مسلمانوں کو حکم فرماتا ہے کہ جو نہ مانے گمراہ ہے

مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا (پ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۳۶)

نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ کسی مسلمان عورت کو جب حکم دیں اللہ و رسول کسی بات کا کہ انہیں کچھ اختیار رہے اپنی جانوں کا، اور جو حکم نہ مانے اللہ و رسول کا تو وہ صریح گمراہی میں بہکا۔

﴿﴾ آئمہ مفسرین فرماتے ہیں حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل طلوع آفتاب اسلام، زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو مول (خرید کر) لیکر آزاد فرمایا۔ متبنیٰ (یعنی بیٹا بنایا تھا) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہما کہ حضور سید عالم صلی اللہ

علیہ وسلم کی پھوپی امیہ بنت عبد المطلب کی بیٹی تھیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حضرت زید رضی اللہ عنہ سے نکاح کا پیغام دیا اول تو راضی ہوئیں اس گمان سے کہ حضور اپنے لئے خواستگاری فرما رہے ہیں جب معلوم ہوا کہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے طلب ہے انکار کیا اور عرض کر بھیجا کہ یارسول اللہ میں حضور کی پھوپھی کی بیٹی ہوں ایسے شخص کے ساتھ اپنا نکاح پسند نہیں کرتی اور ان کے بھائی عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسی بنا پر انکار کیا اس پر یہ آیہ کریمہ اتری اسے سنکر دونوں بہن بھائی رضی اللہ تعالیٰ عنہما تائب ہوئے اور نکاح ہو گیا اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کام فرض ہو جاتا ہے اگرچہ فی نفسہ فرض نہ ہو ظاہر ہے کہ کسی عورت پر اللہ عزوجل کی طرف سے فرض نہیں کہ فلاں سے نکاح پر خواہی نخواہی راضی ہو جائے خصوصاً جبکہ وہ اس کا کفو نہ ہو خصوصاً جب کہ عورت کی شرافت خاندان کو اکب ثریا سے بھی بلند و بالاتر ہو بایں ہمہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا پیام نہ ماننے پر رب العزت جل جلالہ نے بعینہ وہی الفاظ ارشاد فرمائے جو کسی فرض پر فرمائے جاتے اور رسول کے نام پاک کیساتھ اپنا نام اقدس بھی شامل فرمایا یعنی رسول جو بات تمہیں فرمائیں وہ اگرچہ ہمارا فرض نہ تھا تو اب ان کے فرمانے سے فرض قطعی ہو گیا۔ مسلمانوں کو اس کے نہ ماننے کا اصلاً اختیار نہ رہا جو نہ مانے گا صریح گمراہ ہو جائیگا۔ دیکھو! رسول کے حکم دینے سے کام فرض ہو جاتا ہے اگرچہ فی نفسہ خدا کا فرض نہ تھا ایک مباح و جائز امر تھا لہٰذا ائمہ دین خدا اور رسول کے فرض میں فرق فرماتے ہیں کہ خدا کا کیا ہوا فرض اس فرض سے اقویٰ ہے جسے رسول نے فرض کیا ہے اور ائمہ محققین فرماتے ہیں کہ احکام شریعت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سپرد ہیں جو بات چاہیں واجب کردیں جو

چاہیں ناجائز فرمادیں جس چیز یا شخص کو جس حکم سے چاہیں مستثنیٰ کردیں زیادہ تفصیل کیلئے۔ "الامن والعلی" دیکھئے۔

آیت ساتویں کہ ایمان والا وہی ہے جو اللہ و رسول دونوں ہی کو راضی کرے

وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۔ (پ ۱۰ سورۃ توبہ آیت ۶۲)

اللہ و رسول زیادہ مستحق ہیں اس کے کہ لوگ انہیں راضی کریں اگر ایمان رکھتے ہیں۔

مسلمانو! دیکھ رہے ہو دونوں تاروں کا وصل اور سنو۔

آیت آٹھویں کہ اللہ و رسول کا مقابلہ کرنے والا جہنمی ہے

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ۵ (پ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۶۳)

انہیں خبر نہیں کہ جو مقابلہ کرے اللہ و رسول سے تو اس کیلئے دوزخ کی آگ ہے جس میں ہمیشہ رہے گا اور وہی بڑی رسوائی ہے۔

آیت نویں کہ جو اللہ و رسول کو ایذا دے اس پر اللہ کی لعنت دونوں جہاں میں

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا (پ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۵۷)۔

بے شک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ و رسول کو اللہ نے ان پر لعنت کی دنیا و آخرت میں اور ان کے لئے تیار کر رکھی ہے ذلت کی مار۔

(ف) یہ معاملہ خاص حبیب کا ہے اللہ تعالیٰ کو کون ایذا دے سکتا ہے یعنی اللہ نے

اپنے حبیب کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے کو اپنی ایذا فرمایا کہ وہاں تو جو معاملہ رسول کے ساتھ برتا جائے اپنے ہی ساتھ قرار پایا ہے۔

ان تمام آیات سے ایمان والے بڑے بڑے نفیس فائدے حاصل کرسکتے ہیں مجھے تو صرف دونوں تاروں کا وصل دکھانا ہے جو اس کا لحاظ رکھے گا وہ مومن کامل ہے اور ایک کو توڑے دوسرے کو جوڑے وہ جھوٹا موحد، مثل ابلیس کے ہے جو کہتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مان۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو محبوب کی شان دکھاتا ہے اور دوسرے تار کو صحیح طریقہ سے جوڑنے کیلئے کیسی تاکیدیں فرماتا ہے۔

آیت دسویں کہ رسول کی بارگاہ میں چلا کر بولے تو سارے اعمال اکارت کردیئے جائیں گے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (پ ۲۶ سورۃ حجرات آیت ۲)

اے ایمان والو نہ بلند کرو اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اور اس کے حضور چلا کر نہ بولو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو، کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

آیت گیارھویں کہ مسلمانوں کے مددگار صرف اللہ و رسول و اولیاء کرام ہیں

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ ۵

اے مسلمانو تمہارا مددگار نہیں مگر اللہ اور رسول اور وہ ایمان والے جو نماز پڑھتے اور زکوۃ دیتے اور رکوع

(پ ٦، سورۃ المائدہ آیت ۵۵) کرنے والے ہیں۔

یعنی مسلمان خوب یاد رکھے اور اسے ہرگز نہ بھولے کہ جب کوئی مشکل پیش آئے حاجت طلب کرنا ہو تو سوائے اللہ ورسول اور اولیاء کرام کے کسی اور سے مدد نہ چاہیں بس اسی پر انحصار فرمایا، بے شک یہ خاص مدد ہے۔ جس کو اللہ نے اپنے نام کے ساتھ ملا کر حصر فرما دیا کہ اگر اللہ سے مدد مانگی تو بھی صحیح اور اس کے رسول سے مدد مانگی تو بھی درست اور اولیاء کرام سے استعانت کی وہ بھی اسی آیت سے ثابت۔

(ف) اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء کرام سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگنے اور حاجت طلب کرنے کو جو شرک کہتا ہے وہ اس آیت کے ساتھ کفر کرتا ہے مسلمانو! دیکھو مدد دو قسم کی ہے ایک بالواسطہ اور دوسری بلا واسطہ، بلا واسطہ مدد وہ ہے جو ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیبا ہے کہ ان کا رب ہر وقت اور ہر حالت میں اپنے حبیب کا مددگار ہے، مطلب یہ ہے کہ حضور یا دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام خدا کے سوا کسی دوسرے سے مدد طلب نہیں کرتے۔ کیونکہ کسی دوسرے سے ان حضرات کا مدد چاہنا ان کی شایان شان نہیں اس لئے کہ یہ انبیاء ورسل اللہ اور بندوں کے درمیان واسطہ ہیں، بندوں نے چونکہ اپنے نبی کے واسطے سے خدا کو پہچانا ہر حکم کو ہر فرمان کو بندوں نے اپنے نبی کے واسطے سے لیا، کسی بندہ خدا نے اپنے خدا سے نہیں پوچھا کہ تو نے نماز فرض کی تو ہی ہمارا خالق ہے تو ہی ہمارا رب ہے تو ہی بتا کہ نماز کیسے پڑھیں تو نے حج فرض کیا تو ہی یہ بھی بتا کہ حج کیسے کریں یہ سب باتیں اللہ کے بندوں کو حضور ہی سے ملیں تو جب دین کی نعمتیں امت نے اپنے نبی سے مانگیں اور نبی نے مرحمت فرمائیں تو دنیا کی نعمتیں بھی اسی نبی سے مانگو اللہ اس سے زیادہ خوش ہوگا کیونکہ فرما چکا کہ اللہ اور اس کا رسول اور اولیاء کرام

تمہارے مددگار ہیں۔ مسلمانو! دونوں تاروں کا وصل دیکھا، اب اس مضمون کی حدیثیں بھی سنو اور دیکھو کہ یہ دونوں تار کار بوبیت اور رحمت کہ آپس میں کیسے واصل ہیں۔

﴿پہلی حدیث:﴾ بخاری شریف ص ۱۹۸ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيلٍ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فَقِيرًا فَأَغْنَاهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ" ابن جمیل کو یہی ناگوار ہوا کہ وہ فقیر تھا اللہ ورسول نے اس کو غنی کر دیا۔

(ف) اس حدیث میں بھی غنی کرنے کا ذکر ہے اور خود حضور نے اللہ کے ساتھ اپنے آپ کو ملایا۔ وہابی بتائیں کیا اسی کو شرک کہتے ہیں۔

﴿دوسری حدیث:﴾ ترمذی وابن ماجہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ مَوْلَى مَنْ لَا مَوْلَى لَهُ اللہ ورسول اس کے حافظ ونگہبان ہیں جس کا کوئی حامی ونگہبان نہ ہو

وہابی صاحبان! ان آیات واحادیث کو انصاف کی نگاہوں سے دیکھیں اور پڑھیں اور بتائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی حافظ ونگہبان ہیں یا نہیں اگر ہیں تو اس عقیدے کو شرک کہنے والا منکر بے دین ہوا کہ نہیں۔

﴿تیسری حدیث:﴾ کہ افتادہ زمین کے مالک اللہ ورسول ہیں۔ بیہقی حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے موصولاً راوی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

موتان الارض للہ ورسولہ جو زمین کسی کی ملک نہیں وہ اللہ ورسول کی ہے۔

﴿چوتھی حدیث :﴾ کہ قدیم زمینیں اللہ ورسول کی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

"عَادِیُ الْاَرْضِ لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ"۔ قدیم زمینیں اللہ ورسول کی ملک ہیں

ھو بھا عن طاؤس مرسلا۔

ان دونوں حدیثوں میں جنگل اور پہاڑوں اور شہروں کی افتادہ زمینوں کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ ان میں ظاہری ملک بھی کسی کی نہیں یہ ہر طرح خالص ملک خدا ورسول کی ہیں۔ (جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم) ورنہ محلوں، گھروں، احاطوں، مکانوں کی زمینیں بھی سب اللہ ورسول کی ملک ہیں اگر چہ ظاہری نام میرا، تیرا، اس کا لگا ہوا ہے زبور شریف سے رب العزت کا ارشاد سن چکے کہ احمد مالک ہوا ساری زمین کا اور تمام امتوں کی گردنوں کا، دیکھو ان احادیث میں مجازی مالک اور حقیقی مالک ہونے کا فرق بتایا چونکہ اللہ حقیقی مالک ہے اس کی حقیقی ملکیت میں اللہ کے محبوب نے اپنا ساتھ ساتھ ذکر فرمایا اور یہی مضمون اس حدیث میں ہے اور یہ بھی صحیح بخاری کی حدیث ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے راوی ہیں، حضور مالک دنیا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِعْلَمُوْا اَنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ یقین جان لو کہ زمین کے مالک اللہ ورسول ہیں۔ (جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم)

ان مضامین کی آیتیں اور حدیثیں اور بھی بہت ہیں جس کو دیکھنا ہوں وہ اعلیٰ

حضرت مجدد دین وملت مولانا ومرشدنا شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ کی کتاب "اَلْاَمْنُ وَالْعُلیٰ" دیکھئے انشاء اللہ آنکھیں کھل جائیں گی، "اَلْاَمْنُ وَالْعُلیٰ" کو چھپے ہوئے تقریباً ستر سال ہونے آئے ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوئی مگر آج تک کسی مشرک گر کو قلم اٹھانے کی جرأت نہ ہوئی اگر انصاف کی آنکھ میں ایمان کا نور ہوتا تو سارے وہابی توبہ کر کے سچے پکے سنی صحیح عقیدہ مسلمان بن جاتے مگر افسوس کہ ابتک اپنی ضد پر قائم ہیں مولیٰ تعالیٰ جل وعلا صدقہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمیں تمہیں اور سب کلمہ پڑھنے والوں کو حق بات کے سمجھنے کی توفیق بخشے اور مشرک گروں اور دین کے دشمنوں سے بچائے اور دوست ودشمن کو پہچاننے کی تمیز مرحمت فرمائے۔ آمین



چھٹا سبق

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ فِیْ رَدِّ الْاِشْرَاکِ فِی الْعِلْمِ مع اصلاح

ترجمہ : فصل دوسری بیان برائی شرک فی العلم کی (ف) یعنی اس فصل میں ان آیتوں اور حدیثوں کا ذکر ہے جس سے اشراک فی العلم کی برائی ثابت ہوتی ہے۔

(عبارت تقویۃ الایمان مع اصلاح)

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَآ اِلَّا ھُوَ (پ ۷ سورۃ الانعام آیت ۵۹)	فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی نہیں جانتا ان کو مگر وہی

اصلاح: تو جسے اللہ چاہے وہی غیب پر مطلع ہو سکتا ہے بغیر اس کے بتائے کوئی غیب نہیں جان سکتا (واحدی)

اسی آیت کے ساتھ یہ بھی آیت ہے۔

وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَۃٍ اِلَّا یَعْلَمُھَا وَلَا حَبَّۃٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ (پ ۷ سورۃ الانعام آیت ۵۹)	اور جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے اور جو پتہ گرتا ہے وہ اسے جانتا ہے اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور خشک یہ سب ایک روشن کتاب میں ہے۔

یعنی لوح محفوظ میں یہ تمام غیب کی باتیں لکھی ہوئی ہیں۔ اور یہی مضمون اس آیت میں بیان فرمایا۔

وَمَا مِنْ غَآئِبَۃٍ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۔	اور جتنے غیب ہیں آسمانوں اور زمینوں کے سب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں

ان آیات سے معلوم ہوا کہ ذاتی علم غیب سوائے خدائے قدوس جل وعلا کے کسی دوسرے کو نہیں اور اس نے وہ غیبوں کی باتیں کتاب مبین یعنی لوح محفوظ میں لکھ دی ہیں، یہ بات ہر عقلمند جانتا ہے کہ کتاب کے اندر جو باتیں لکھی جاتی ہیں وہ یا تو اس لئے کہ جب کبھی کوئی بات معلوم کرنا ہو تو اس میں دیکھ کر معلوم کر لے یا اسلئے کہ اس کی لکھی ہوئی باتوں سے دوسروں کو معلومات ہو تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ کسی غیب کی بات معلوم کرنے کیلئے اس کو لوح محفوظ میں دیکھنے کی ضرورت پڑے اس کا ہر علم ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ ایک آن کیلئے بھی کوئی بات اس سے پوشیدہ نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ لوح محفوظ میں تمام غیبوں کا لکھ دینا صرف اسی لئے تھا کہ اس سے اللہ کے خاص بندے ہر ہر غیب کی بات کو جب چاہیں معلوم کر لیں اس کے ثبوت اور دلائل میں فقیر بہت سے مفسرین اور محققین کی عبارتیں پیش کر سکتا ہے کہ لوح محفوظ کا علم نہ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو حاصل ہے مگر بہتر ہوگا کہ بجائے دیگر مفسرین کے خود مولوی اشرفعلی صاحب کی عبارت جو انہیں کے ترجمہ والے قرآن شریف میں ہے پیش کروں۔

ع ...... مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

مولوی اشرفعلی صاحب لکھتے ہیں۔ (ترتیب قرآن شریف) قرآن شریف کی موجودہ ترتیب خود آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قائم کی ہوئی ترتیب ہے جو ٹھیک ٹھیک مطابق ترتیب لوح محفوظ کے ہے مگر ضرورت مقام اور موقع کی وجہ سے نزول آگے پیچھے ہوتا رہا، اسی وجہ سے جب کوئی آیت یا کامل رکوع یا سورۃ نازل ہوتی تھی تو حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) صحابہ سے فرماتے تھے کہ اس کو قرآن کے

اس مقام پر رکھو اور اسی سلسلے میں یاد کرو، صحابہ حضور کی بتائی ہوئی ترتیب کے مطابق یاد کرتے۔ پھر اسی ترتیب کے مطابق صحابہ نے قرآن شریف کو مرتب کیا جو ہمارے آگے موجود ہے (بخاری وبیہقی) فقیر نے یہ عبارت، ہدایت [illegible] قرآن مجید ترجمہ ۵۲ خوبیوں والا مطبوعہ دہلی صفحہ ۲۴ سے نقل کیا۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو لوح محفوظ کا علم تھا اور اس کی لکھی ہوئی باتیں سب ہر وقت حضور کے پیش نظر رہتی تھیں جبھی تو ہر آیت یا سورۃ کے نازل ہونے پر صحابہ کو حکم دیتے تھے کہ اس کو قرآن شریف کے فلاں مقام پر رکھو اور اسی کے مطابق یاد کرو یہ ترتیب مطابق لوح محفوظ ہے۔ اب ہر وہابی کو بھی لازم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب میں ذرہ برابر شک وشبہ نہ کرے بلکہ یقین جانے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام غیب کی باتوں کا علم ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی حضور کے علم غیب کا منکر ہے وہ حضور سے عداوت رکھتا ہے اور عداوت حضور سے رکھنے والا خدا ہی کا دشمن ہے جیسا کہ مولوی اسماعیل صاحب نے تقویۃ الایمان میں سورۃ الانعام کی آیت وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ الخ..... لکھی اور پھر ترجمہ لکھا یہ نہ سمجھا کہ اس سے ذاتی علم غیب مراد ہے اور تمام ان آیتوں اور حدیثوں سے جن سے حضور کا عالم ماکان وما یکون یعنی گزشتہ اور آئندہ کی سب باتوں کا علم حضور کو حاصل ہونا ثابت ہوتا ہے۔ آنکھیں بند کرلیں اور یوں لکھنا شروع کردیا۔ یعنی۔ اللہ صاحب نے بندوں کے واسطے ظاہر کی چیزیں دریافت کرنے کو کچھ راہیں بتادیں ہیں جیسے آنکھ دیکھنے کو، کان سننے کو، ناک سونگھنے کو، زبان چکھنے کو، ہاتھ ٹٹولنے کو، عقل سمجھنے کو اور وہ راہیں ان کے اختیار میں دی ہیں کہ اپنی خواہش کے موافق ان سے کام لیتے ہیں جیسے سب کچھ دیکھنے کو جی چاہا تو آنکھ کھولی، نہ چاہا، تو آنکھ بند کرلی۔ جس چیز کا مزہ

دریافت کرنے کا ارادہ ہوا منہ میں ڈال لیا نہ ارادہ ہوا نہ ڈالا۔ سو گویا کہ ان چیزوں کے دریافت کرنے کی کنجیاں ان کو دی ہیں جیسے جس کے ہاتھ میں کنجی ہوتی ہے قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے کھولے جب چاہے نہ کھولے، اسی طرح ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے جب چاہے کریں جب چاہیں نہ کریں سو اسی طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب کی شان ہے۔

(اصلاح) یہ اللہ تعالیٰ کیلئے دریافت کرنے کا جملہ جب چاہے دریافت کرلے ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اللہ کس سے دریافت کریگا کیا اس کو کوئی اور بتانے والا ہے جس سے دریافت کرے گا، دوسرے اس جملہ میں اللہ رب العزت جل جلالہ کی کیسی کھلی توہین ہے کہ جب چاہے دریافت کرے یعنی اگر نہ چاہے تو نہ دریافت کرے اس سے اللہ کا علم بھی ہر وقت یکساں نہ رہا۔ بلکہ دریافت نہ کرے تو جاہل رہے گا (معاذ اللہ) ایسے عقیدے سے کفر ثابت ہوتا ہے کیونکہ جو مثالیں لکھی ہیں کہ جب چاہے آنکھ بند کرے اور جب چاہے آنکھ کھول دے پھر یہی بات اللہ پاک کیلئے لکھ دی ایسا جملہ اللہ تعالیٰ جل وعلا کی شان میں استعمال کرنا یقیناً کفر ہے کہ جب چاہے دریافت کرلے بلکہ اس کا علم ہمیشہ سے یکساں ہے اور ہمیشہ یکساں رہے گا عالمین کا کوئی ذرہ اس سے نہ کبھی پوشیدہ تھا نہ پوشیدہ ہے، جو شخص اللہ تعالیٰ ہی کے علوم کو نہ پہچان سکا وہ اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کی جو ان کے رب جل وعلا نے عطا فرمائے ہیں کیا قدر کرے گا۔ دوسری بات یہ کہ او پر تم نے ابھی پڑھا مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ جس کے ہاتھ میں کنجی ہوتی ہے۔ قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے کہ جب چاہے کھولے، جب چاہے نہ کھولے، اس لئے ضرورت ہے کہ فقیر اپنے

مسلمان ان بھائیوں کے اطمینان کیلئے ایک دو حدیثیں اسی جگہ نقل کر دے کہ کون کون سی کنجیاں اللہ نے اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہیں۔

حدیث کہ مدد دینے کی کنجیاں، نفع پہچانے کی کنجیاں حضور کے ہاتھ میں اور زمین وآسمان کی سب مخلوق حضور کے قبضہ میں ہے اور ساری دنیا حضور کی مٹھی میں

ابونعیم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

"لَمَّا خَرَجَ مِنْ بَطْنِیْ فَنَظَرْتُ اِلَیْهِ فَاِذَا اَنَا بِهٖ سَاجِدٌ ثُمَّ رَاَیْتُ سَحَابَةً بَیْضَاءَ قَدْ اَقْبَلَتْ مِنَ السَّمَاءِ حَتّٰی غَشِیَتْهُ فَغَیَّبَ عَنْ وَجْهِیْ ثُمَّ تَجَلَّتْ فَاِذَا اَنَا بِهٖ مُدْرَجٌ فِیْ ثَوْبِ صُوْفٍ اَبْیَضَ وَتَحْتَهٗ حَرِیْرَةٌ خَضْرَاءُ وَقَدْ قَبَضَ عَلٰی ثَلٰثَةِ مَفَاتِیْحَ مِنَ اللُّؤْلُؤِ الرَّطْبِ وَاِذَا قَائِلٌ یَقُوْلُ قَبَضَ مُحَمَّدٌ عَلٰی مَفَاتِیْحِ النُّصْرَةِ وَمَفَاتِیْحِ الرِّبْحِ وَمَفَاتِیْحِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ اَقْبَلَتْ سَحَابَةٌ اُخْرٰی حَتّٰی غَشِیَتْهُ فَغَیَّبَ عَنِّیْ ثُمَّ تَجَلَّتْ فَاِذَا اَنَا بِهٖ قَدْ قَبَضَ عَلٰی حَرِیْرَةٍ خَضْرَاءَ مَطْوِیَّةٍ وَاِذَا قَائِلٌ یَقُوْلُ بَخٍ بَخٍ قَبَضَ مُحَمَّدٌ عَلَی الدُّنْیَا كُلِّهَا لَمْ یَبْقَ خَلْقٌ مِنْ اَهْلِهَا اِلَّا دَخَلَ فِیْ قَبْضَتِهٖ"۔

جب حضور میرے شکم سے پیدا ہوئے میں نے دیکھا سجدے میں پڑے ہیں پھر ایک سفید ابر نے آسمان سے آکر حضور کو ڈھانپ لیا کہ میرے سامنے سے غائب ہو گئے پھر وہ پردہ ہٹا تو میں کیا دیکھتی ہوں کہ حضور ایک اونی سفید کپڑے میں لپٹے ہیں اور سبز ریشمین بچھونا بچھا ہے اور گوہر شاداب کی تین کنجیاں حضور کی مٹھی میں ہیں اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ تصرف کی کنجیاں، نبوت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں، سب پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قبضہ فرمایا، پھر اور ابر نے آکر ڈھانپا کہ میری نگاہ سے چھپ گئے پھر پردہ ہٹا تو دیکھتی کیا ہوں کہ ایک سبز ریشم کا لپٹا ہوا کپڑا حضور کی مٹھی میں ہے اور کوئی منادی پکار رہا ہے واہ واہ ساری دنیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مٹھی میں آئی، زمین وآسمان میں کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو ان کے قبضہ میں نہ آئی ہو۔

حدیث دوسری: بخاری ومسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی کہ حضور فرماتے ہیں۔

"بَیْنَمَا اَنَا نَائِمٌ اِذْ جِیْءَ بِمَفَاتِیْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ یَدَیَّ"۔

میں سو رہا تھا کہ تمام خزائن زمین کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

حدیث تیسری: امام احمد مسند اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

"اُوْتِیْتُ مَفَاتِیْحَ كُلِّ شَیْءٍ اِلَّا الْخَمْسَةَ"۔

مجھے ہر چیز کی کنجیاں عطا ہوئیں سوا ان پانچ کے۔

❁ علامہ حنفی حاشیہ جامع صغیر میں فرماتے ہیں "ثُمَّ اُعْلِمَ بِهَا بَعْدَ ذٰلِكَ" یعنی پھر یہ پانچ بھی عطا ہوئیں یعنی غیوب خمسہ کا علم بھی دیا گیا۔

❁ اسی طرح امام جلال الدین سیوطی نے بھی "خصائص کبریٰ" میں نقل فرمایا کہ

پھر بعد میں غیوب خمسہ کا بھی علم عطا ہوا اور صاحب ''شرح فتح المبین'' میں فرماتے ہیں کہ یہی حق ہے اور پھر یہی مضمون ''احمد وابو یعلی'' نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیوب خمسہ کا علم ملا، بہر حال یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی کنجیاں مع غیوب خمسہ کے اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

اَلاَ اِنَّ اَولِیاءَ اللّٰہِ لا خوفٌ علیھم ولا ھم یحزنون

تعارف

تقویۃ الایمان

تصنیف

فقیہہ عصر مولانا مفتی **محمد امین** صاحب مدظلہ العالی

ادارہ اشاعت و تبلیغ، محمد پورہ

فیصل آباد

فہرست

پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ‘ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی الہٖ واصحابہٖ اجمعین

امابعد:

کتاب تقویۃ الایمان سلفی یعنی غیر مقلدوں‘ اہلحدیثوں کے دینی مدارس کے نصاب میں داخل کر دی گئی ہے تاکہ شروع سے ہی بچوں اور بچیوں کے خالی ذہنوں میں منفی اثرات نقش ہو جائیں پھر وہ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں یعنی نبیوں ‘ولیوں کی عظمت کو قبول کر ہی نہ سکیں کیونکہ اس کتاب کو اس انداز سے لکھا گیا ہے کہ اس کے مندرجات نقش ہو جانے کے بعد پھر کوئی دوسری چیز اثر نہ کر سکے یہی وجہ ہے کہ جب سلفی مدرسوں میں بچے اور بچیاں اس کتاب کو پڑھ لینے کے بعد اپنے نوخیز ذہنوں میں وہابیت کا نقشہ جما لیتے ہے تو پھر بے شک سارے کا سارا قرآن مجید اور صحیح حدیثیں آپ پڑھ کر سنائیں کچھ اثر نہ ہوگا۔

الا ان یشاء اللہ رب العالمین. اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے میرے والد گرامی قدر فقیہہ عصر حضرت قبلہ مفتی محمد امین صاحب لازال شمس فیضانہم طالعۃ ابداً نے زیر غور کتاب تعارف تقویۃ الایمان لکھی ہے تاکہ مسلمان اندازہ تو کر سکیں کہ اس کتاب کے متعلق بزرگوں کے کیا تاثرات ہیں

اور کون کون اس کتاب "تقویۃ الایمان" کی زد میں آکر مشرک اور جہنمی قرار پاتا ہے کیونکہ مشرک کی سزا ہمیشہ دوزخ میں جلنا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

ان الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین فی نار جھنم خالدین فیھا.

یعنی بیشک جو لوگ اہل کتاب سے کافر ہیں اور مشرک لوگ جہنم جائیں گے۔ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

اے میرے مسلمان بھائیو! اس کتاب تعارف تقویۃ الایمان کو پڑھ ہو سکتا ہے کہ کوئی مسلمان اپنی اولاد کو دوزخ جانے سے بچالے۔

ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم.

حافظ محمد حبیب امجد، فیصل آباد

انتساب

فقیر اس کتاب کو ہر اس مسلمان کے نام انتساب کرتا ہے جو کہ اولیاء کرام مثلاً امام الاولیاء سیدّ علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری، محبوب سبحانی قطب ربانی سیدّنا غوث اعظم جیلانی، سلطان الہند خواجہ غریب نواز سرکار اجمیری، شیخ المشائخ حضرت بابا فرید گنج شکر، مخدوم الاولیاء خواجہ بہاؤ الدین شاہ نقشبند، شیخ الشیوخ خواجہ شہاب الدین سہروردی، امام ربانی سیدّنا مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرھم ودیگر اولیاء کرام کے ساتھ نیاز مند ہو ان حضرات کو اللہ تعالےٰ کا ولی سمجھ کر ان کے ساتھ محبت و عقیدت رکھتا ہو۔

گر قبول افتد زہے عزو شرف

خاکپائے اولیاً

فقیر ابو سعید محمد امین غفرلہ،

تعارف

تقویۃ الایمان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

نحمدہ' ونصلی علی رسولہ الکریم والہ واصحابہ اجمعین۔

اما بعد: اس کتاب میں تین فصلیں ہوں گی اور ایک خاتمہ پہلی فصل میں مصنف کے متعلق مختصر معلومات' دوسری فصل میں کتاب اور اس کے مصنف کے بارے میں بزرگان دین کے تاثرات اور تیسری فصل میں بیان کیا جائے گا کہ اس کی زد میں کون کون آتا ہے۔ خاتمہ میں چند نصیحت آموز باتیں بیان ہوں گی۔

فصل اوّل

کتاب تقویۃ الایمان کے مصنف مولوی اسماعیل دہلوی ہیں جو کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے پوتے اور شاہ عبدالغنی دہلوی کے بیٹے تھے اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی' شاہ عبدالقادر' شاہ رفیع الدین دہلوی کے بھتیجے تھے۔

مصنف کتاب مولوی اسماعیل دہلوی ۱۲ ربیع آخر ۱۱۹۳ھ مطابق ۳۰ مارچ ۱۷۷۹ء میں بمقام پھلت ضلع مظفر نگر ہندوستان میں پیدا ہوئے اور ۲۴ ذوالقعدہ کو ۱۲۴۶ھ مطابق ۷ مئی ۱۸۳۱ء بالاکوٹ صوبہ سرحد میں قتل کر دیئے گئے تھے۔ ان کی عمر قمری حساب سے ۵۳ سال ۷ ماہ ۱۲ دن ہے اور شمسی حساب سے ۵۲ سال ۱ ماہ ۸ دن بنتی ہے۔

﴿کتاب مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان ص ۴۵﴾

مولوی اسماعیل دہلوی نے متعدد کتابیں لکھی ہیں جن میں سے زیادہ مشہور تقویۃ الایمان ہے۔

مولوی اسماعیل صاحب دہلوی نے یہ کتاب تقویۃ الایمان ۱۰ محرم ۱۲۴۰ء کو لکھی۔ ﴿مقدمہ تحقیق الفتوی ص ۴۵﴾

مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کا گھرانہ ﴿خاندان﴾ علمی گھرانہ تھا۔ ان کے دادا جان اور ان کے اعمام کرام ﴿چچے﴾ ادب واحترام میں رنگے ہوئے تھے اور سیدھے راستہ پر گامزن رہے ان میں خود سری اور آزاد خیالی نہ تھی۔ مگر مولوی اسماعیل صاحب آزاد خیال اور خود سر ہو گئے تھے۔ اور وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ مولوی اسماعیل صاحب نے اپنی خاندانی روایات کے خلاف نماز میں رفع یدین شروع کر دیا تو مولانا محمد علی اور مولانا احمد علی نے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ مولوی اسماعیل نے رفع یدین شروع کر دیا ہے جس سے فساد پیدا ہو گا تو شاہ عبدالعزیز

نے اپنے چھوٹے بھائی شاہ عبدالقادر سے کہا: میاں تم اسماعیل کو سمجھادو کہ رفع یدین نہ کرے۔ شاہ عبدالقادر نے کہا کہ حضرت میں کہہ تو دوں گا لیکن وہ مانے گا نہیں اور حدیثیں پیش کرے گا۔ پھر شاہ عبدالقادر نے مولوی یعقوب کی معرفت مولوی اسماعیل کو کہلایا کہ تم رفع یدین چھوڑ دو خواہ مخواہ فتنہ ہوگا۔ مولوی اسماعیل نے مولوی یعقوب سے کہا اگر عوام کے فتنے کا خیال کیا جائے تو پھر اس حدیث کے کیا معانی ہوں گے:

"من تمسك بسنتي عنه فسادا متى فله اجر مائة شهيد"

جب یہ جواب شاہ عبدالقادر کو پہنچا تو انہوں نے کہا بابا ہم تو سمجھے تھے کہ اسماعیل عالم ہوگیا۔ مگر وہ ایک حدیث کا معنی بھی نہیں سمجھا۔ یہ حکم تو اس وقت ہے جب کہ سنت کے مقابلہ میں خلاف سنت ہو اور "ما نحن فيه" میں تو سنت کے مقابلے میں دوسری سنت ہے۔ اس پر مولوی اسماعیل خاموش ہو گئے لیکن رفع یدین ترک نہ کیا۔

﴿مقدمہ تحقیق الفتوی ص ۳۷﴾ ﴿کتاب مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان ص ۴۹﴾

مرزا حیرت دہلوی حیات طیبہ میں مولوی اسماعیل کی لاپرواہی اور آزاد خیالی کے متعلق لکھتے ہیں کہ نہ آپ مطالعہ کرتے نہ گھر جا کر سبق یاد کرتے تھے۔ تو اکثر یہ ہو جاتا تھا کہ جب آپ دوسرے دن سبق پڑھنے کے لیے کتاب کھولتے تھے تو یہ بھی بھول جایا کرتے تھے کہ کل سبق کہاں تک پڑھا تھا۔

﴿مقدمہ تحقیق الفتوی ص ۳۷﴾

مصنف تقویت الایمان کے ہم عقیدہ اور نیاز مند مولوی عبدالرحمان صاحب مصنف کے حالات لکھتے ہیں کہ مولانا اسماعیل صاحب کو بچپن میں پتنگ اڑانے کا بہت شوق تھا جمعہ کے خطبہ کے وقت آپ کو اکثر موقع مل جاتا موضوع کی آیت سن کر چپکے سے نکل جاتے۔ ﴿۱﴾ شاہ صاحب ﴿شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی﴾ کو بھی معلوم ہو جاتا جمعہ کے بعد جب آپ ﴿مولوی اسماعیل﴾

﴿۱﴾ اس حوالہ سے دو چیزیں ثابت ہوتی ہیں ایک یہ کہ مصنف تقویۃ الایمان کو نماز جمعہ اور خطبہ کی کوئی پرواہ نہ تھی۔ خطبہ چھوڑ کر مسجد سے بھاگ کر پتنگ اڑانے کا شوق پورا کرتے۔ دوم یہ کہ جب شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں پوچھتے تو مولوی اسماعیل برملا جھوٹ بولتے کہ میں نے یہ تقریر سنی ہے۔ یہ بات کوئی اور لکھتا تو ہو سکتا تھا کہ تعصب کی وجہ سے غلط بیانی کر رہا ہے مگر یہاں تو ان کے ہم مسلک اور ان کے معتقد لکھ رہے ہیں۔ جو کہ سچ اور حقیقت ہے۔ رہی یہ بات کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ان خلاف شرع باتوں کو دیکھتے ہوئے کہ اس نے جمعہ نہیں پڑھا اور برملا جھوٹ بولا ہے اس کی تقریر سن کر کچھ نہ کہتے بلکہ خدا کا شکر ادا کرتے۔ یہ بات کوئی عقل سلیم والا تسلیم نہیں کر سکتا کہ ایک شریعت کا ستون سراپا زہد و تقویٰ شریعت مطہرہ کی خلاف ورزی دیکھ کر صرف ذہانت پر خوش ہو گیا شاہ عبدالعزیز کوئی بھنگ گھوٹنے ملنگ تھے کہ شریعت مطہرہ کی کوئی پرواہ نہیں اور الٹا شریعت کی خلاف ورزی پر اللہ کا شکر ادا کریں۔ حاشاہ اللہ تعالیٰ عن ذالك لہٰذا یہ مبالغہ آرائی ہی ہو سکتی ہے۔ الحاصل قابل غور بات یہ ہے کہ جو شخص اتنا آزاد طبع ہو کہ نماز جمعہ کی پرواہ نہ کرے اور عین خطبہ کے وقت مسجد سے نکل کر پتنگ بازی کا شوق پورا کرے اور بزرگوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ان کے سامنے برملا جھوٹ بولے وہ اگر عزت و عظمت مصطفےٰ ﷺ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آیات مبارکہ سے جھوٹے مطالب نکال کر قوم کو گمراہی میں ڈال دے تو کیا بعید ہے بس یہی کچھ ہوا۔

﴿ابو سعید غفرلہ﴾

سے پوچھا جاتا تو برملا کہہ دیتے کہ میں نے تقریر سنی تھی۔ شاہ عبدالعزیز صاحب ازراہِ امتحان کچھ پوچھ بیٹھتے تو آپ اس موضوع کے ہر پہلو پر اس قدر روشنی ڈالتے کہ شاہ صاحب عش عش کر اٹھتے۔ غلطی کی سرزنش کرنے کی بجائے عموماً فرمایا کرتے خدا کا شکر ہے کہ علم ہمارے خاندان سے ابھی مفقود نہیں ہوا۔ ﴿مختصر حالات مقدمہ تقویۃ الایمان ص ۵ مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ لاہور﴾

چنانچہ اسی لاپرواہی اور آزاد خیالی ہی کی وجہ سے یہ فتنا برپا ہوا کیونکہ جب محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تصانیف مطالعہ سے گزریں تو دل و جان سے ان پر فریفتہ ہو گئے اور ان افکار و نظریات کو اردو میں ڈھال کر تقویت الایمان کے نام سے فتنہ عوام کے لیے پیش کر دیا۔

مولوی اسماعیل نے پوری کوشش کی کہ امت مسلمہ کا تعلق سلف صالحین اور بارگاہِ رسالت سے توڑ دیا جائے اور جو مسلمان اس تعلق کا تحفظ کرنا چاہیں انہیں بے دردی سے مشرک قرار دے دیا جائے۔

﴿مقدمہ تحقیق الفتویٰ ص ۲۸﴾

فصل دوم

بزرگانِ دین و علمائے محققین کے تاثرات

﴿۱﴾

دہلی کے بڑے پیر حضرت علامہ ابو الحسن زید فاروقی مدظلہ' اپنی تصنیف مولانا اسماعیل اور تقویت الایمان میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ' کے زمانے سے ۱۲۴۰ھ تک ہندوستان کے مسلمان دو فرقوں کے درمیان بٹے رہے ایک اہلسنت و جماعت دوسرا شیعہ پھر مولانا اسماعیل دہلوی کا ظہور ہوا وہ شاہ ولی اللہ کے پوتے اور شاہ عبدالعزیز' شاہ رفیع الدین' شاہ عبدالقادر کے بھتیجے تھے۔ ان کا میلان محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف ہوا اور نجدی کے رسالہ "ردالاشراک" ان کی نظر سے گذرا انہوں نے اردو میں تقویۃ الایمان لکھی۔ اس کتاب سے مذہبی آزاد خیالی کا دور شروع ہوا کوئی غیر مقلد ہوا کوئی وہابی بنا کوئی اہلحدیث کہلایا کسی نے اپنے کو فلسفی کہا۔ ائمہ مجتہدین کی جو قدر و منزلت اور احترام دل میں تھا وہ ختم ہوا۔ معمولی نوشت و خواند کے افراد امام بننے لگے اور افسوس اس بات کا ہے کہ توحید کی حفاظت کے نام پر بارگاہِ نبوت کی تعظیم میں جو تقصیرات ﴿بے ادبیوں﴾ کا سلسلہ شروع کر دیا۔

گیا یہ ساری قباحتیں ماہ ربیع الآخر ۱۲۴۰ھ کے بعد (جب سے تقویت الایمان لکھی گئی) سے ظاہر ہونا شروع ہوئی ہیں۔ اس وقت کے تمام جلیل القدر علماء کا دہلی کی جامع مسجد میں اجتماع ہوا۔ اور ان حضرات نے باتفاق اس کتاب کا رد کیا۔

(مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان ص ۱۰)

جس انسان کی طبیعت میں آزاد خیالی اور لاپرواہی ہو اس کا ایک ہی راستے پر چلتے رہنا مشکل ہوتا ہے بلکہ وہ ہر آنے جانے والے کے ساتھ جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب چونکہ آزاد خیال اور لاپرواہ تھے اسی وجہ سے انہوں نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتابوں کا مطالعہ کیا تو اپنی خاندانی پختگی کو چھوڑ کر نجدی کے رنگ میں رنگے گئے۔ اور کتاب تقویۃ الایمان لکھ ڈالی۔ جس کی وجہ سے ان کے اپنے خاندانی بزرگ شاہ ولی اللہ سمیت مشرک اور جہنمی ٹھہرے۔ جیسے کہ آگے آرہا ہے۔ لیکن مولوی اسماعیل صاحب نے اس کی پرواہ نہیں کی کیوں کہ وہ تھے ہی لاپرواہ بلکہ ان کی لاپرواہی کے ان کے عقیدت مند بھی معترف ہیں۔ چنانچہ مقدمہ تحقیق الفتویٰ میں ہے آزادروی اور دین سے بے قیدی (لاپرواہی) یہاں تک بڑھی کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تصانیف مطالعہ سے گزریں تو دل و جان سے ان پر فریفتہ ہو گئے اور ان کے افکار و نظریات کو اردو زبان میں ڈھال کر تقویۃ الایمان کے نام سے فتنہ عوام کے لیے پیش کر دیا۔ (ص ۲۸) اور یہ لاپرواہی کا ہی کرشمہ ہے کہ خاندانی طریقہ کے خلاف نماز میں رفع یدین شروع کر دیا اور پھر لاجواب ہونے کے باوجود اس سے

باز نہ آئے۔

اگر بس یا گاڑی وغیرہ کا ڈرائیور لاپرواہ ہو جائے تو کئی جانیں تباہ و ہلاک کر دیتا ہے یونہی جب ایک عالم دین لاپرواہ ہو جائے تو وہ بھی کئی مومنوں کے ایمان تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ بس یہی کچھ ہوا۔ حالانکہ اس سے پہلے ہندوستان کے مسلمان تمام کے تمان شیعہ فرقہ کو چھوڑ کر سنی حنفی عقائد کے پابند تھے۔

(۲)

چنانچہ مشہور اہلحدیث (غیر مقلد) عالم دین مولوی ثناء اللہ امرتسری نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے وہ شمع توحید کے صفحہ ۴۰ پر لکھتے ہیں:

امرتسر میں مسلمان آبادی ہندو سکھ وغیرہ کے مساوی ہے۔ ۸۰ سال قبل قریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو آج کل حنفی بریلوی خیال کیا جاتا ہے۔ (مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان ص ۱۰)

(۳)

نیز محمد جعفر تھانسیری نے تاریخ عجیب میں لکھا ہے:

میری موجودگی ہند کے وقت ۱۲۷۸ھ تک شائد پنجاب بھر میں دس وہابی عقیدے کے مسلمان بھی موجود نہ تھے اور اب ۱۲۹۲ھ میں دیکھتا ہوں کہ کوئی گاؤں اور شہر ایسا نہیں ہے کہ جہاں کے مسلمانوں میں کم از کم چہارم حصہ وہابی معتقد محمد اسماعیل کے نہ ہوں۔ (مولانا محمد اسماعیل اور تقویۃ الایمان ص ۱۰)

﴿۴﴾

حضرت صدر الافاضل **مولانا نعیم الدین مراد آبادی** رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی۔

اس تقویۃ الایمان کی بدولت ہندوستان کے مسلم حصہ میں ایک خطرناک جنگ چھڑ گئی اور ہر گھر مولوی اسماعیل کی بدولت معرکہ جنگ بن گیا۔ مسلمانوں کا شیرازہ درہم برہم ہوا ان کے پہلوؤں میں ان کے خونخوار دشمن پیدا ہو گئے جو انہیں مشرک جانتے اور رات دن ان سے لڑتے رہتے ہیں اور جس قدر اس کتاب کی اشاعت زیادہ ہوتی جاتی ہے اسی قدر جنگ وسیع ہوتی جاتی ہے۔ ﴿اطیب البیان ص ۴﴾

﴿۵﴾

دہلی کے بڑے پیر حضرت علامہ **زید ابو الحسن فاروقی مجددی** مدظلہم العالی تحریر فرماتے ہیں جب یہ کتاب ﴿تقویۃ الایمان﴾ لکھی گئی تو ایک فتنہ برپا ہو گیا۔ کیوں کہ یہ کتاب حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے خاندانی نظریات کے یکسر خلاف تھی اور اس کے شرک کی زد میں سب ہی آتے تھے۔ اس لیے خصوصاً دہلی میں ایک ہنگامہ کھڑا ہو گیا تو مولانا مخصوص اللہ صاحب جو کہ مولوی اسماعیل صاحب کے چچازاد بھائی تھے ان کی موجودگی میں دہلی کی جامع مسجد میں جلیل القدر علماء کا اجتماع ہوا اور ان علماء نے باتفاق اس کتاب کا رد

کیا ازاں بعد حضرت مولانا فضل رسول بدایونی نے مولانا مخصوص اللہ کو خط لکھا یہ خط اور اس کا جواب چھپ چکا ہے' وہ خط اور اس کا جواب ملاحظہ ہو:

نوٹ:

خط میں پہلے سات سوالات ہیں پھر ان کے بالترتیب جوابات ہیں لیکن فقیر نے ہر سوال کے ساتھ ہی اسکا جواب درج کر دیا ہے تاکہ پڑھنے والوں کو آسانی ہو۔

ابو سعید غفرلہ'

مولانا فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کا خط

بعد گذارش آداب تسلیمات عرض ہے کہ تقویۃ الایمان کے مشہور ہونے سے لے کر لوگوں میں بڑی نزاع ﴿جھگڑا﴾ ہے اس کتاب کے مخالف لوگ کہتے ہیں یہ کتاب تمام سلف صالحین اور سواد اعظم کے خلاف ہے۔ اور خود مصنف کے خاندان کے خلاف ہے اس کتاب کی رو سے مصنف کے استادوں سے لیکر صحابہ کرام تک کوئی کفر و شرک سے نہیں بچتا اور اس کے موافق ﴿ہم عقیدہ وہابی لوگ﴾ کہتے ہیں کہ وہ کتاب موافق سلف صالح اور انکے خاندان کے ہے چوں کہ اس بات کو جیسا آپ جانتے ہونگے غالباً دوسرا نہ جانتا ہو گا۔ اھل البیت ادری بمافیہ اس خیال سے چند باتیں معروض ہیں امید ہے کہ جواب باصواب مرحمت ہو۔

سوال نمبر ۱

تقویۃ الایمان آپ کے خاندان کے موافق ہے یا مخالف۔

جواب

پہلی بات کا جواب یہ کہ تقویۃ الایمان کا میں نے نام تفویت الایمان ﴿ایمان کو برباد کرنے والی کتاب﴾ رکھا ہے۔ اس کے رد میں جو میں نے رسالہ لکھا ہے اس کا نام معید الایمان رکھا ہے۔ اسماعیل کا رسالہ ﴿تقویۃ الایمان﴾ ہمارے خاندان کے موافق کیا یہ تمام انبیا اور رسولوں کی توحید کے خلاف ہے کیونکہ پیغمبر سب توحید سکھلانے کو اپنے راہ پر چلانے کو بھیجے گئے تھے۔ اس کے رسالہ ﴿تقویۃ الایمان﴾ میں اس توحید کا اور پیغمبروں کی سنت کا پتہ بھی نہیں ہے اس پر شرک اور بدعت کے افراد گن کر جو لوگوں کو سکھلاتا ہے کسی رسول نے اور ان کے خلیفہ نے کسی کا نام لے کر شرک یا بدعت لکھا ہوا اگر کہیں ہو تو اس کے پیروں ﴿ہم عقیدہ لوگوں﴾ سے کہو کہ ہم کو بھی دکھائے۔

سوال نمبر ۲

لوگ کہتے ہیں کہ اس میں انبیاء' اولیاء کے ساتھ بے ادبی کی ہے اس کا کیا حال ہے۔

جواب

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ شرک کے معنی ایسے کیے ہیں کہ اس کی رو سے فرشتے اور رسول' خدا کے شریک بنتے ہیں اور خدا شرک کا حکم دینے والا ٹھہرتا ہے اور وہ شریک کہ شرک سے راضی ہو وہ مبغوض خدا ہوتا ہے۔ محبوب کو مبغوض بنانا اور کہلوانا ادب ہے یا بے ادبی ہے اور بدعت کے معنی وہ بتلائے اور پھیلائے ہیں کہ اصفیاء اولیاء بدعتی ٹھہرتے ہیں تو یہ ادب ہے یا بے ادبی ہے۔

سوال نمبر ۳

شرعاً اس کے مصنف کا کیا حکم ہے۔

جواب

جواب یہ ہے کہ پہلے دونوں جوابوں میں سے دیندار اور سمجھنے والے کو ابھی کھل جائے گا کہ جس رسالے سے اور اس کے بنانے والے سے لوگوں میں برائی اور بگاڑ اور خلاف سب انبیاء اولیاء کے ہو تو وہ گمراہ کرنے والا ہوگا یا بدایب کرنے والا ہوگا۔ میرے نزدیک اس کا رسالہ علمنامہ برائی اور بگاڑ کا ہے اور بنانے والا فتنہ گر اور مفسد اور غادی اور مغوی ﴿گمراہ اور گمراہ کرنے والا﴾ ہے۔ حق اور سچ یہ ہے کہ ہمارے خاندان سے دو شخص ایسے پیدا ہوئے کہ دونوں کو امتیاز اور فرق' نیتوں اور حیثیتوں اور اعتقادوں اور اقراروں کا اور نسبتوں اور اضافتوں کا نہ

رہا تھا اللہ تعالیٰ کی بے پرواہی سے سب چھن گیا تھا۔ مانند قول مشہور کہ "چوں حفظ مراتب نہ کنی زندیقی" ایسے ہی ہو گئے۔

سوال نمبر ۴

لوگ کہتے ہیں کہ عرب میں وہابی پیدا ہوا تھا اس نے نیا مذہب بنایا تھا۔ علمائے عرب نے اس کی تکفیر کی تھی تقویۃ الایمان اس کے مطابق ہے۔

جواب

چوتھی بات کا جواب یہ ہے کہ وہابی کا رسالہ متن تھا۔ اور ﴿اسماعیل﴾ گویا اس کی شرح کرنے والا ہو گیا۔

سوال نمبر ۵

وہ کتاب التوحید جب ہندوستان میں آئی آپ کے حضرت عم بزرگوار اور حضرت والد نے اسے دیکھ کر کیا فرمایا تھا۔

جواب

پانچویں بات کا جواب یہ ہے کہ بڑے عم ﴿چچا﴾ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بزرگوار کہ وہ بینائی سے معذور ہو گئے تھے اس کو سنا تو یہ فرمایا اگر بیماریوں سے معذور نہ ہوتا تو تحفہ اثناء عشریہ کا سا جواب اس کا رد بھی لکھتا۔ اس کی بخشش وہاب بے منت نے اس بے اعتبار کو کی شرح کا رد لکھا۔ متن کا مقصد بھی نابود ہو گیا۔ ہمارے والد ماجد نے اس کتاب کو دیکھا نہ تھا۔ بڑے حضرت کے

فرمانے سے کہا گیا کہ جب اس کو گمراہ جان لیا تب اس کا رد لکھنا فرمایا۔

سوال نمبر ۶

مشہور ہے کہ جب اس نئے مذہب کی شہرت ہوئی تو آپ جامع مسجد دہلی میں تشریف لے گئے۔ مولوی رشید الدین خان وغیرہ تمام اہل علم آپ کے ساتھ تھے اور مجمع خاص و عام میں مولوی اسماعیل صاحب اور مولوی عبدالحی صاحب کو ساکت اور عاجز کیا اس کا کیا حال ہے۔

جواب

چھٹی بات کا جواب یہ ہے کہ یہ بات تحقیق اور سچ ہے کہ میں نے مشاورت کی راہ سے کہا تھا کہ تم نے سب سے جدا ہو کر تحقیق دین میں کی ہے۔ وہ لکھو کچھ ظاہر نہ کیا۔ ہماری طرف سے جو سوال ہوئے تھے اس کے جواب میں ہاں جی ہاں جی کر کے مسجد سے چلے گئے۔

سوال نمبر ۷

اسوقت آپ کے خاندان کے شاگرد اور مریدان کے طور ﴿طریقے﴾ پر تھے یا آپ کے موافق۔

جواب

ساتویں بات کا جواب یہ ہے کہ اس مجلس تک سب ہمارے طور ﴿طریقے﴾ پر تھے۔ پھر ان کا جھوٹ سن کر کچے کچے آدمی آہستہ آہستہ پھرنے

لگے اور ہمارے والد کے شاگردوں اور مریدوں میں سے بہت بچے رہے شاید کوئی نادر پھرا ہو تو مجھے اس کی خبر نہیں ہے۔

﴿مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان ص ۱۰﴾

﴿۶﴾

دہلی والے بڑے پیر حضرت علامہ ابوالحسن زید فاروقی مدظلہ العالی کا فرمان

قمری حساب سے ۵ سال ۵ مہینے ۷ دن اور شمسی حساب سے ۵ سال ۳ مہینے ۲۰ دن یہ تحریک چلی مولانا اسماعیل نے نجدی ﴿محمد بن عبدالوہاب﴾ کی پیروی میں وہی قدم اٹھایا جو نجدی اٹھا چکا تھا کہ جو شخص اس کی تعلیمات کو تسلیم نہ کرے وہ قتل کر دیا جائے اور یہ مسلک اہل ہوا کا ہے۔

﴿۷﴾

مولانا عبدالحکیم شرف قادری نے فرمایا:

سرحدی مسلمان سکھوں کے ساتھ جہاد کے نام پر مجاہدین کا ساتھ دے رہے تھے مولوی اسماعیل دہلوی اور ان کے ساتھیوں کے وہابیانہ عقائد بات بات پر کفر کا فتویٰ اور مجاہدین کے ساتھ پٹھان خواتین کے جبری نکاح وغیرہ ذالک وہ امور تھے جنہوں نے سرحد کے غیرت مند پٹھانوں کو مشتعل کر دیا۔ چنانچہ پشاور میں مجاہدین کی خاصی بڑی جماعت کو تہ تیغ کر دیا گیا۔ سرسید تو یہاں

تک کہتے ہیں کہ ۱۲۴۶ھ مطابق ۱۸۳۱ء میں انہی کے ہاتھوں بالاکوٹ میں مولوی اسماعیل دہلوی اور سید صاحب اور ان کے ساتھیوں کا خاتمہ ہوا۔

﴿مقدمہ تحقیق الفتوی ص ۲۴﴾

﴿۸﴾

نیز فرمایا قرآن و حدیث کی تعلیم کے مطابق راہ راست وہ صحیح طریقہ ہے جس پر نبی اکرم ﷺ، صحابہ کرام اور سلف صالحین چلتے رہے مولوی اسماعیل دہلوی نے پوری کوشش کی کہ امت مسلمہ کو سلف صالحین اور بارگاہِ رسالت سے منقطع کر دیا جائے اور جو مسلمان اس تعلق کا تحفظ کرنا چاہیں انہیں بے دردی سے کافر و مشرک قرار دے دیا جائے۔

﴿مقدمہ تحقیق الفتوی ص ۲۸﴾

﴿۹﴾

غیر مقلدوں کے مایہ ناز عالم دین وحید الزماں کا قول

ہمارے بعض متاخرین بھائیوں نے شرک کے بارے میں بہت شدت اختیار کی ہے اور اسلام کا دائرہ تنگ کر دیا ہے اور مکروہ یا حرام امور کو شرک قرار دے دیا ہے ﴿ہدیۃ المہدی﴾ اور اس کے حاشیہ پر لکھا ہے وہ شیخ عبدالوہاب ہیں جنہوں نے ان امور کو شرک قرار دیا۔ جیسا کہ اہل مکہ کی طرف ارسال کردہ اس کے بیٹے محمد اور پوتے عبداللہ کے مکتوب سے معلوم ہوتا ہے اور مولانا اسماعیل نے تقویۃ الایمان میں اکثر امور میں اس کی پیروی کی ہے۔ ﴿ہدیۃ المہدی ص ۲۶﴾

﴾۱۰﴿

حضرت مولانا سید **نعیم الدین** فاضل مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ کا قول مبارک

مولوی اسماعیل دہلوی نے متعدد کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں سے تقویت الایمان بہت مشہور ہے اور اس کی بکثرت اشاعت کی گئی ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پہنچ چکی ہے اور ہزارہا بندگان خدا اس کتاب سے گمراہ ہو گئے ہیں۔ مولوی اسماعیل کے مقدر نے یاروی نہ کی اور انہیں ہندوستان کی فرمانروائی نصیب نہ ہوئی لیکن اس کے پرپیگنڈہ سے ہزارہا بلکہ لاکھوں آدمی بے دین اور بزرگان دین واکابر اسلام حتیٰ کہ انبیاء علیہم صلوٰۃ السلام کی جناب میں گستاخ ہو گئے۔ جس سے ہند کے کفار کو ہمت ہوئی اور وہ آئے دن اسلام و پیشوایان اسلام کی شان میں گستاخانہ لب کشائی کرنے لگے۔ ﴾اطیب البیان ص ۴﴿

﴾۱۱﴿

دہلی کے بڑے پیر علامہ **زید ابو الحسن فاروقی** مدظلہ العالی کا ارشاد گرامی

انگریزوں نے وہ ہنگامے دیکھے جو ۱۲۴۰ھ مطابق ۱۸۲۵ء میں دہلی کی جامع مسجد میں ہوئے اور پھر دیکھا کہ کس طرح مسلمان فرقوں اور ٹولیوں میں

بٹے۔ اور یہ سب کچھ اس کتاب ﴾تقویۃ الایمان﴿ کی وجہ سے ہوا لہٰذا اس کتاب کو ہندوستان کے گوشہ گوشہ تک پہنچایا جائے تاکہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے مخالف ہوں اور انگریز سکون کے ساتھ حکومت کرے۔

﴾مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان﴿

﴾۱۲﴿

پروفیسر محمد شجاع الدین کا اعتراف کہ انگریزوں نے کتاب تقویۃ الایمان مفت تقسیم کی

چنانچہ ڈاکٹر قمر النساء ایم اے نے لکھا ہے: "اعترف بروفیسر محمد شجاع الدین المتوفی ۱۹۶۵ء رئیس قسم التاریخ بکلیۃ دیال سنگھ بلاہورنی مکتوبہ الی البروفیسر خالد البزمی بلاہور ان الانجلیز یین قدوزعوا کتاب تقویۃ الایمان بغیر ثمن" یعنی پروفیسر محمد شجاع الدین صدر شعبہ تاریخ دیال سنگھ کالج لاہور نے جن کی وفات ۱۹۶۵ء میں ہوئی اپنے ایک خط میں پروفیسر خالد بزمی لاہوری کو لکھا ہے اور اعتراف کیا ہے کہ انگریزوں نے کتاب تقویت الایمان مفت تقسیم کی ہے۔ ﴾مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان ص ۵۱﴿

﴾۱۳﴿

دہلی کے حضرت علامہ **ابو الحسن زید فاروقی** کا ارشاد مبارک

مجھ کو تقویۃ الایمان میں وہابیت کے اثرات نظر آئے لہٰذا میں نے مختصر طور پر محمد بن عبد الوہاب کے حالات کا مطالعہ کیا اور ان کے رسالہ رد الاشرک کا

دقیق نظر سے مطالعہ کیا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ مولانا اسماعیل نے جو کچھ اس رسالہ ﴿تقویۃ الایمان﴾ میں لکھا ہے نجدی کے رد الاشرک سے لیا ہے۔

﴿۱۴﴾

مولوی اسماعیل دہلوی کا اپنا اقرار

میں نے یہ کتاب ﴿تقویۃ الایمان﴾ لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آگئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے مثلاً ان امور کو جو شرک خفی تھے شرک جلی لکھ دیا گیا ہے۔

﴿مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان ص ۵۴﴾

تبصرہ

بیشک یہ وہ خرابی ہے جس کی وجہ سے ہندوستان کے مسلم حصہ میں ایک خطرناک جنگ چھڑ گئی ہے معمولی معمولی باتوں کو شرک جلی قرار دینا کسی مسلمان کا کام نہیں، کیونکہ اس کی وجہ سے تمام ولی قطب ابدال اور غوث بلکہ انبیاء و مرسلین مشرک اور جہنمی ٹھہرتے ہیں۔ العیاذ باللہ العیاذ باللہ تعالے

﴿۱۵﴾

حضرت پیر طریقت سیّد مہر علی شاہ گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد مبارک

الحاصل بتوں اور کاملین کی ارواح میں فرق ظاہر وباہر ہے۔ لہٰذا بتوں

کے بارے میں نازل ہونے والی آیات کو انبیاء اور اولیاء پر چسپاں کرنا جیسا کہ تقویۃ الایمان میں ہے نہایت قبیح تحریف اور بدترین تخریب کاری ہے۔

﴿مقدمہ تحقیق الفتویٰ ص ۳۶﴾

﴿۱۶﴾

مولانا عبدالحکیم شرف قادری نے فرمایا

چوں کہ تقویت الایمان میں عامۃ المسلمین کو مشرک اور بدعتی قرار دیا گیا تھا اس لیے علمائے اہلسنت نے سختی سے اس کا نوٹس لیا یہاں تک کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے بھی اس سے برأت اور بیزاری کا اظہار فرمایا۔ مولانا مخصوص اللہ مولانا محمد موسیٰ، حضرت شاہ احمد سعید مجددی، مفتی صدر الدین آزردہ، شاہ فضل حق خیر آبادی، شاہ عبدالمجید بدایونی، شاہ فضل رسول بدایونی قدست اسرارھم ایسے اکابر معاصرین نے تقریر و تحریر کے ذریعہ ردّ بلیغ کیا کچھ لوگوں نے ان نظریات کو اپنا کر حمایت کا راستہ اختیار کیا پھر فریقین میں وہ معرکہ آرائی ہوئی کہ پورا ہندوستان میدان کارزار دکھائی دینے لگا۔

﴿مقدمہ تحقیق الفتویٰ ص ۵۱﴾

تبصرہ

اس کتاب کی بدولت آج اپنے آپ کو حنفی کہلانے والے دو گروہوں میں بٹ گئے ہیں ایک گروہ وہ ہے جو کہ حبیب خدا سیّد انبیاء علیہ و علیہم الصلوٰۃ

والسلام کی بارگاہ بے کس پناہ میں نیاز مند اور اولیاء امت کے دامن کے ساتھ وابستہ ہے۔

دوسرا گروہ وہ ہے جو اس کتاب تقویۃ الایمان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر عظمت مصطفےٰ ﷺ اور شان اولیاء سے کٹ چکا ہے۔ اللہ تعالےٰ سب کو بے ادبی سے بچائے اور منعم علیہم کے ساتھ وابستہ رکھے۔ آمین۔

ابو سعید محمد امین غفرلہ،

فصل سوم

شرک کی برائی

یقین جان لینا چاہیے کہ شرک اور کفر ناقابل معافی جرم ہیں مشرک کی بخشش ہو ہی نہیں سکتی۔ یعنی کافر و مشرک بغیر توبہ کیے مر جائے تو وہ ہرگز نہ بخشا جائے گا۔ قرآن مجید میں ہے:

ان اللہ لایغفران یشرک بہ ویغفر مادون ذالک لمن یشآء

یعنی بالتحقیق اللہ تعالےٰ شرک کو نہیں بخشے گا اور اس کے نیچے جو گناہ ہیں وہ اللہ تعالےٰ بخش دے گا۔ جس کے لیے چاہے نیز قرآن مجید میں ہے:

ومن یشرک باللہ فکانماخرمن السمآء فتخطفہ ایطراوتھوی بہ الریح فی مکا ن سہیق

یعنی جو کوئی اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرے گویا وہ آسمان سے گر پڑا اور اسے پرندے اچک لیں یا اس کو آندھی دور کے مکان میں پھینک دے۔

نیز قرآن پاک میں ہے:

ان الذین کفروامن اھل الکتاب والمشرکین فی نار جھنم خالدین فیھا آولئک ھم شرالبریہ

بے شک جو لوگ اہل کتاب میں سے کافر ہیں اور مشرک لوگ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ رہے گے یہی لوگ بدترین مخلوق ہیں۔

یہاں تک تو سب کا اتفاق ہے کہ شرک اکبر الکبائر ہے اور مشرک بخشا نہیں جائے گا۔ لیکن یہ کہ شرک کیا ہے۔ اس میں دو الگ الگ نظریے ہیں۔ ایک نظریہ قرآن وحدیث کا ہے۔ نبیوں، ولیوں، صدیقوں کا ہے۔ دوسرا نظریہ خارجیوں کا ہے۔

قرآن وحدیث اور نبیوں ولیوں کا یہ نظریہ ہے کہ غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کیساتھ برابر ماننا غیر اللہ کے لیے کوئی صفت ذاتی (غیر عطائی) ماننا غیر اللہ کو مستحق عبادت ماننا یہ شرک ہے لیکن یہ کہ اللہ تعالےٰ کسی نبی یا ولی کو علم یا اختیار یا تصرف عطا کرے یہ ہرگز شرک نہیں ہے۔

خارجیوں کا نظریہ یہ ہے کہ غیر اللہ کے لیے اختیار یا تصرف ماننا یہ

شرک ہے اور وہ کافروں اور بتوں کے بارے میں نازل شدہ آیات مبارکہ کو ایمان والوں ﴿نبیوں۔ ولیوں﴾ پر چسپاں کرتے ہیں۔ اسی لیے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالے عنہما خارجیوں کو بدترین مخلوق جانتے تھے۔

چنانچہ صحیح بخاری میں ہے :

وکان ابن عمر یرا هم شرار خلق الله وقال انهم انطلقواالی آیات نزلت فی الکفار فجعلوها علے المومنین.

﴿صحیح بخاری جلد دوم باب قتال الخوارج﴾

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما خارجیوں کو بدترین مخلوق شمار کرتے تھے اور فرمایا یہ اس لیے کہ جو آئتیں کافروں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں خارجی لوگ ان آیتوں کو ایمان والوں ﴿نبیوں ۔ ولیوں﴾ پر چسپاں کرتے ہیں اور یہ خارجیوں والا نظریہ مولوی اسماعیل نے تقویت الایمان میں اختیار کیا ہے اور وہی آئتیں جو کہ کافروں اور بتوں کے بارے مین نازل ہوئی ہیں لکھ کر تاثر دیا ہے کہ جو کوئی نبیوں ولیوں کے لیے اختیار یا تصرف ثابت کرے خواہ اللہ کی عطا سے ہی کرے وہ مشرک ہے۔ مثلاً تقویۃ الایمان کے پہلے باب توحید و شرک میں پہلی آیت مبارکہ لکھی ہے :

ویعبدون من دون الله مالایضر هم ولا ینفعهم ویقولون هٰؤلاء شفعائنا عندالله قل ابتنؤن الله بمالایعلم فی السموات ولافی الارض سبحانه‘وتعالی عما یشرکون.

اس آیت مبارکہ کا پہلا لفظ "ویعبدون من دون الله" ثابت کر رہا ہے کہ یہ آیت بتوں اور ان کے پجاریوں کافروں مشرکوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ کفار مکہ بتوں کی عبادت کرتے تھے اس آیت پاک کو ایمان والوں پر چسپاں کرنا خارجیوں کا ہی وطیرہ ہو سکتا ہے۔

کوئی مسلمان کسی بزرگ کسی نبی ولی کی عبادت نہیں کرتا۔ مسلمان عبادت صرف اللہ تعالے کی کرتے ہیں۔ دوسری آیت مبارکہ اسی باب کی ملاحظ ہو :

والذین اتخذوا من دونه اولیاء ما نعبد هم الالیقربونا الی الله زلفا

جن لوگوں نے اللہ تعالے کے مقابلہ میں دوست بنا رکھے ہیں وہ ان کی عبادت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ان کی اس لیے عبادت کرتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ تعالی کے قریب کر دیں۔

اور یہ روز روشن کی طرح واضح ہے کہ کوئی مسلمان غیر اللہ کی عبادت نہیں کرتا۔ لہٰذا یہ آیت بھی بتوں کے پجاریوں کافروں کے بارے میں ہے۔

پھر تیسری آیت مبارکہ جو کہ تقویت الایمان کے ردالاشرک فی التصرف میں لکھی ہے اس میں صراحۃً لفظ عبادت کا موجود ہے :

ویعبدون من دون الله مالا یملك لهم رزقامن السموات ولارض شیاءً ولا یسقطنیعون.

اور ظاہر کہ "من دون اللہ" کی عبادت کافر ہی کرتے ہیں۔ ایمان والے ہرگز "من دون اللہ" کی عبادت نہیں کرتے یوں ہی رد الاشرک فی العبادۃ میں "الاتعبدو الا اللہ" میں لفظ عبادت صراحۃً موجود ہے جو کہ ثابت کر رہا ہے کہ یہ آئتیں کافروں بت پوجنے والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ ان آیات مبارکہ کو ایمان والوں۔ نبیوں۔ ولیوں۔ بزرگوں پر لگانا اپنے خارجی ہونے کا ثبوت فراہم کرنا ہے۔ اور تقویت الایمان کے مصنف نے اپنی کتاب میں یہی کچھ کیا ہے۔ یعنی سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فرمان کے مطابق خارجیوں کا رول ادا کیا ہے۔ کافروں اور بتوں والی آئتیں لکھ لکھ کر ایمان والوں ﴿نبیوں۔ ولیوں اور بزرگوں﴾ پر چسپاں کی ہیں اور اس دھوکہ دہی سے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں مسلمان گمراہ ہوئے اور شان رسالت و شان ولایت میں گستاخ ہوگئے۔ ﴿فالی اللہ المشتکی﴾۔

اب چند باتیں جو تقویت الایمان میں کافروں کے بارے میں نازل شدہ آیات مبارکہ کو نبیوں، ولیوں پر لگا کر بیان کی ہیں۔ وہ درج کی جاتی ہیں۔

﴿اوّل﴾ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

﴿تقویت الایمان ص ۷ مطبع دفتر اخبار محمدی دہلی﴾

﴿دوم﴾ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

﴿تقویت الایمان ص ۷ مطبع دفتر اخبار محمدی دہلی﴾

ذرا اس بات کا عنوان ملاحظہ ہو جس کا نام محمد یا علی ہے کتنے گرے

ہوئے الفاظ ہیں گویا کہ مصنف کو ان حضرات کے ساتھ کوئی محبت و عقیدت نہیں ہے۔ انسان بالکل بیگانہ ہو تو بھی اس کا ذکر اچھے الفاظ سے کردیتا ہے۔ اب ذرا غور کیجئے کہ جو شخص تقویت الایمان پر اعتقاد رکھے گا وہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کا کیا ادب کرے گا۔

حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

بلکہ تقویت الایمان کی تعلیم ہی بے ادبی اور گستاخی پر ہے۔ چنانچہ تقویت الایمان کے صفحہ ۱۵ پر لکھا

جان لیان چاہیئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ ﴿معاذ اللہ﴾

حالانکہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔

اے ایمان والو جو تم میں سے متقی پرہیزگار ہیں وہ بے شک اللہ تعالےٰ کے ہاں عزت و آبرو والے ہیں۔ نیز اللہ تعالےٰ نے فرمایا:

وکان عند اللہ وجیھا۔

کہ موسےٰ علیہ السلام اللہ تعالےٰ کے ہاں عزت و آبرو والے تھے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا:

وجیھا فی الدینا ولآخرۃ۔

عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالےٰ کے دربار دونوں جہاں میں عزت و آبرو

والے ہیں۔

نیز اللہ تعالےٰ نے قرآن ذیشان میں فرمایا:

وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنافقین لا یعلمون.

یعنی اللہ تعالےٰ اور اس کا پیارا رسول اور ایمان دار عزت والے ہیں ولیکن منافق لوگ نہیں جانتے۔

ان چاروں آیتوں کی موجودگی میں کوئی مسلمان بھلا یہ کہہ سکتا ہے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

﴿سوم﴾ معلوم ہوا کہ اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی۔ ﴿ص ۷﴾

﴿چہارم﴾ اب بھی جو کوئی کسی مخلوق کا عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل سمجھ کر اس کو مانے اب اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے۔ ﴿ص ۳۲﴾

﴿پنجم﴾ اللہ کا سا تصرف ثابت کرنا محض شرک ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی طاقت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ ﴿ص ۱۰﴾

زاں بعد قرآن و حدیث اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے نظریات تحریر کیے جاتے ہیں تاکہ پڑھنے والے حضرات بخوبی جان لیں کہ تقویت الایمان میں جو نظریات درج ہیں یہ ہرگز نبیوں ولیوں کے نظریات نہیں ہیں بلکہ یہ خارجیوں کے نظریات ہیں اور ان تقویت الایمانی نظریات کی رو سے سارے نبی، ولی، غوث، قطب اور ان کے ماننے والے مشرک ٹھہرتے ہیں۔ ﴿معاذ اللہ ثم معاذ اللہ﴾

﴿۱﴾

قرآن پاک میں ہے حضرت عیسیٰ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ. ﴿قرآن مجید سورۃ آل عمران﴾

یعنی مٹی سے پرندہ میں بناتا ہوں پھر اس میں پھونک میں لگاتا ہوں تو وہ اللہ تعالےٰ کے اذن اور عطا سے پرندہ بن کر اڑ جاتا ہے۔

اس پر غور کیجئے تخلیق کس کا کام ہے۔ یہ کام یعنی پیدا کرنا اللہ تعالےٰ کا کام ہے لیکن یہ تصرف اللہ تعالےٰ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام کر رہے ہیں۔

"اخلق" صیغہ واحد متکلم کا ہے۔ یعنی میں پیدا کرتا ہوں فرق یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا فعل خلق ذاتی ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کا فعل خلق عطائی ہے۔ مگر صاحب تقویت الایمان اسے بھی شرک قرار دے رہے ہیں۔ پڑھئے عبارت نمبر ۴: "جو کوئی کسی مخلوق کا عالم میں تصرف ثابت کرے اپنا وکیل

سمجھ کر اس کو مانے اب اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے۔"

نیز یہ کہ "پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے۔ خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی طاقت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔"

اور قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی عطا سے عیسیٰ علیہ السلام کیلئے تصرف ثابت کر رہا ہے۔ ببیں تفاوت راہ است از کجا تا بکجا۔

﴿۲﴾

ذرا اس پر بھی غور کیجئے کہ مردے زندہ کرنا یہ کس کا کام ہے ہر کوئی جانتا ہے کہ مردے زندہ کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے مگر قرآن مجید یہی کام عیسیٰ علیہ السلام کے لیے ثابت کر رہا ہے۔

"واحی الموتی باذن اللّٰہ"

یعنی مردے میں زندہ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے اذن وعطا سے۔

﴿قرآن مجید سورۃ آل عمران﴾

اس سے بڑا تصرف کیا ہوگا مگر تقویت الایمانی نظریات کی رو سے یہ محض شرک ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

﴿۳﴾

قرآن پاک کے نظریہ کے مطابق حضرت سلیمان علیہ السلام کی امت کے ولی نے اللہ تعالیٰ کی عطا سے ایسا تصرف کیا کہ بلقیس کا نہایت ہی وزنی

تخت آنکھ جھپکنے میں سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر کر دیا۔

﴿قرآن مجید سورۃ نمل﴾

اور ایسا تصرف کرنا خواہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہو تقویۃ الایمان نظریہ کی رو سے محض شرک ہے۔

احادیث مبارکہ سے تصرف باعطا اللہ

﴿۴﴾

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنی شان بیان فرمائی ہے :

"انماقولنا لشئی اذا اردناہ ان نقول لہ کن فیکون"

﴿سورۃ نمل﴾

یعنی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جب ہم کسی چیز کا کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اسے کن فرماتے ہیں تو وہ چیز ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے رسول اکرم ﷺ نے لفظ کن سے ہی تصرف فرمایا چنانچہ حکم بن ابو العاص نبی کریم ﷺ کی مجلس میں بیٹھتا اور جب رسول اکرم ﷺ کچھ ارشاد فرماتے تو اپنا منہ ٹیڑھا کرتا رسول اللہ ﷺ نے دیکھ لیا تو فرمایا :

"کن کذالك"

ایسے ہی ہو جا تو اس کا منہ مرتے دم تک ٹیڑھا ہی رہا یہ حدیث پاک

علامہ سیوطی نے مستدرک، بیہقی اور طبرانی سے خصائص کبریٰ میں تحریر کی ہے نیز فرمایا کہ اس حدیث مبارک کو امام حاکم نے صحیح کہا ہے۔

﴿خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۷۹﴾

﴿۵﴾

نیز امام بیہقی سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ ایک دن رسول اکرم ﷺ نے خطبہ دیا تو ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی نقل کر رہا تھا۔ یہ دیکھ کر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"کذالك فکن"

ایسے ہی ہو جا تو وہ مخبوط الحواس ہو گیا۔ دو مہینے یونہی رہا پھر جب اسے ہوش آیا تو اس کا منہ ٹیڑھا ہی تھا۔ ﴿خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۷۹﴾

غور کیجئے کہ اللہ تعالےٰ کن فرمائے تو کام ہو جاتا ہے وہی لفظ اللہ تعالےٰ کے عطا کردہ تصرف سے اللہ تعالیٰ کے حبیب نے فرمایا تو ویسے ہی ہو گیا۔ لیکن تقویت الایمان کے مطابق یہ محض شرک ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

﴿۶﴾

تقویت الایمانی نظریہ یہ ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ عبارت نمبر ا ملاحظہ ہو۔ لیکن یہ نبیوں ولیوں کے نظریہ کے سراسر خلاف ہے حدیث پاک میں ہے کہ ایک شخص رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں رہ کر کچھ لکھا کرتا تھا وہ اسلام سے مرتد ہو کر چلا گیا تو حبیب خدا ﷺ کی زبان

حق ترجمان پر جاری ہوا:

"ان الارض لاتقبله"

زمین اسے ہر گز قبول نہیں کرے گی وہ شخص مر گیا اور حضرت ابو طلحہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس علاقے میں گئے۔ جہاں وہ مرا تھا دیکھا کہ وہ مردہ زمین کے اوپر پڑا ہوا ہے پوچھنے پر لوگوں نے بتایا کہ ہم نے اسے کئی بار دفن کیا ہے مگر زمین نے اسے قبول نہیں کیا بلکہ اسے نکال باہر پھینکا ہے۔

﴿بخاری و مسلم مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۶﴾

﴿۷﴾

صحیح مسلم میں ہے ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا شروع کر دیا۔ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کل بیمینك"

دائیں ہاتھ سے کھا تو اس نے براہ تکبر کہہ دیا۔ میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"مااستطعت"

تو دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکے گا تو پھر اس کے بعد اس کا دایاں ہاتھ منہ تک نہ اٹھ سکا۔ حاصل کلام یہ کہ جس دل میں ایمان کی رمق باقی ہے وہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اور یہ کہ اللہ تعالےٰ کی عطا سے بھی تصرف کرنا محض شرک ہے اور یہ کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا

مختار نہیں اللہ تعالیٰ ادب کی توفیق عطا کرے اور صریح حدیثوں کی خلاف ورزی سے بچائے۔

بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی الہ واصحابہ وسلم۔

﴿۸﴾

تقویۃ الایمانی نظریہ یہ ہے کہ جو کوئی کسی مخلوق کا عالم میں تصرف ثابت کرے اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی طاقت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے لیکن سارے ولیوں، غوثوں، قطبوں کا نظریہ یہ ہے کہ اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کی عطا سے جہان میں تصرف کرتے ہیں بلکہ تصرف تو ولایت کی طاقت کا دوسرا نام ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں کو عطا کرتا ہے۔

ولیوں غوثوں اور قطبوں کا نظریہ

محبوب سبحانی قطب ربانی غوث اعظم جیلانی قدس سرہ، نے اپنی کتاب فتوح الغیب میں تحریر فرمایا: اذا کنت فی امرہ کانت الاکوان فی امرک. ﴿فتوح الغیب مقالہ نمبر ۱۳﴾

یعنی اے بندے جب تو اللہ تعالیٰ کے زیر فرمان ہو جائے گا تو سارے جہان تیرے زیر حکم ﴿تیرے تصرف میں﴾ ہو جائیں گے۔

نبیوں، ولیوں کے تصرف کے متعلق تفصیل کیلئے کتاب "خلیفۃ اللہ" کا مطالع کریں۔

﴿۹﴾

نیز فرمایا غوث اعظم محبوبِ سبحانی قدس سرہ نے: قال اللہ تعالی فی بعض کتبہ یا ابن آدم انا اللہ الذی لا الٰہ الا انا اقول للشئی کن فیکون اطعنی اجعلک تقول للشئی کن فیکون.

﴿فتوح الغیب مقالہ نمبر ۱۳﴾

یعنی اللہ تعالیٰ کا بعض کتابوں میں یہ فرمان آچکا ہے کہ اے بندے میں ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں میں جب کسی چیز کے متعلق کہتا ہوں "کن" ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے اے میرے بندے تو میری اطاعت کر تو میں تجھے ایسا کردوں گا کہ تیری زبان سے کن نکلے تو وہ کام ہو جائے گا۔

﴿۱۰﴾

نیز فرمایا: ثم یرد علیك التکوین فتکون بالاذن الصریح.

یعنی اے بندے تجھے سلوک کی منزلیں طے کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ مرتبہ تکوین ﴿تصرف﴾ عطا کرے گا کہ تو صریح اذن کے ساتھ تصرف کرے گا۔

﴿۱۱﴾

نیز فرمایا: ثم یرد الیہ التکوین فیکون جمیع ما یحتاج الیہ باذن اللہ.

﴿فتوح الغیب ص ۴۶﴾

یعنی پھر سالک کو مرتبہ تمکین عطا ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے اذن و عطا سے ہر اس کام میں تصرف کرتا ہے جس کی اسے ضرورت ہوتی ہے۔ نتیجہ

یہ نکلا کہ تقویت الایمان کا نظریہ یہ ہے کہ جہان میں کسی کے لیے تصرف ثابت کرنا محض شرک ہے خواہ اللہ تعالٰی کی عطا سے ہو اور غوث اعظم محبوب سبحانی قدس سرہ' اللہ تعالٰی کی عطا سے ولیوں کے لیے تصرف ثابت کر رہے ہیں اور بڑے وثوق سے ثابت کر رہے ہیں تو تقویت الایمانی نظریہ کے مطابق العیاذ باللہ العیاذ باللہ، غوث اعظم محبوب سبحانی بھی مشرک اور ان کے ماننے والے بھی ان کے نظریہ کو مان کر سب کے سب مشرک اور دوزخی ٹھہرے کہ شرک کی سزا ہی ہمیشہ دوزخ میں جلنا ہے۔ان الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین فی نار جھنم خالدین فیھا۔

دُعاء : یا اللہ ہمیں نظر بصیرت عطا کر کہ ہم حق و باطل میں فرق کر سکیں۔

﴿۱۲﴾

امام الاولیاء سیدّ علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری قدس سرہ' نے فرمایا : اللہ تعالٰی کے کچھ ولی ہیں کہ انہیں ولایت خاصہ عطا فرمائی ہے اور وہ

اولیاء کرام والی ملك وے اند.

یعنی وہ اولیاء اللہ تعالٰی کے ملک کے والی ﴿منتظم﴾ ہیں۔

نیز فرمایا :' ومرایشانرا والیاد عالم گردانیدہ.

یعنی اللہ تعالٰی نے اپنے ولیوں کو جہان کا والی ﴿منتظم﴾ بنایا ہے تو کیا اگر وہ کسی قسم کا تصرف نہیں کر سکتے تو والی کسی پتھر کا نام ہے بلکہ آگے چل کر صراحۃً فرما دیا :واما آنجہ اھل حل و عقداند وسرہنگاں درگاہ

حق جل وعلا سہ صد تن رند. ﴿کشف المحجوب ص :۱۹۱﴾

یعنی اولیاء کرام جو اہل حل وعقد ﴿تصرف کرنے والے﴾ اور دربار الٰہی کے سپہ سالار اور کوتوال ہیں۔وہ تین سو ہیں۔ ﴿کشف المحجوب فارسی ص ۱۹۰۔۱۹۱﴾

پھر اسی سلسلہ میں سرکار داتا گنج بخش رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک واقعہ بھی تحریر فرمایا کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خلافت کے زمانہ میں دریائے نیل اپنی عادت کے مطابق خشک ہو جایا کرتا تھا اور رسم جاہلیت کی بنا پر اسمیں ایک لڑکی کو آراستہ کر کے ڈال دیا کرتے تھے تاکہ دریا جاری ہو۔ فاروق اعظم نے کاغذ کے ٹکڑے پر لکھا اے دریا اگر تو اپنے آپ ٹھہر جاتا ہے تو بے شک جاری نہ ہو اور اگر تو اللہ تعالٰی کے حکم سے رکتا ہے تو "عمر میگوید برو" یعنی تجھے عمر حکم دیتا ہے کہ تو جاری ہو اور جب یہ ٹکڑا کاغذ کا دریا میں ڈالا تو دریا جاری ہو گیا۔

"وایں امارت بہ حقیقت بود"

یعنی یہ حکومت حقیقی حکومت تھی اور میری مراد اس واقعہ سے یہ ہے کہ ولایت کی شان ثابت کی جائے تاکہ اے عزیز تو جان لے کہ ولی ایسے کو کہنا روا ہے جس کے اندر ایسی شان ولایت موجود ہو۔ ﴿کشف المحجوب ص ۱۹۰﴾

﴿۱۳﴾

سلطان الہند خواجہ خواجگان خواجہ **معین الدین چشتی اجمیری** قدس سرہ‘ نے فرمایا:

چہ چیز است کہ درقدرت خدا تعالےٰ نیست مردرابایدکہ درفرمانہائے او تقصیر نہ کند تاھرچہ خواھد آں شود۔

﴿دلیل العارفین مؤلفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ‘ ص ۲۵﴾

یعنی وہ کون سی چیز ہے جو اللہ تعالےٰ کی قدرت میں نہیں ولیکن مرد کو مرد بننا چاہیئے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے احکام میں کوتاہی نہ کرے پھر سالک جو چاہیگا وہ ہو جائے گا۔ خواجہ غریب نواز تو فرمائیں کہ سالک جو چاہے وہ ہوتا ہے مگر صاحب تقویۃ الایمان کہتا ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا یہ بھی عجب مسلمانی ہے۔

اس کے بعد خواجہ غریب نواز قدس سرہ‘ نے تصرف اولیا کا ایک عجیب وغریب واقعہ بیان فرمایا:

فرمایا کہ ایک دن میں اپنے پیرو مرشد خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا اور کچھ درویش اور بھی موجود تھے کہ ایک بوڑھا کمزور جس کی کمر ٹیڑھی ہو چکی تھی لاٹھی ٹیکتا ہوا حاضر ہوا اور اس نے سلام عرض کیا میرے خواجہ نے سلام کا جواب دیا اور کھڑے ہو گئے اور نہایت ہی شفقت فرماتے ہوئے اسے اپنے پاس بٹھایا اور آنے کا سبب دریافت کیا تو اس بوڑھے نے

عرض کی کہ میرا لڑکا تیس سال سے لاپتہ ہے جس کی جدائی سے میرا یہ حال ہو گیا ہے۔ یہ سن کر حضرت خواجہ نے سر مراقبے میں جھکایا کچھ دیر بعد سر مبارک اٹھایا اور حاضرین سے فرمایا اس کے لڑکے کی واپسی کے لیے فاتحہ واخلاص پڑھ کر دعا کریں دعا کے بعد فرمایا: باباجی جاؤ تھوڑی دیر کے بعد تم اپنے لڑکے کو لے کر یہاں آؤ گے۔ یہ سن کر باباجی آداب بجالا کر خوشی خوشی واپس ہوئے ابھی گھر بھی نہ پہنچے تھے کہ کسی آنے والے نے باباجی کو بشارت دی اور کہا باباجی مبارک ہو تمہارا بیٹا گھر پہنچ گیا ہے باباجی خوشی خوشی گھر پہنچے اور لڑکے کو ملے باباجی کی نظر جو کمزور ہو چکی تھی روشن ہو گئی اور وہ اپنے لڑکے کو لے کر واپس حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت خواجہ نے اس لڑکے کو پاس بلا کر پوچھا تو کہاں تھا عرض کیا مجھے جنوں نے پکڑ کر ایک جزیرہ میں باندھ رکھا تھا اور آج جب کہ میں بندھا بیٹھا تھا کہ ایک بزرگ جو آپ کے ہی ہم شکل تھے گویا وہ آپ ہی تھے آئے اور ہاتھ ڈال کر زنجیر کھول دیئے اور مجھے اپنے سامنے کھڑا کر کے فرمایا کہ تو میرے پاؤں پر پاؤں رکھ اور آنکھیں بند کر لے۔ میں نے تعمیل حکم کی پھر فرمایا آنکھیں کھول میں نے آنکھیں کھولیں اور اپنے اپ کو اپنے گھر کے دروازے پر دیکھا پھر کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا کہ حضرت خواجہ نے اشارہ کر کے منع فرمادیا۔

﴿دلیل العارفین ص ۲۵﴾

سبحان اللہ یہ شان ہے خدمت گاروں کی سلطان کا عالم کیا ہوگا۔

﴿۱۴﴾

مخدوم الاولیاء خواجہ بہاؤالدین شاہ نقشبند قدس سرہ کا تصرف

حضرت خواجہ شاہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا:

میں اور میرا ساتھی محمد زاہد جنگل کی طرف گئے اور معرفت پر بات چل نکلی میں نے کہا عارف وہ ہوتا ہے جو کسی کو کہے مرجا تو وہ مرجائے اور میں نے اپنے ساتھی محمد زاہد کو کہہ دیا مرجا تو وہ مرگیا اور آدھے دن تک وہ مردہ ہی رہا اور اس کے جسم پر گرمی کی وجہ سے تغیر بھی ہو چلا تھا تو میرے دل میں یہ القا ہوا کہ اسے کہو زندہ ہو جا میں نے تین مرتبہ اس کو کہا زندہ ہو جا تو وہ زندہ ہو گیا ﴿مخلصا﴾ یہ واقعہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب جمال الاولیاء کے ص ۳۹ پر لکھا ہے﴾

قابل غور بات ہے کہ مردے زندہ کرنا کس کا کام ہے یہ صرف اللہ تعالےٰ کا کام ہے وہی زندہ کرنیوالا اور مارنے والا ہے لیکن اللہ تعالےٰ کی عطا سے اللہ کے ولی حضرت خواجہ شاہ نقشبند قدس سرہ' نے یہ تصرف کیا کہ مردہ زندہ ہو گیا۔

حضرت خواجہ بہاؤالحق غوث ملتانی سہروردی قدس سرہ کا تصرف

ایک دفعہ شیخ الاسلام ﴿خواجہ بہاؤالحق ملتانی﴾ کے چند ارادت مند بغداد سے ملتان چلے آتے تھے اتفاق سے وہ ایسے صحرا میں پھنسے جہاں انہیں پانچ

دن تک پانی نہ ملا۔ پیاس سے وہ سخت پریشان ہوئے اور مرنے کے قریب پہنچ گئے۔ موت و حیات کی کشمکش کے دوران انہوں نے شیخ الاسلام ﴿خواجہ ملتانی﴾ کا نام لے کر پکارا۔ اسی اثناء میں ایک درویش ظاہر ہوئے اور انہیں پانی پلا کر چلے گئے ان لوگوں نے اس سے پہلے حضرت خواجہ بہاؤالحق ملتانی کو نہیں دیکھا ہوا تھا۔ اور جب ملتان پہنچے تو دیکھا کہ جس بزرگ نے صحرا میں پانی پلایا تھا وہ شیخ الاسلام خواجہ ملتانی ہیں یہ دیکھ کر انہوں نے بے اختیار ٹوپیاں اتار کر حضور کے قدموں میں ڈال دیں۔ ﴿تذکرہ بہاؤالدین ذکریا ملتانی ص ۲۵۵﴾

میرے عزیز یہ چاروں سلسلوں قادریہ' چشتیہ' سہروردیہ' نقشبندیہ کثرھم اللہ تعالےٰ کے چاروں بزرگوں کے چند ارشادات اور تصرف کے واقعات بطور نمونہ بیان کئے ہیں ورنہ ان حضرات کے اور ان کے خلفا اور ان سلسلوں کے اولیاء کرام کے تصرفات جو ان کو ان کے رب کریم نے عطا فرمائے ہیں اتنے بے شمار ہیں کہ بڑی سے بڑی ضخیم کتاب بھی ان کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ ان چند واقعات اور ارشادات کو پڑھ کر مسلمان کی آنکھیں کھل جانی چاہیں اور دیکھ لینا چاہئے کہ تقویت الایمان نے کس بے دردی سے سب کو ہی مشرک قرار دے دیا ہے۔ اس کی تعلیم کی رو سے سیدنا داتا گنج بخش' سیدنا غوث اعظم جیلانی محبوب سبحانی' سیدنا سلطان الہند خواجہ غریبنواز' سیدنا خواجہ بہاؤالدین شاہ نقشبند' سیدنا بہاؤالحق زکریا ملتانی قدس سرھم اور ان سلسلوں کے اولیاء کرام خواہ وہ چورہ شریف کے ہوں خواہ گولڑہ شریف کے وہ تونسہ شریف

کے ہوں خواہ علی پور شریف کے وہ پاکپتن شریف کے ہوں خواہ سرہند شریف
کے اور ان کے متوسلین قادری، چشتی، سہروردی، نقشبندی کثر ھم اللہ تعالے
سارے کے سارے مشرک ٹھہرے مگر آج کے نام نہاد مسلمان کے دل میں
ایسی منافقت گھس گئی ہے کہ وہ برملا یہ کہہ رہا ہے کہ جی سب ٹھیک ہیں سب حق
پر ہیں جیسے منافق کہا کرتے تھے رسول اللہ کی پارٹی بھی ٹھیک ہے اور ابو جہل کی
پارٹی بھی ٹھیک ہے۔

لاحول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم.

میرے عزیز تقویۃ الایمان کے مصنف مولوی اسماعیل دہلوی نے تو
اپنے باپ دادا اور اپنے خاندان کو بھی معاف نہیں کیا بلکہ سب کو مشرک بنا کے
چھوڑا ہے۔ دادا جان کہتے ہیں کہ اولیاء کرام کیلئے باعطاء الٰہی تصرف حق ہے۔
ثابت ہے چنانچہ مصنف کے دادا جان حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے
"القول الجمیل" میں فرمایا:

وللنقشبندية تصرفات عجيبة من جمع الهمة على مراد
فيكون على وفق الهمة والتاثير فى الطالب ودفع المرض عن
المريض وافاضة التوبة على العاصى والتصرف فى قلوب الناس
حتى يحبو او يعظموا وفى مداركهم تتمثل فيها واقعات عظيمة
والا طلاع على اهل الله من الاحياء واهل القبور والاشراف
على خواطر للناس وما يختلج فى الصدور كشف الوقائع

المستقبلة ودفع البلية النازلة و غيرها. ﴿القول الجمیل ص ۸۷﴾

یعنی نقشبندی بزرگوں کے عجیب وغریب تصرفات ہیں کہ وہ کسی مراد
پر ہمت لگا دیں تو وہ پوری ہو جائے وہ مریض پر ہمت لگا دیں تو وہ مرض جاتا
رہے۔ گناہ گار پر تصرف کریں تو وہ تائب ہو جائے وہ لوگوں کے دلوں میں
تصرف کریں تو لوگ محبت کرنے لگ جائیں۔ اور تعظیم کریں اور وہ زندوں
خواہ مردوں پر ہمت لگا دیں تو ان کے دلوں کی نسبت معلوم کر لیں اور وہ خداداد
تصرف سے دلوں کے بھید دلوں پر مطلع ہو جائیں اور آئندہ کے رونما ہونے والے
واقعات جان لیں اور تصرف کریں تو آنے والی بلائیں دفع ہو جائیں اور ان کے
اور بہت سے تصرفات ہیں۔

ذرا مندرجہ بالا الفاظ کو غور سے پڑھیں اور دل کی آنکھیں ٹھنڈی کریں
ولیکن پوتے کی تعلیم و تقویۃ الایمانی نظریہ کے مطابق دادا جان بھی مشرک
ٹھہرے اور دادا جان کے نظریہ کو مان کر ان کا سارا خاندان بھی مشرک ٹھہرا
کیونکہ پوتا کہتا ہے۔

جو کوئی کسی مخلوق کا عالم میں تصرف ثابت کرے اپنا وکیل سمجھ
کر اس کو مانے اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے۔ ﴿تقویت الایمان ص ۳۲﴾

پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے
خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کی ایسی طاقت بخشی ہے ہر طرح شرک
ثابت ہوتا ہے۔ ﴿تقویت الایمان ص ۱۰﴾

نکتہ :

یہ دونوں سچے نہیں ہو سکتے بلکہ یقیناً ان دونوں یعنی داد پوتا میں سے ایک سچا ایک جھوٹا ہے جیسے کہ دن کے بارہ بجے ایک کہے کہ دن ہے دوسرا کہے رات ہے تو دونوں میں سے ایک سچا ہو گا اور سچا وہ ہے جس کی تائید سورج کی موجودگی کر رہی ہو گی۔ یہاں بھی یقیناً دادا جان ہی سچے ہیں کیونکہ ان کی تائید سارے ولی، غوث، قطب، ابدال کر رہے ہیں ان کی تائید احادیث مبارکہ کر رہی ہیں ان کی تائید رب تعالے کا قرآن پاک کر رہا ہے جیسے کہ پیچھے بیان ہو چکا ہے اور یقیناً یہی حق یہی سچ ہے یہی صراط مستقیم ہے۔ یہ منعم علیھم کا راستہ ہے۔

اللھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین
انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولاالضالین۔ آمین

بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

خاتمہ

اے میرے عزیز! اللہ تعالے مجھے اور آپ کو اپنے ولیوں کا نیاز مند رکھے۔ فقیر نے خیر خواہی کے جذبہ سے تقویت الایمان کے متعلق اپنی بساط کے مطابق چند معلومات سپرد قلم کی ہیں۔ ہدایت اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے۔

"یھدی من یشاء الی صراط مستقیم."

ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالے کسی ہدایت دینا چا ہے اور فقیر کے اس رسالہ کو ہدایت کا ذریعہ بناد ہے۔

وماذالك علی اللّٰہ بعزیز.

فقیر نے اپنے لیے اور آپ کے لیے مندرجہ بالا دعا کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنے ولیوں کا نیاز مند رکھے یہ دعا اس لیے کی ہے کہ اولیاء کرام کی نیاز مندی ان کے ساتھ محبت بہت بڑی سعادت ہے جو انکا ہو گیا وہ اللہ تعالے کا ہو گیا اور جو ان سے کٹ گیا وہ دھتکارہ ہوا اور بارالٰہی سے مردود ہوا۔

چوں شدی دور از حضور اولیاء　　در حقیقت گشتہ دور از خدا

کیوں نہ ہو جب کہ حبیب خدا سیدّ انبیاء علےٰ نبیاو علیھم الصلوٰۃ والسلام

یوں دعا کرتے ہیں:

اللھم اجعلنا ھا دین مھتدین غیرضآلین ولا مضلین سلما لاولیائك وعدوالا عدائك نحب بحبك من احبك ونعادی بعد اوتك من خالفك اللھم ھذا الدعاء وعلیك الا جابة.

﴿ترمذی شریف جلد دوم ص ۱۷۸﴾

یا اللہ! ہمیں ہدایت دھندہ، ہدایت یافتہ کر یا اللہ! ہمیں گمراہ اور گمراہ کنندہ نہ بنا۔ یا اللہ! ہمیں اپنے ولیوں کے ساتھ دوستی اور محبت کرنے والا اور اپنے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کرنے والا کر یا اللہ! ہم تیرے ولیوں کے ساتھ تیری محبت کیوجہ سے محبت کریں اور تیرے مخالفین کے ساتھ ان کی مخالفت کیوجہ سے مخالفت ودشمنی رکھیں یا اللہ! یہ ہماری دعا ہے اس کا قبول کرنا تیرے فضل پر ہے۔

اے میرے عزیز جن کی دوستی اور محبت کے لیے رسول اکرم شفیع اعظم ﷺ رب تعالے سے دعائیں کریں تو جو ان ولیوں کو مشرک کہے تیرا ایسے لوگوں کے ساتھ کیا تعلق ہونا چاہیے مگر افسوس صد افسوس کہ صلح کلی کا مرض ایسا پھیلا ہوا ہے کہ اچھے خاصے سمجھ دار لوگ برملا کہتے ہیں جی سب ٹھیک ہے۔ اللہ تعالے نظر بصیرت عطا کرے۔

اللہ تعالے کے ولیوں کے ساتھ نیاز مندی کا ثمرہ

علامہ یافعی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

"ماتعبد متعبد اکثرمن التحبب الی اولیاء الرحمان."

﴿روض الریاحین﴾

یعنی اللہ کے ولیوں کے ساتھ محبت کرنا اللہ تعالے کی عبادت ہے اور ان کے ساتھ محبت کرنے والا اللہ تعالے کا بہت بڑا عابد ہے اور ان ولیوں کے منکر پر زیادہ خوف اس بات کا ہے کہ وہ دنیا سے بے ایمان جائیگا۔

علامہ یافعی فرماتے ہیں:

"قال الشیوخ رضی اللہ عنھم اقل عقوبة المنکر علی الصالحین ان یحرم بر کتھم قالوا ویخشی علیه سؤ الخاتمة."

﴿روض الریاحین﴾

یعنی مشائخ کرام کا ارشاد ہے کہ اللہ والوں پر انکار کرنے کی کم از کم سزا یہ ہے کہ ایسا انسان اولیاء کرام کی برکتوں سے محروم رہتا ہے اور اس بات کا خوف ہے کہ ایسا گستاخ بے ایمان ہو کر مرے گا۔

ایک نصیحت آموز واقعہ

مشہور اہلحدیث عالم دین مولانا عبدالجبار کو کسی نے بتایا کہ مولوی عبدالعلی اہلحدیث جو کہ امرتسر کی مسجد تیلیانوالی کا امام ہے اور وہ آپ کے مدرسہ

غزنویہ میں پڑھتا بھی ہے اس مولوی عبد العلی نے کہا ہے ابو حنیفہ ﴿امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ﴾ سے میں اچھا اور بڑا ہوں کیوں کہ ابو حنیفہ کو صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں اور مجھے ان سے کہیں زیادہ یاد ہیں یہ سن کر مولانا عبد الجبار صاحب جو کہ بزرگوں کا نہایت ہی ادب واحترام کیا کرتے تھے حکم دیا اس نالائق عبد العلی کو مدرسہ سے نکال دو اور ساتھ ہی فرمایا کہ وہ عنقریب مرتد ہو جائے گا۔ چنانچہ اس کو مدرسہ سے نکال دیا گیا اور پھر ایک ہفتہ بھی نہ گذرا تھا کہ وہ مولوی عبد العلی مرزائی ہو گیا اور لوگوں نے اسے ذلیل کر کے مسجد سے بھی نکال دیا۔ زاں بعد کسی نے مولانا عبد الجبار سے پوچھا کہ آپ کو کیسے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ کافر ہو جائے گا۔ فرمایا کہ جس وقت مجھے اس کی گستاخی کی خبر ملی اسی وقت بخاری شریف کی یہ حدیث میرے سامنے آگئی :

"من عادى لى وليا فقد آذنته بالحرب." ﴿حدیث قدسی﴾

یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس کسی نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اس کے خلاف میں اعلان جنگ کرتا ہوں۔ اور میری نظر میں امام ابو حنیفہ ولی اللہ تھے اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان جنگ ہو گیا تو جنگ میں ہر فریق دوسرے کی اعلیٰ چیز چھینتا ہے اور اللہ کی نظر میں ایمان سے اعلیٰ کوئی چیز نہیں ہے اس لیے اس شخص کے پاس ایمان کیسے رہ سکتا تھا۔

﴿کتاب مولانا داؤد غزنوی ص ۱۹۱﴾

اور اس کے برعکس جو لوگ اولیاء کرام کے ساتھ محبت کرتے ہیں

ولیوں کا ادب کرتے ہیں وہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے باایمان جاتے ہیں اور جنت حاصل کرتے ہیں۔

واقعہ۔

ایک شخص فاسق و فاجر تھا ایک دن وہ دریائے دجلہ کے کنارے ہاتھ پاؤں دھونے بیٹھا۔ دیکھا کہ نیچے پانی کے بہاؤ کی طرف امام احمد بن حنبل وضو کر رہے ہیں اس نے خیال کیا کہ یہ تو بے ادبی کی بات ہے کہ ایک اللہ کے ولی وضو کر رہے ہوں اور میرے جیسا ایک نالائق انسان ان سے اوپر بیٹھ کر ہاتھ منہ دھوئے یہ خیال کر کے وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور نیچے بہاؤ کی طرف بیٹھ کر ہاتھ منہ دھو کر چلا گیا۔ جب وہ مرا تو کسی نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا تیرے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا اس نے کہ امام احمد بن حنبل کے ساتھ ادب کرنے سے میری بخشش ہو گئی اور واقعہ سنایا۔ ﴿تذکرۃ الاولیاء وذکر خیر﴾

اپیل

اے میرے مسلمان بھائیو اے میرے آقا کے بھولے بھالے امتیو اے قادریوں چشتیو سہروردیو نقشبندیو اللہ تعالےٰ تمہیں اپنے پیارے ولیوں کے فیوض وبرکات سے مالا مال فرمائے اور ان سرکاروں کی سچی محبت اور عقیدت عطا کرے۔ کیا تم اتنے ہی بے غیرت ہو گئے ہو کیا تمہارے اندر عقیدت اور محبت بھی نہ رہی کہ جو لوگ تمہارے سلسلہ کے بزرگوں ولیوں کو تمہارے سلسلہ کے اکابر سمیت مثلاً سیدنا داتا گنج بخش لاہوری، سرکار غوث اعظم محبوب سبحانی، شیخ الشیوخ خواجہ سہروردی، سلطان الہند خواجہ غریب نواز مخدوم الاولیاء خواجہ بہاؤ الدین بخاری شاہ نقشبند رضی اللہ عنہم کو مشرک کہیں تم ان کو چندے دو مالی خدمت کر۔ ان کے مدارس میں بچوں بچیوں کو پڑھاؤ انہیں تم اپنا معزز جانو ان کی تقریریں سنو۔ تمہیں کیا ہو گیا اور تمہاری ایمانی غیرت کہاں گئی تم اتنے ہی بے ضمیر ہو گئے ہو یا پھر اس فرمان عالی کا مظاہرہ کر رہے ہو کہ قیامت کے قریب میں اپنی امت پر ضعف یقین کا خوف کرتا ہوں تمہارے عقیدے اتنے ہی ناپختہ ہو گئے کہ تم اپنے آقاؤں کے دشمنوں کو گلے لگاتے ہو ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے ہو ان کے ساتھ بیاہ شادیاں رشتے ناطے کرتے ہو اپنی بیٹیاں بے ادبوں گستاخوں کو دیتے ہو حالانکہ یہ خطرناک کھیل ہے ایمان کی بربادی کا سامان ہے۔

سنو اور گوش ہوش سے سنو حضرت خواجہ ابوبکر جوزجانی قدس سرہ

کے زمانہ میں ایک حنفی نے کسی اہلحدیث سے رشتہ طلب کیا اس اہلحدیث نے یہ شرط لگائی کہ اگر تو حنفی مذہب چھوڑ دے نماز میں فاتحہ خلف الامام پڑھے رفع یدین وغیرہ کرے تو میں رشتہ دے دیتا ہوں اس حنفی نے یہ شرط قبول کر لی اور نکاح کر لیا پھر یہ مسئلہ حضرت خواجہ جوزجانی قدس سرہ' سے پوچھا گیا کہ یہ نکاح ہوا ہے یا نہیں تو آپ نے ﴿مراقبہ﴾ کیا سر جھکایا اور پھر سر اٹھا کر فرمایا کہ نکاح تو ہو گیا مگر مجھے ڈر ہے کہ یہ حنفی دنیا سے بے ایمان جائے گا۔ آخری وقت اس کا ایمان چھن جائے گا۔ کیوں کہ اس نے گندے چمڑے کی خاطر اپنا حق مذہب چھوڑ دیا ہے۔ چنانچہ رد المختار فتاویٰ شامی میں ہے :

حکی ان رجلامن اصحاب ابی حنیفة خطب الی رجل من اهل الحدیث ابنته' فی عهد ابی بکر الجوزجانی فابی الا ان یترك مذهبه فیقرأ خلف الامام ویرفع یدیه عنه الانحطاط وغیر ذالك فاجابه فزوجه فقال الشیخ بعد ماسئل عن هٰذہٖ واطرق راسه النکاح جائز ولکنی اخاف علیه ان یذهب ایمانه وقت النزع لانه استخف بمذهبه الذی هو حق عنده و ترکه لاجل حنفیة منتنة . ﴿فتاویٰ شامی باب التعزیر﴾

میرے عزیز غور کر کہ اس وقت کے اہلحدیث وہابی نہ تھے۔ رسول کریم ﷺ کے گستاخ نہ تھے صرف ایک معین امام کی تقلید کو برا جانتے تھے جب ان کے ساتھ بیاہ شادی کرنے سے ایمان کو خطرہ ہے تو آج کل کے اہل

ہو کہ عموماً وہابی ہیں
حدیث کیسے محفوظ رہے گا۔ ب گستاخ ہیں ان کے ساتھ بیاہ شادی کرنے
سے ایما اے میرے عزیز غور تعالیٰ نظر بصیرت عطا فرمائے۔
کرے گا تو اس کے کہ اگر تیری بیٹی آگ میں جھلس جائے تو تو
کیا کچھ نا لیے پھرے گا تاکہ ج پر روپیہ بھی خرچ کرے گا اور تو اسے کہاں
سے کہاں شتہ دیتے وقت تو اتنا بھی ی بیٹی کو آرام ہو جائے لیکن بد مذہب اور بے
ادب کو ں جہنم میں دھکیل رہا نہیں سوچتا کہ میں اپنی بیٹی کو اپنی لخت جگر کو
اپنے ہاتھ کا ایمان خطرہ میں وں۔ اے میرے عزیز پھر غور کر کہ اگر رشتہ
لینے وا ہے تو جس بیٹی نے خا جیسے کہ حضرت ابو بکر جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ
نے فرما دند کا مذہب ہی اپنا لینا ند کے گھر جا کر اسی کے رنگ میں رنگا جانا ہے
اس نے نہ گیا اس پر جنت حر ہے تو سوچ کہ اس کا ایمان کیسے بچے گا اور جس کا
ایمان سا کا فرمان ہوش سے سن ام ہے اس نے ہمیشہ دوزخ میں جلنا ہے رسول
اکرم ﷺ یا بلال قم فاذن لہ :
اے بلال اٹھ اور اعلان "یدخل الجنۃ الامومن"
اے غافل انسان تو ا کردے کہ جنت میں وہی جا سکتا ہے جو کہ
مومن ہو ہی کھاتے پیتے کے گھر اپنی اولاد کا مستقبل دنیا کی آنکھ سے دیکھتا ہے کہ
میری بیٹی آنکھ سے اسکا مستقبل نہیں کر جائے خواہ وہ بے ادب و گستاخ ہی ہو لیکن تو
آخرت کا ان پاک میں ارشاد ہے: نہیں دیکھتا یہ تیری سوچ کافروں کی سوچ ہے اللہ
تعالیٰ کا :

"یعلمون ظاہرا من الحیوۃ الدنیا وھم عن الآخرۃ ھم غافلون۔"

یعنی کافر لوگ ظاہری دنیا ہی دیکھتے ہیں اور وہ آخرت سے بے خبر ہیں اگر تیری بھی سوچ ایسی ہی ہے تو کونسا فرق رہ گیا۔ اے عزیز رب تعالیٰ کے فرمان "قوا انفسکم واھلیکم نارا" یعنی اے ایمان والو! اپنی جانوں کو اور اپنی آل اولاد کو دوزخ سے بچاؤ۔ اس فرمان ذیشان پر عمل پیرا ہو کر بچو اور بچاؤ۔ اے مسلمان بھائی وہابیت بہت بری چیز ہے۔ ایک واقعہ تحریر کیا جاتا ہے تاکہ تجھے درس عبرت حاصل ہو۔

﴿۱﴾

ولی کامل حضرت خواجہ عنایت خانصاحب رامپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایک روز قبرستان جانے کا اتفاق ہوا۔ دو قبروں کو عجیب حالت میں دیکھا۔ یعنی ایک قبر میں انوار و برکات بہت تھے معلوم ہو یہ ایک حافظ قرآن کی قبر ہے۔ دوسری قبر میں نجاست بھری ہوئی تھی معلوم ہوا کہ جو شخص اس قبر میں ہے اس میں قدرے توہب ﴿یعنی کچھ قدرے وہابیت﴾ تھی۔

﴿انوار احمدیہ ص ۳۰۵﴾

اسی لیے تو بزرگان دین نے اپنے عقیدت مندوں کو وہابیت سے بچے رہنے کی سخت تاکید کی ہے۔

چنانچہ ملفوظات حضرت خواجہ غلام نبی للّٰہی قدس سرہ میں ہے آپ نے

فرمایا فقیر فلاں شخص سے دو وجہ سے خوش نہیں ہے اوّل یہ کہ وہابیوں سے میلان ﴿میل ملاپ﴾ رکھتا ہے دوسرے یہ کہ مولوی غلام مرتضیٰ بیر بل والوں کا سخت مخالف ہے۔ ﴿ص ۳﴾

﴿۲﴾

حضرت خواجہ عبدالرسول نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کا خط مبارک ملاحظہ ہو جو کہ آپ نے اپنے ایک مرید کے نام لکھا ہے۔

خط مبارک

پس سلام مسنون آنکہ خط مرسلہ تمہارا پہنچا دیکھکر سخت افسوس ہوا جس کا کچھ حساب نہیں افسوس اس لیے ہوا کہ اس وقت تمہارے ایمان میں بڑا خلل ہے کیونکہ تمہاری صحبت ایک غیر مقلد کے ساتھ ہے ۔ لعنت ایسی شاگردی پر اور پھٹکار ہے ایسے علم پر جو ایسے شخص سے حاصل کیا جائے۔ میں نے تو تم کو ایک اچھا دانا بنایا تھا مگر کوراہی نکلا بھلا جسکی صحبت وغیرہ نے پہلے ہی ایمان چھین لیا اسکی بدعا کیا لگے گی ہر گز ہر گز یہ کوئی بات نہیں اپنا ایمان چاہتے ہو تو مجلس کیا اس کا منہ تک نہ دیکھو سخت تاکید ہے۔ ﴿ذکر الصالحین ص ۶۲﴾

﴿۳﴾

حضرت شاہ محمد مظہر مجدّدی نے اپنے والد محترم خواجہ شاہ احمد سعید صاحب نقشبندی مجددی قدس سرہ کے متعلق فرمایا:

ولم یذکراحه ابالسوء الاالفرقة الضالة الوهابية لتحزير الناس من قباحة افعالهم و اقوالهم. ﴿مقدمہ تحقیق الفتویٰ ص ۳۷﴾

یعنی حضرت خواجہ احمد سعید قدس سرہ وہابیوں گمراہوں کے سوا کسی کو برا نہیں کہتے تھے اور وہابیوں کو اس لیے برا کہتے تھے تا کہ لوگ ان کے اقوال و افعال سے بچے رہیں نیز فرمایا:

وکان قدس سره یقول ادنی ضرر صحبتهم ان محبة النبی ﷺ التی هی من اعظم ارکان الایمان تنقص ساعة فساعة حتی لایبقی منهاغیر الاسم والرسم فکیف یکون اعلاه فالحذر الحذر عن صحبتهم ثم الحذر الحذر عن رویتهم .

﴿مقدمہ تحقیق الفتویٰ ص ۳۷﴾

یعنی حضرت خواجہ قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ وہابیوں کی صحبت کا سب سے ادنیٰ نقصان یہ ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی محبت جو کہ ایمان کا سب سے بڑا رکن ہے یہ محبت آہستہ آہستہ کم ہوتی جاتی ہے حتیٰ کہ ایمان کا صرف نام اور رسم باقی رہ جاتی ہے تو ان کی صحبت کے بڑے نقصان کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔ اے عزیزو! وہابیوں کی صحبت سے بچو بچو بلکہ ان کو دیکھنے سے بھی

چوچو۔ اے میرے عزیز یہ چند سطریں میں نے مسلمانوں کی خیر خواہی کو پیش نظر رکھ کر تحریر کی ہیں آگے مسلمان بھائیوں کی اپنی مرضی ہے نہ میں نے کسی کی قبر میں جانا ہے نہ کسی نے میری قبر میں آنا ہے۔ اگر ان ناصحانہ باتوں پر عمل کر لوگے تو تمہارا فائدہ ہے نہ کروگے تو تمہارا نقصان ہوگا۔ اے اپنی سرکاروں کے دشمنوں سے دوستی کرنے والو قیامت کے دن ان سرکاروں کے سامنے کونسا چہرہ لے جاؤ گے کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ ان سرکاروں کے بدخواہوں کو پالو ان سے دوستی کرو تو یہ سرکاریں یہ اولیاء کرام تمہارا ہاتھ پکڑیں گے ﴿۱﴾ یہ سراسر

﴿۱﴾ بیشک ان اولیاء کرام کو اللہ تعالےٰ یہ عزت بخشے گا کہ یہ جس جس کا ہاتھ پکڑ کر جنت لے جائیں کوئی روکنے والا نہ ہوگا۔ حدیث پاک میں ہے: روی عن النبی ﷺ انه قال اكثرو امن معرفة الفقراو اتخذو عنه هم الا يادى فان لهم دولة قالوا يارسول الله وما دولتهم فقال صلى الله عليه وسلم اذا كان يوم القيامة قيل لهم انظرو الى من اطعمكم كسرة اوكساكم ثوبا اوسقاكم شربة فى الدنيا فخذوابيده ثم افيضوابه الى الجنة وفى رواية فيتخلل الصفوف و ينظر من فعل به ذالك فى الد نيا فيا خذه بيده ويدخله الجنة. ﴿روض الریاحین﴾ یعنی رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تم درویشوں ﴿ولیوں﴾ کے ساتھ اچھی طرح دوستی جان پہچان کرلو اور ان کا دامن پکڑلو کیونکہ روز قیامت ان کی عزت افزائی ہوگی۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ وہ عزت افزائی کیسی ہوگی تو فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالےٰ ان اپنے پیاروں سے فرمائے گا جاؤ محشر کی صفوں میں گھس جاؤ اور دیکھو کہ جس کسی نے تمہیں روٹی کا ٹکڑا کھلایا تھا یا کپڑا پہنایا تھا یا پانی کا گھونٹ تمہیں پلایا تھا اس کا ہاتھ پکڑو اور جنت لے جاؤ۔

دھوکہ بازی ہے فریب ہے یہ تمہارا گمان سراسر غلط ہے۔ اللہ تعالےٰ نے منافقوں کی قرآن مجید میں سزا بیان فرمائی ہے:

''ان المنافقين فى الدرك الا سفل من النار.''

یعنی قیامت کے دن منافق لوگ دوزخ کے سب سے نیچے طبقے میں ہوں گے۔ اور یہ بات بھی مسلّم کہ کافر، مشرک، بت پرست دوزخ میں جائیں گے اور ہمیشہ دوزخ میں جلیں گے ولیکن منافق لوگ باوجود اس کے کہ وہ نمازیں بھی پڑھتے رہے، روزے بھی رکھتے تھے صدقہ وخیرات بھی کرتے تھے باوجود اس کے وہ دوزخ میں سب سے نیچے ہوں گے۔ غور کرو کہ یہ کیوں؟ کیا یہ اس لیے تو نہیں کہ:

''لاالى هٰؤلآء ولا الى هٰؤلآء'' ﴿قرآن پاک﴾

نہ اِدھر کے نہ اُدھر کے یہ بھی ٹھیک ہیں وہ بھی ٹھیک ہیں۔

اے میرے عزیز ذرا گریبان میں منہ ڈال کر سوچ کہ کہیں تو بھی منافقوں کا رول تو ادا نہیں کر رہا یہ بھی حق پر ہیں وہ بھی حق پر اللہ تعالےٰ کے ولی بھی حق پر ہیں اور انکو مشرک کہنے والے بھی حق پر ہیں۔ میرے عزیز ایسانہ کر دو رنگی چھوڑ کر یک رنگ ہو جا۔ تو اللہ کے پیاروں کیخلاف گستاخی کی باتیں سنے لوگ اس کے ولیوں کو مشرک کہیں اور تو ٹس سے مس نہ ہو تو پھر یہ امید رکھے کہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ تجھے جنت بھیج دے گا۔

''ایں خیال است و محال است و جنوں''

اے میرے عزیز اگر کوئی تیرے باپ کو جھوٹا اور دغاباز کہہ دے تو تو عمر بھر اس کا منہ دیکھنا پسند نہ کرے مگر ایک سیدّ انبیاء رحمتہ للعالمین شفیع المذنبین ﷺ کی ذات گرامی ہے جو کہ میری تیری بخشش کا سہارا ہیں ان کو کوئی جھوٹا اور دغاباز کہہ دے تو تو اس کو بھی حق پر جانے افسوس ایسی مسلمانی پر دیکھ اسی کتاب تقویت الایمان کے باب رد الاشراک صفحہ ۳۶ پر کیا لکھا ہے غور سے پڑھ :

کوئی کشف کا دعویٰ رکھتا ہے۔ کوئی استخارہ کا عمل سکھاتا ہے کوئی تقویم اور پترا نکالتا ہے کوئی رمل قرعہ پھینکتا ہے۔ کوئی فالنامہ لیے پھرتا ہے۔ یہ سب جھوٹے اور دغاباز ہیں۔

غور کیجئے استخارہ کا عمل کس نے سکھایا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ یہ رسول خدا سیدّ الانبیاء ﷺ نے امت کو سکھایا ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے :

"عن جابر قال کان رسول اللہ ﷺ یعلمنا الاستخارہ فی الامور کما یعلمنا السورۃ من القرآن." ﴿مشکوٰۃ شریف ص ۱۱۱﴾

یعنی حضرت جابر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ استخارے کا عمل یوں سکھاتے جیسے ہمیں قرآن پاک کی سورت سکھاتے تھے اور صاحب تقویت الایمان لکھ رہے ہیں کہ یہ سب جھوٹے ہیں اور دغاباز ہیں۔ میرے عزیز نیتوں کا حال اللہ تعالےٰ ہی بہتر جانتا ہے لیکن بے ادبی کا وبال

دیکھ کہ قلم کہاں سے کہاں تک پہنچ گیا ہے۔ کس ذات گرامی قدر کو جھوٹا اور دغاباز کہا جارہا ہے۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

اے میرے عزیز بھائی یہ تیرے امتحان کا وقت ہے کہ تو محبت مصطفےٰ ﷺ کو ترجیح دیتا ہے یا صاحب تقویت الایمان کو۔ اگر تجھ میں ایمان کی رمق باقی ہے تو تیری آنکھیں کھل جانی چاہیں کہ میں کس کے پیچھے جارہا ہوں اور اگر تو تقویت الایمان کے رنگ میں رنگا جاچکا ہے اگر تجھ پر اسی کی محبت کا غلبہ ہے تو

"حبك الشیٔ یعمی ویصم"

یعنی محبت اندھا بہرا کر دیتی ہے تو بے شک تو اندھا بہرا ہو کر اپنے محبوب کے پیچھے چلتا رہ یہ تیری مرضی ہے اور اگر تیرا نیاز مندی سے تعلق اس ذات کے ساتھ ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے جو گنہگاروں کے لیے شفیع بن کر تشریف لائے، جو عاصیوں کی بخشش کا سہارا ہیں، جس ذات پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھنے سے دس گناہ مٹ جائیں، دس نیکیاں نامہ اعمال میں لکھی جائیں، دس درجے بلند ہو جائیں تو پھر تو گریبان میں منہ ڈال کر سوچ کہ کیا کرنا چاہیے۔ اے مسلمان بھائی یہ مختصر رسالہ تیرے ایمان کے لیے آئینہ ثابت ہو گا تو آسانی سے دیکھ لے گا کہ دل میں کس کی محبت ہے اور کس کا بغض ہے میں نے "الدین نصیحة" خیر خواہی کے طور

پر یہ چند صفحات تحریر کر دیئے ہیں ہدایت اس قادر قیوم کے قبضہ قدرت میں ہے۔

یھدی من یشآء الی صراط مستقیم۔

میرے عزیز محبت کا قانون ہے کہ دوست کا دوست بھی دوست ہوتا ہے اور دوست کا دشمن بھی دشمن ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر دوست کے دشمن کیساتھ دوستی رکھیں تو یہ قانون محبت کیخلاف اور توہین محبت ہے۔ فافھم ولا تکن من الغافلین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی سیّد المرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین۔

ابو سعید **محمد امین** غفرلہ ولوالدیہ

۱۵ شعبان المعظم ۱۴۰۷ھ

اہمیت عقیدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

دین کے دو جز ہیں:

﴿۱﴾ عقائد ﴿۲﴾ اعمال

اعمال یعنی نماز روزہ حج زکوٰۃ کے طور طریقہ میں اختلاف بری بات نہیں بلکہ امت کے والی جان دو عالم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے اختلاف امتی رحمۃ ﴿او کما قال﴾ یعنی میری امت کا آپس میں اختلاف رحمت ہے لیکن عقائد وایمانیات میں اختلاف سراسر تباہی اور آخرت کی بربادی ہے۔ آخرت میں وہی نجات حاصل کر سکتا ہے جس کے عقائد اہلسنت وجماعت کے مطابق ہونگے اور یہ صرف لفاضی نہیں بلکہ حقیقت ہے سیّد العالمین ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل کے بہتر 72 فرقے ہوئے اور میری امت کے تہتر 73 فرقے ﴿گروہ﴾ ہونگے ان میں سے بہتر 72 دوزخ جائینگے اور صرف ایک گروہ جنت جائیگا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا وہ کونسا گروہ جنتی ہے تو فرمایا: ما انا علیہ واصحابی اور ایک روایت میں ہے وواحدۃ فی الجنۃ وھی الجماعۃ یعنی جنتی گروہ وہ ہے جو میرے اور میرے صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلیگا اس کا نام جماعت ہے۔ ﴿مشکوٰۃ شریف﴾

﴿۱﴾

اور اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: فلاشک ولاریب انهم اهل السنته والجماعة.

﴿مرقاۃ شرح مشکوٰۃ﴾

یعنی اس بات میں شک وشبہ نہیں ہے کہ وہ نجات پانے والی جماعت اہلسنت وجماعت ہیں۔

﴿۲﴾

نیز خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ نے فرمایا: اگر ہمیں تمام احوال ومواجید ﴿ولایت کی منزلیں﴾ مل جائیں لیکن ہمیں اہلسنت و جماعت کے عقائد عطا نہ ہوں تو ہم اسے سراسر خرابی جانتے ہیں اور اگر ہم پر ساری خرابیاں جمع ہو جائیں لیکن ہمیں اہلسنت و جماعت کے عقائد عطا ہو جائیں تو ہمیں کچھ فکر اور ڈر نہیں ہے۔ ﴿تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص: ۱۵۲﴾

﴿۳﴾

اور یہی ارشاد مبارک سیدنا امام ربانی مجدد ومنور الف ثانی قدس سرہ نے مکتوبات مجددیہ، مکتوب ص ۶۷ جلد سوم میں فرمایا ہے۔ بلکہ سیدنا امام ربانی قدس سرہ نے عقائد کی اصلاح پر بہت زور دیا ہے اور سخت تاکید فرمائی ہے کہ آخرت میں نجات حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کیلئے عقائد اہلسنت وجماعت کا حامل ہونا ضروری ہے۔

﴿۴﴾

چنانچہ مکتوبات مجددیہ میں فرمایا: انسان کیلئے اہلسنت وجماعت کے عقائد کے مطابق عقیدہ رکھنے کے سوا چارہ نہیں تاکہ آخرت کی کامیابی اور نجات حاصل ہو اور اہلسنت و جماعت کے خلاف عقیدہ رکھنا زہر قاتل ہے جو کہ ہمیشہ کی موت اور دائمی عذاب کا سبب ہے۔ عمل میں کوتاہی ہو تو نجات کی امید کی جاسکتی ہے لیکن اگر عقیدہ میں کوتاہی ہو تو بخشش کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ ﴿مکتوب ص: ۷ جلد سوم﴾

﴿۵﴾

نیز سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے فرمایا: پس چاہئے کہ اپنا عقیدہ اہلسنت و جماعت کے عقائد کے مطابق رکھے اور زید وعمر کی باتوں پر کان نہ دھرے دوسروں کی لفاظیوں اور بناوٹی باتوں پر اعتبار کرنا اپنے آپ کو تباہی میں ڈالنا ہے۔ ﴿مکتوب ۲۵۱ جلد اول﴾

﴿۶﴾

نیز سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اہلسنت وجماعت جو کہ نجات پانے والی جماعت ہے اس کی پیروی کے بغیر نجات کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا اگر بال برابر بھی ان کی مخالفت ہوئی تو خطرہ ہی خطرہ ہے اور یہ بات کشف صحیح سے بھی یقین کے درجے تک پہنچ چکی ہے اس لئے اس میں غلطی کا احتمال نہیں ہے۔ پس خوش نصیب ہے وہ شخص جس کو اہلسنت وجماعت کی پیروی کی توفیق ملی اور ان کی تقلید کا

شرف حاصل ہوا اور ہلاکت ہے ان لوگوں کیلئے جو اہلسنت وجماعت کے خلاف چلے اور ان سے منہ موڑا اور ان کی جماعت سے نکل گئے وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ ﴿مکتوب ۵۹ جلد دوم﴾

﴿۷﴾

نیز سیدنا امام ربانی قدس سرہ نے یہانتک فرمادیا ہے کہ عقلمندوں پر پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اہلسنت و جماعت کے مطابق اپنے عقائد درست کریں کیونکہ اہلسنت و جماعت ہی جنتی گروہ ہے۔ ﴿مکتوب ۲۶۶ جلد اول﴾

میرے عزیز اے میرے مسلمان بھائی مندرجہ بالا اقوال مبارکہ پر غور کر کہ عقائد کا معاملہ کس قدر نازک ہے مگر آج کل یہ ڈھنڈورا پیٹا جارہا ہے کہ انسان عقیدہ کوئی بھی رکھے بس نماز روزہ ضروری ہے۔ مگر ایسا ہرگز نہیں ہے۔ اے میرے مسلمان بھائی ہوش کر اور اپنے آپ کو آوارہ نہ چھوڑ۔ بزرگانِ دین کا دامن تھام کر چل تاکہ تو بھی عذاب الٰہی سے بچ کر جنت فردوس حاصل کر سکے۔

واللہ تعالیٰ الموفق وھو نعم الوکیل.

سوال: یہ عقائد پر زور صرف امام ربانی نے ہی دیا، یا کسی اور بزرگ نے کچھ فرمایا۔

جواب: اکابر امت بزرگانِ دین علماء ومحدثین کا یہی ارشاد ہے کہ عقیدہ ہی اصل چیز ہے اور عقائد اہلسنت وجماعت ہی عذاب الٰہی سے بچاسکتے ہیں۔

﴿۸﴾

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک اوپر مذکور ہو چکا ہے۔

فلاشك ولاريب انهم اهل السنته والجماعة. ﴿مرقاۃ﴾

﴿۹﴾

نیز غنیۃ الطالبین کتاب جو کہ حضور غوث اعظم محبوب سبحانی قدس سرہ کی طرف منسوب ہے اس میں ہے :واما الفرقة الناجية فهى اهل السنته والجماعة. ﴿غنیۃ الطالبین جلد اول﴾ یعنی عذاب الٰہی سے نجات پانے والا گروہ اہلسنت وجماعت کا گروہ ہے۔

﴿۱۰﴾

نیز تمہید ابوالشکور میں حدیث پاک لکھ کر جس میں فرمان مصطفیٰ ﷺ ہے کہ میری امت کے تہتر فرقے ہونگے ان میں سے بہتر دوزخ جائینگے اور ایک جنت جائے گا یہ لکھ کر فرمایا :وھی اهل السنة والجماعة.

﴿تمہید ابوالشکور سالمی ص :۷۳﴾

یعنی عذاب الٰہی سے نجات والی جماعت اہلسنت وجماعت ہے۔

﴿۱۱﴾

نیز رسالہ ابدالیہ میں خواجہ یعقوب چرخی قدس سرہ نے فرمایا :واضح ہو کہ خضر و الیاس علیہما السلام اور سب کے سب اولیاء کرام حاضر و غائب مذہب اہلسنت پر ہیں۔ ﴿رسالہ ابدالیہ ص :۳۰﴾

﴿۱۲﴾

سیدنا عبداللہ بن عمر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آیت مبارکہ یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ کی تفسیر میں فرمایا قیامت کے دن اہلسنت کے چہرے چمکتے ہونگے اور بدمذہبوں کے چہرے سیاہ ہونگے قال تبیض وجوہ

اهل السنة وتسود وجوه اهل البدع. ﴿تفسیر مظہری﴾

﴿۱۳﴾

نیز حضرت شیخ عبدالعزیز دباغ قدس سرہ نے فرمایا: انه لایفتح علیٰ العبد الااذا کانَ علیٰ عقیدة اهل السنة والجماعة ولیس لله ولی علی عقیدة غیرهم: ولوکان علیها قبل الفتح لوجب علیه ان یتوب بعد الفتح ویرجع الی عقیدة اهل السنته. ﴿الابریز ص: ۲۴﴾

یعنی ولایت صرف ایسے شخص کو مل سکتی ہے جس کا عقیدہ اہلسنت وجماعت ہو اور کوئی ایسا ولی نہیں جس کا عقیدہ اہلسنت نہ ہو اور اگر کسی کو ولایت عطا ہونے سے پہلے اس کا عقیدہ اہلسنت کے خلاف ہو تو اس پر واجب ہوگا کہ ولایت ملنے کے بعد عقیدہ اہلسنت اپنائے۔

﴿۱۴﴾

حضرت خواجہ مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عقیدہ اہلسنت و جماعت کا ملتزم ہو کر حدیث و فقہ سیکھنا چاہئے۔

﴿حالاتِ مشائخ نقشبندیہ﴾

﴿۱۵﴾

حضرت خواجہ نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خلیفہ حضرت مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: عقیدہ اہلسنت و جماعت کو لازم پکڑو۔

﴿حالات مشائخ نقشبندیہ﴾

﴿۱۶﴾

نیز شیخ المحدثین شاہ عبدالحق دہلوی قدس سرہ نے فرمایا: فان الاعتبار بالفطرة والاعتقاد. ﴿لمعات﴾

اور یہ فرمان رسول اکرم شفیع اعظم ﷺ کے اس ارشاد مبارک کی شرح میں فرمایا جو کہ رسول اکرم حبیب مکرم ﷺ نے حضرت عمر صحابی رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا: یاعمرانك لاتسئل عن اعمال الناس ولکن تسئل عن الفطرة. ﴿مشکوٰۃ﴾

یعنی اے عمر تجھ سے لوگوں کے اعمال کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا بلکہ ان کے عقائد کے متعلق پوچھا جائے گا۔

الحاصل مندرجہ بالا اقوال مبارکہ سے ثابت ہوا کہ تمام ولیوں، غوثوں، قطبوں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بلکہ خود امت کے والی رحمت کائنات ﷺ کے نزدیک عقیدہ ہی اہم چیز ہے اور وہ عقیدہ کہ جس کی وجہ سے انسان نجات حاصل کر سکتا ہے وہ اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے اور عقیدہ کی اصلاح کیلئے مقالاتِ امینیہ کا مطالعہ کریں جو کہ گیارہ کتابوں پر مشتمل ہے۔ پڑھیں اور نظریات کا قبلہ درست کریں۔ ہدایت اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہے۔ وماذالك علیٰ الله بعزیز.

محتاجِ دعاء

فقیر ابو سعید محمد امین غفرلہ والوالدیہ ولاحبابہ

ادارہ کی ایک تازہ پیشکش

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت و بشریت

تصنیف :

محمد نعیم اللہ خاں قادری
بی ایس سی بی ایڈ/ایم اے اردو ۔ پنجابی ۔ تاریخ

صفحات ۹۲۸
ہدیہ -/۲۸۰ روپے
ناشر :
فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کاموں کے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عُروسُ مملکةِ اللّٰہِ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مولوی اسمٰعیل دہلوی نے مخلوق کو چمار سے مثال دی۔ یہاں کے وہابی کہتے ہیں کہ مخدوم صاحب بہاری نے مینگنی سے مثال دی ہے۔
اس اعتراض کی تحقیق میں یہ رسالہ مبارکہ

جب العوار عن مخدوم بہار

تصنیف لطیف : اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد مأتہ حاضرہ
مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ العزیز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ رب محمد صلی اللہ علیہ وسلما

مسئلہ از داناپور مرسلہ محمد حنیف خاں 8 شعبان 39ھ

بخدمت فیض درجت جناب اعلیٰ حضرت مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب مدظلہ العالی۔ گذارش یہ ہے کہ اسماعیل نے چمار کے لفظ سے مثال دی۔ یہاں کے غیر مقلد کہتے ہیں مخدوم صاحب نے مینگنی سے مثال دی۔ اس کا کیا جواب ہے؟ حضور کا کوئی رسالہ یا فتویٰ ہے اس بارے میں یا نہیں۔

الجواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اولاً کوئی کتاب یا رسالہ کسی بزرگ کے نام منسوب ہونا اس سے ثبوت قطعی کو مستلزم نہیں۔ بہت رسالے خصوصاً حضرات اکابر چشت کے نام منسوب ہیں جس کا اصلاً کوئی ثبوت نہیں ثانیاً کسی کتاب کا ثابت ہونا اس کے ہر فقرے کا ثابت ہونا نہیں بہت اکابر کی کتابوں میں الحاقات ہیں جن کا مفصل بیان کتاب الیواقیت والجواہر امام عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ہے۔ خصوصاً حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کے کلام میں تو الحاقات کی گنتی نہیں کھلے ہوئے صریح کفر بھر دیئے ہیں جس پر درمختار میں علامہ مفتی ابوالمسعود سے نقل کیا تیقنا ان بعض الیھود افتراھا علی الشیخ قدس اللہ سرہ ہم کو یقین ہے کہ شیخ رضی اللہ عنہ پر یہ عبارتیں بعض یہودیوں نے گھڑ دی ہیں حضرت مخدوم صاحب ہی کی کتاب عقائد ترجمہ عمدۃ الکلام میں ہے ''قریش اعلیٰ جد مصطفیٰ بود واو دو پسر داشت یکے را نام ہاشم بود دوم را نام تیم پیغامبر از نسل ہاشم است و

ابو بکراز نسل تیم است''۔ کوئی جاہل سا جاہل ایسی بات کہہ سکتا ہے کہ ہاشم کے باپ کا نام قریش تھا اور ان کے دو بیٹے تھے۔ ایک ہاشم' دوسرا تیم۔ ہم ہرگز ایسی نسبت بھی مخدوم صاحب کی طرف نہیں مان سکتے ضرور کسی جاہل کا الحاق ہے۔ نہ کہ معاذ اللہ۔ توہین شان رسالت۔ یہ وہابیہ ہی میں سے کسی کا الحاق ہے۔ ثالثاً امام حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔ لا تحوز نسبة مسلم الی کبیرة من غیر تحقیق نعم یجوز ان یقال قتل ابن ملجم علیا وقتل ابو لؤلؤ عمر رضی الله تعالی عنهما فان ذلك ثبت متواترا فلا یجوز ان یرمی المسلم بفسق او کفر من غیر تحقیق یعنی کسی مسلمان کی طرف کسی کبیرہ کی نسبت بلاتحقیق حرام ہے ہاں یہ کہنا جائز ہے کہ ابن ملجم نے مولیٰ علی اور ابولؤلوء نے امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو شہید کیا کہ یہ تواتر سے ثابت ہے تو کسی مسلمان کی طرف بلاتحقیق کفر یا فسق کی نسبت اصلاً جائز نہیں۔ اس کے بعد وہ احادیث ذکر فرمائیں جن سے ثابت ہے کہ کسی کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔ اگر وہ کافر نہ تھا یونہی فسق کی طرف نسبت کرنے والا فاسق ہو جاتا ہے اگر وہ فاسق نہ تھا۔ کتاب کا چھپ جانا اسے متواتر نہیں کر دیتا کہ چھاپے کی اصل وہ نسخہ ہے جو کسی الماری میں ملا اس سے نقل کر کے کاپی ہوئی۔ سیدھی صاف باتوں میں کسی کتاب سے کہ ظنی طور پر کسی بزرگ کی طرف منسوب ہو۔ استناد اور بات ہے اور ایسے امر میں جسے مسند کلمہ کفر بنایا اور اس سے توہین شانِ رسالت کے جواز پر سند لاتا ہے اس پر اعتماد اور بات علماء کے نزدیک ادنیٰ درجہ ثبوت یہ تھا کہ ناقل کے لیے مصنف تک سند مسلسل متصل بذریعہ ثقات ہو۔ خطیب بغدادی بطریق عبدالرحمٰن سلمی امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے راوی کہ فرمایا اذا وجدا حدکم کتابا فیه علم لم یسمعه عن عالم فلیدع باناء وماء فلینقعه

فیه حتی یختلط سواده فی بیاضه جب تم میں کوئی ایک کتاب پائے جس میں علم کی بات ہے اور اسے کسی عالم سے نہ سنا تو برتن میں پانی منگا کر وہ کتاب اس میں ڈبو دے کہ سیاہی سپیدی سب ایک ہو جائے۔ فتاویٰ حدیثیہ میں امام زین الدین عراقی سے ہے نقل الانسان ما لیس له به روایة غیر سائغ بالاجماع عند اهل الدرایة یعنی علماء کرام کا اجماع ہے کہ آدمی جس بات کی سند نہ رکھتا ہو اس کا نقل کرنا اسے حلال نہیں۔ ہاں اگر اس کے پاس نسخہ صحیحہ معتمدہ ہو کہ خود اس نے یا کسی ثقہ معتمد نے خود اصل نسخہ مصنف سے مقابلہ کیا یا اس نسخہ صحیحہ معتمدہ سے جس کا مقابلہ اصل نسخہ مصنف یا اور ثقہ نے کیا وسائط زائد ہوں تو سب کا اسی طرح کے معتمدات ہونا معلوم ہو تو یہ بھی ایک طریقہ روایت ہے اور ایسے نسخہ کی عبارت کو مصنف کا قول بتانا ناجائز۔ فتاویٰ حدیثیہ میں ہے قالوا ما وجد فی نسخة من تصنیف فان وثق بصحة النسخة ثقة بان قابلها المصنف او ثقه غیره بالاصل او بفرع مقابل بالاصل وهکذا جاز الجزم بنسبتها الی صاحب ذلك الکتاب وان لم یوثق لم یجزم یعنی علماء نے فرمایا جو عبارت کسی تصنیف کے نسخہ میں ملے اگر صحت نسخہ پر اعتماد ہے یوں کہ اس نسخہ کو خود مصنف یا کسی اور ثقہ نے خاص اصل مصنف سے مقابلہ کیا ہے یا اس نسخہ سے جسے اصل پر مقابلہ کیا تھا یونہی اس ناقل تک جب تو یہ کہنا جائز ہے کہ مصنف نے فلاں کتاب میں یہ لکھا ورنہ جائز نہیں۔ مقدمہ امام ابو عمرو ابن الصلاح میں عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ انہوں نے اپنے صاحبزادے ہشام سے فرمایا تم نے لکھ لیا' کہا ہاں' فرمایا' مقابلہ کر لیا' کہا' نا' فرمایا لم تکتب تم نے لکھا ہی نہیں۔ اسی میں امام شافعی و یحییٰ بن ابی کثیر سے ہے کہ دونوں صاحبوں نے فرمایا من کتب ولم یعارض کمن دخل الخلاء ولم یستنج جس نے لکھا اور

مقابلہ نہ کیا وہ ایسا ہے کہ پاخانہ گیا اور استنجانہ کیا۔ اسی میں ہے اذا ارادان ینقل من کتاب منسوب الی مصنف فلا یقل قال فلان کذاالا اذا وثق بصحۃ النسخۃ بان قابلھا ھو اوثقۃ غیرہ باصول متعددۃ جب کسی کتاب سے کہ کسی مصنف کی طرف منسوب ہے کچھ نقل کرنا چاہے تو یوں نہ کہے کہ مصنف نے ایسا کہا جب تک کہ صحت نسخہ پر اعتماد نہ ہو یوں کہ اس نے خود خواہ اور ثقہ نے اسے متعدد صحیح نسخوں سے مقابلہ کیا ہو۔ اسی میں ہے یطالع احدھم کتابامنسوبا الی مصنف معین فینقل منہ عنہ من غیر ان یثق بصحۃ النسخۃ قائلا قال فلان کذا و کذا اوالصواب ما قد مناہ ولفظ الفتاوی الحدیثیۃ عنہ والصواب ان ذلک لا یجوز کسی مصنف کی طرف منسوب کتاب میں ایک عبارت دیکھ کر آدمی نقل کر دیتا ہے کہ مصنف نے ایسا کہا حالانکہ صحت نسخہ پر وثوق (بروجہ مذکور کہ اصل نسخہ مصنف سے بلا واسطہ یا بوساطت ثقات اس نے یا اور ثقہ نے مقابلہ کیا ہو) حاصل نہیں حق یہ ہے کہ یہ ناجائز ہے امام نووی نے تقریب میں فرمایا فان قابلھا باصل محقق معتمد اجزأہ اگر ایک اصل تحقیقی معتمد سے اس نے مقابلہ کیا۔ ہے تو یہ بھی کافی ہے یعنی اصول معتمدہ متعدد سے مقابلہ زیادت احتیاط ہے۔ یہ اتصال سند اصل وہ شے ہے جس پر اعتماد کر کے مصنف کی طرف نسبت جائز ہو سکے۔ اور متاخرین نے کتاب کا علماء میں ایسا مشہور و متداول ہونا جس سے اطمینان کہ اس میں تغییر و تحریف نہ ہوئی اسے بھی مثل اتصال سند جانا اور وہ ایسا ہی ہے مقدمہ امام ابو عمرو نوع اول میں ہے ال الامر ان الاعتماد علی ما نص علیہ فی تصانیفھم المعتمدۃ المشھورۃ التی یو من فیھا لشھرتھا من التغییر والتحریف یعنی آخر قرار داد اس پر ہوا۔ کہ اعتماد اس پر ہے جو ایسی مشہور و معتمد کتابوں میں ہو جن کی شہرت کے سبب ان میں تغییر و

تحریف سے امان ہو۔ فتح القدیر و بحر الرائق و نہر الفائق و منح الغفار میں فرمایا علی ھذا لو وجد بعض نسخ النوادر فی زماننا لا یحل عزوما فیھا الی محمد ولا الی ابی یوسف لانھالم تشتھر فی دیارنا ولم تتد اول یعنی اگر کتب ستہ کے سوا اور کتب تلامذۂ امام کے بعد نسخے پائیں تو حلال نہیں کہ ان کے اقوال کو امام محمد یا امام ابو یوسف کی طرف نسبت کریں کہ وہ کتابیں ہمارے دیار میں مشہور و متداول نہ ہوئیں۔ تداول کے یہ معنی کہ کتاب جب سے اب تک علماء کے درس و تدریس یا نقل و تمسک یا ان کی مطمع نظر رہی ہو جس سے روشن ہو کہ اس کے مقامات و مقالات علماء کے زیر نظر آ چکے اور وہ بحالت موجودہ اسے مصنف کا کلام مانا کیئے۔ زبانِ علماء میں صرف وجود کتاب کافی نہیں کہ وجود و تداول میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ پر ظاہر کہ یہاں دونوں باتیں مفقود۔ تداول درکنار کوئی سند متصل بھی نہیں۔ نہ کہ تواتر جو ایسی نسبت کے لیے لازم ہے۔ رہا وجود نسخ ، انصافا متعدد بلکہ کثیر و وافر قلمی نسخے موجود ہونا بھی ثبوت تواتر کو بس نہیں جب تک ثابت نہ ہو کہ یہ سب نسخے جدا جدا اصل مصنف سے نقل کیے گئے یا ان نسخوں سے جو اصل سے نقل ہوئے۔ ورنہ ممکن کہ بعض نسخ محرفہ ان کی اصل ہوں ان میں الحاق ہوا اور یہ ان سے نقل و نقل در نقل ہو کر کثیر ہو گئے۔ جیسے آج کل کی محرف بائبل کے ہزار دو ہزار نسخے 'فتوحات مکیہ کے تمام مصری نسخے نسخہ محرفہ سے منقول ہوئے اور اسی کی نقلیں مصر میں چھپیں اور اب وہ گھر گھر موجود ہیں۔ حالانکہ تواتر درکنار ایک سلسلہ صحیحہ آحاد سے بھی ثبوت نہیں واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔ علامہ شامی کا ظن پر اکتفاء صاف باتوں کے لیے وجہ ہے مگر ایسے امور میں اس پر قناعت قطعاً حرام ہے۔ ورنہ معاذ اللہ اکابر ائمہ و اعاظم علماء کی طرف نسبت کفر ماننی پڑے ہماری نظر میں ہیں۔ وہ کلمات جو اکابر اولیاء سے گزر کر اکابر علماء

معتمدین مثل امام ابن حجر مکی وملا علی قاری وغیرہما کی کتب مطبوعہ میں پائے جاتے ہیں اورہم یقین کرتے ہیں کہ وہ الحاقی ہیں۔ایک ہلکی نظیر علی قاری کی شرح فقہ اکبر ص 47 پر ہے۔ما سمی به الرب نفسه ويسمى به مخلوقاته مثل الحی و القیوم والعلیم والقدیر اس میں مخلوقات پر قیوم کے اطلاق کا جواز ہے۔حالانکہ ائمہ فرماتے ہیں کہ غیر خدا کو قیوم کہنا کفر ہے۔مجمع الانہر میں ہے اذا اطلق علی المخلوق من الاسماء المختصة بالخالق نحو القدوس والقیوم والرحمن وغیرها یکفر اسی طرح اور کتابوں میں ہے حتیٰ کہ خود اسی شرح فقہ اکبر ص 245 میں ہے من قال للمخلوق یا قدوس او القیوم او الرحمن کفر جو کسی مخلوق کو قدوس یا قیوم یا رحمٰن کہے وہ کافر ہو جائے۔پھر کیونکر مان سکتے ہیں۔کہ وہ ص 47 کی عبارت علی قاری کی ہے ضرور الحاق ہے اگرچہ کتاب اجمالاً مشہور ومعروف ہے بخلاف کلمات اسمٰعیل کہ موافق ومخالف کے نزدیک اس سے متواتر ہیں۔مخالفین رد کرتے ہیں موافقین تاویلیں کرتے ہیں۔اب یہیں دیکھئے اس چمار والے کلام پر سے دفع ایراد کو یہ عبارت پیش کی۔خود اسمٰعیل کی زندگی میں اس پر مواخذے ہوئے جامع مسجد دہلی میں شاہ عبدالعزیز صاحب کے اعزہ واخص تلامذہ مثل مفتی رشید الدین خاں صاحب وشاہ موسیٰ صاحب نے مناظرے کیے الزام دیئے نہ اس نے کہا یہ کلمات میرے نہیں نہ اس کے ہوا خواہوں نے۔جب سے آج تک تو اس سے ثبوت یقینی ہے اور وہابیہ کہ بحالت موجودہ اسے مثل قرآن وعین ایمان مان رہے ہیں ان پر رد میں تو کسی ثبوت کی بھی حاجت نہیں کما لایخفی رابعاً ایسی جگہ خلق سے مراد وہ ہوتے ہیں جو عظمت دینی سے اصلاً حصہ بھی نہیں رکھتے۔شیخ سعدی ہی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

نگہدارد آن شوخ در کیسہ در　　کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بر

ابلیس ہوگا وہ جو کہے گا کہ اس سے عام مراد ہے کہ انبیاء واولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی معاذ اللہ گرہ کاٹ جاتے۔حقیقت امر یہ ہے کہ مخلوق دو قسم کی ہے اول وہ کہ عظمت دینی رکھتے ہیں جن کے سروسرور مطلق حضور سید المرسلین ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم۔پھر باقی حضرات انبیاء وملائکہ واولیاء واہل بیت وصحابہ پھر دیگر علماء وصلحاء واتقیاء پھر سلاطین اسلام پھر عام مومنین۔نیز صحائف دینیہ مثل مصحف شریف وکتب فقہ وحدیث، صفات جمیلہ مثل ایمان وعلم وعمل صالح مثل نماز وحج، اخلاق فاضلہ مثل زہد وتواضع۔اماکن مقدسہ مثل کعبہ مکرمہ وروضہ منورہ غرض جملہ اشخاص واشیاء جن کو مولیٰ عزوجل سے علاقہ قرب ہے۔اس علاقہ کے سبب ان کی تعظیم اللہ عزوجل ہی کی تعظیم ہے۔اور ان کی عزت اسی کی عزت ہے۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ان من اجلال الله اكرام ذی الشيبة المسلم وحامل القران غير الغالی فيه والجافی عنه واكرام ذی السلطان المقسط۔بیشک اللہ کی تعظیم سے ہے بوڑھے مسلمان کی عزت کرنی اور حافظ قرآن کی کہ نہ اس میں حد سے بڑھے نہ اس سے دوری کرے اور حاکم عادل کی رواہ ابو داؤد بسند حسن عن ابی موسی الاشعری رضی الله تعالی عنه۔مولیٰ عزوجل فرماتا ہے فان العزة لله جمیعا عزت ساری اللہ ہی کے لیے ہے اور خود ہی فرماتا ہے وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ عزت اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔رسول اور مسلمانوں کی عزت اگر عزت الٰہی سے جدا ہوتی تو عزت کے حصے ہو جاتے ایک حصہ اللہ کے لیے ایک رسول کا ایک مومنین کا۔حالانکہ رب عزوجل فرما چکا کہ عزت ساری اللہ ہی کے لیے ہے۔تو قطعاً انکی عزت اللہ ہی کی عزت سے ہے۔اور ان کی تعظیم اللہ ہی کی تعظیم۔اللہ اور اس کے رسولوں میں تفرقہ کرنیوالوں کو قرآن

عظیم کا فرفرماتا ہے۔ایک قوم کا حال ارشادفرمایابریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ اللہ اوراس کے رسولوں میں جدائی ڈالنی چاہتے ہیں۔پھرفرمایااولئك ھم الکافرون حقا یہی پکے کافر ہیں۔رسولوں کی عزت رسولوں کی عظمت اللہ عزوجل کی عزت و عظمت سے جدامانتی' اللہ اوراس کے رسولوں میں جدائی ڈالنی ہے۔

خاصانِ خداخدانباشند　　　لیکن زخداجدانباشند

ولہٰذاان کی تعظیم مدارایمان ہوئی۔اوران کی ادنیٰ توہین کفر

ارسال رسول پاک کاایک مقصداعلیٰ تعظیم وتوقیر رسول ہے قال اللہ تعالیٰ انّا ارسلنك شاھدا و مبشراو نذیراO لتومنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ۔ اے نبی ہم نے تجھے بھیجا حاضروناظراورخوشخبری دینے والااورڈرسنانے والاتاکہ اے لوگوتم اللہ ورسول پرایمان لاؤ۔اوررسول کی تعظیم وتوقیر کرو۔دوم وہ کہ عظمت دینی سے اصلاًبہرہ نہیں رکھتے کہ اللہ عزوجل سے انہیں کوئی علاقۂ قرب نہیں ہے توبعد ہی ہے ان کے بدتر ذلیل ترکفارومشرکین ومرتدین مثل وہابیہ دیوبندوغیرمقلدین ہیں۔پھرباقی ضالین۔نیزصفات رذیلہ مثل کفروضلال۔اعمال خبیثہ مثل زناوشرب خمر'اخلاق رذیلہ مثل تکبروعجب اماکن نجسہ مثل معابدکفارغرض دنیاومافیہاجس جس کواللہ عزوجل سے علاقہ قرب نہیں۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔الدنیا ملعونۃ ملعون مافیہا الاماکان منہا للہ عزوجل دنیاملعون ہے اورمیں جوکچھ ملعون ہے مگروہ جواس میں سے اللہ عزوجل کے لیے ہوروہ ابونعیم فی الحلیۃ والضیاء فی المختارۃ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بسند حسن اورفرماتے ہیں ﷺ الدنیا ملعونۃ ملعون ما فیہا الاذکر اللہ وما والاہ وعالما او متعلمادنیاپرلعنت ہے اوردنیامیں جوکچھ ہے سب پرلعنت ہے۔مگراللہ کاذکراورجسے اس سے علاقہ قرب ہے

اورعالم یاطالب علم دین۔رواہ ابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ والطبرانی فی الاوسط عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما اورفرماتے ہیں ﷺ الدنیا ملعونۃ و ملعون ما فیہا الاما ابتغی بہ وجہ اللہ تعالیٰ۔دنیالعینہ ہے اورجوکچھ دنیامیں ہے سب لعین ہے مگرجس سے رضائے الٰہی مطلوب ہو۔رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔رب عزوجل فرماتا ہے ان الذین یحادون اللہ ورسولہ اولئك فی الاذلینO بیشک اللہ ورسول کے مخالف وہی سب ذلیلوں سے ذلیل تروں میں ہیں اورفرماتا ہے تبارك وتعالیٰ ان الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین فی نار جھنم خلدین فیھا اولئك ھم شر البریۃO ان الذین امنوا وعملوا الصلحت اولئك ھم خیر البریۃO بے شک تمام کافرکتابی و مشرک جہنم کی آگ میں ہیں۔ہمیشہ اس میں رہیں گے وہ تمام مخلوق الٰہی سے بدتر ہیں۔(اونٹ کی مینگنی سے بدتر' کتے' سور کے غلیظ سے بدتر) بیشک جوایمان لائے اور اچھے کام کیے وہ تمام مخلوق الٰہی سے بہتر ہیں (کعبہ وعرش سے بہتر' ملائکہ سے بہتر) جب یہ دونوں قسمیں معلوم ہوگئیں اورواضح ہواکہ قسم اول کی تعظیم تعظیم الٰہی سے جدا نہیں بلکہ بعینہٖ اسی کی تعظیم تومحل تحقیر میں غیراللہ یاخلق سے یقیناًوہی مرادہوتا ہے جسے مولاعزوجل سے علاقۂ قرب نہیں علاقہ قرب والے توجانب خالق میں ہیں نہ جانب غیرمیں دیکھوعلماءفرماتے ہیں غیرخداکے لیے تواضع حرام ہے۔ملتقط پھردرمختارمیں قُبیل فصل فی البیع نیزفتاویٰ عالمگیریہ باب 28 میں ہے۔التواضع لغیر اللہ حرام حالانکہ ماں باپ کے لیے تواضع کاقرآن عظیم میں حکم ہے۔واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ ماں باپ کے لیے نرم دلی سے ذلت کابازوبچھا۔اپنے استاد شاگردوں کے لیے بھی تواضع کاحدیث میں حکم ہے۔تواضعوا لمن تتعلمون منہ وتوضعوا لمن تعلمونہ ولا تکونوا جبابرۃ العلماء جس سے علم سیکھتے ہواس

عظیم کا فر فرماتا ہے۔ ایک قوم کا حال ارشاد فرمایا یریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ اللہ اور اس کے رسولوں میں جدائی ڈالنی چاہتے ہیں۔ پھر فرمایا اولئک ھم الکافرون حقا یہی پکے کافر ہیں۔ رسولوں کی عزت رسولوں کی عظمت اللہ عزوجل کی عزت و عظمت سے جدا ماننی اللہ اور اس کے رسولوں میں جدائی ڈالنی ہے۔

خاصانِ خدا خدا نباشند — لیکن ز خدا جدا نباشند

ولہذا ان کی تعظیم مدار ایمان ہوئی۔ اور ان کی ادنیٰ توہین کفر

ارسال رسول پاک کا ایک مقصد اعلیٰ تعظیم وتوقیر رسول ہے۔ قال اللہ تعالیٰ انا ارسلنٰک شاھدا و مبشرا و نذیرا O لتؤمنوا باللہ و رسولہ و تعزروہ و توقروہ۔ اے نبی ہم نے تجھے بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا تاکہ اے لوگو تم اللہ و رسول پر ایمان لاؤ۔ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو۔ دوم وہ کہ عظمت دینی سے اصلاً بہرہ نہیں رکھتے کہ اللہ عزوجل سے انہیں کوئی علاقۂ قرب نہیں ہے تو بعد ہی ہے ان کے بدتر ذلیل تر کفار و مشرکین و مرتدین مثل وہابیہ دیوبند و غیر مقلدین ہیں۔ پھر باقی ضالین۔ نیز صفات رذیلہ مثل کفر و ضلال۔ اعمال خبیثہ مثل زنا و شرب خمر' اخلاق رذیلہ مثل تکبر و عجب اماکن نجسہ مثل معابد کفار غرض دنیا و مافیہا جس جس کو اللہ عزوجل سے علاقہ قرب نہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ الدنیا ملعونۃ ملعون مافیھا الا ما کان منھا للہ عزوجل دنیا ملعون ہے اور میں جو کچھ ملعون ہے مگر وہ جو اس میں سے اللہ عزوجل کے لیے ہو رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ والضیاء فی المختارۃ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنھما بسند حسن اور فرماتے ہیں ﷺ الدنیا ملعونۃ ملعون ما فیھا الا ذکر اللہ وما والاہ وعالما او متعلما دنیا پر لعنت ہے اور دنیا میں جو کچھ ہے سب پر لعنت ہے۔ مگر اللہ کا ذکر اور جسے اس سے علاقہ قرب ہے

اور عالم یا طالب علم دین۔ رواہ ابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ و الطبرانی فی الاوسط عن ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنھما اور فرماتے ہیں ﷺ الدنیا ملعونۃ و ملعون ما فیھا الا ما ابتغی بہ وجہ اللہ تعالیٰ۔ دنیا لعینہ ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے سب لعین ہے مگر جس سے رضائے الٰہی مطلوب ہو۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ رب عزوجل فرماتا ہے ان الذین یحادون اللہ ورسولہ اولئک فی الاذلین O بیشک اللہ و رسول کے مخالف وہی سب ذلیلوں سے ذلیل تروں میں ہیں اور فرماتا ہے تبارک و تعالیٰ ان الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین فی نار جھنم خلدین فیھا اولئک ھم شر البریۃ O ان الذین امنوا وعملوا الصلحت اولئک ھم خیر البریۃ O بے شک تمام کافر کتابی و مشرک جہنم کی آگ میں ہیں۔ ہمیشہ اس میں رہیں گے وہ تمام مخلوق الٰہی سے بدتر ہیں۔ (اونٹ کی مینگنی سے بدتر' کتے' سوئر کے غلیظ سے بدتر) بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہ تمام مخلوق الٰہی سے بہتر ہیں (کعبہ و عرش سے بہتر' ملائکہ سے بہتر) جب یہ دونوں قسمیں معلوم ہو گئیں اور واضح ہوا کہ قسم اول کی تعظیم تعظیم الٰہی سے جدا نہیں بلکہ بعینہ اسی کی تعظیم تو محل تحقیر میں غیر اللہ یا خلق سے یقیناً وہی مراد ہوتا ہے جسے مولا عزوجل سے علاقہ قرب نہیں علاقہ قرب والے تو جانب خالق میں ہیں نہ جانب غیر میں دیکھو علماء فرماتے ہیں غیر خدا کے لیے تواضع حرام ہے۔ ملتقط پھر در مختار میں قُبَیل فصل فی البیع نیز فتاویٰ عالمگیریہ باب 28 میں ہے۔ التواضع لغیر اللہ حرام حالانکہ ماں باپ کے لیے تواضع کا قرآن عظیم میں حکم ہے۔ واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ ماں باپ کے لیے نرم دلی سے ذلت کا بازو بچھا۔ اپنے استاد شاگردوں کے لیے بھی تواضع کا حدیث میں حکم ہے۔ تواضعوا لمن تتعلمون منہ وتواضعوا لمن تعلمونہ ولا تکونوا جبابرۃ العلماء جس سے علم سیکھتے ہو اس

کے لیے تواضع کرو اور جسے سکھاتے ہو اس کے لیے تواضع کرو اور گردن کش حالم نہ بنو رواہ الخطیب عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ بلکہ خود حضور سید المرسلین ﷺ کو رب عزوجل نے صحابہ کی تواضع فرمانے کا حکم دیا واخفض جناحك لمن اتبعك من المومنين اپنے پیرو ایمان والوں کے لیے اپنا بازو نرم فرمائیے بات وہی ہے کہ ایسی جگہ غیر اللہ سے وہی مراد جسے اللہ سے علاقہ نہ ہو۔ ولہٰذا ردالمحتار میں اس عبارت درمختار کی شرح کی ای اذلال النفس لنیل الدنیا یعنی تواضع لغیر اللہ کا یہ مطلب ہے کہ دنیا ملنے کے لیے اپنے آپ کو کسی کے سامنے ذلیل کرنا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ اللہ کی لعنت اس پر جو غیر خدا کے لیے ذبح کرے رواہ احمد ومسلم والنسائی عن امیر المومنین علی کرم اللہ تعالی وجہہ حالانکہ خود حدیث کا ارشاد ہے من ذبح لضیفہ ذبیحۃ کانت فداءہ من النار جو اپنے مہمان کے لیے جانور ذبح کرے وہ دوزخ سے اس کا فدیہ ہو جائے۔ رواہ الحاکم فی تاریخہ عن جابر رضی اللہ تعالی عنہ تو وجہ وہی ہے کہ اکرام مہمان مکارم اخلاق سے تھا اور مکارم اخلاق سے رضاء الٰہی مطلوب مہمان کے لیے ذبح کرنا غیر اللہ کے لیے ذبح نہ ہوا بلکہ اللہ عزوجل ہی کے لیے۔ صوفی کہ غیر خدا کی تحقیر کرے اور اسے اونٹ کی مینگنی سے حقیر جانے قطعاً اسی کی تحقیر کرتا ہے جن کی تعظیم تعظیم الٰہی نہیں جسے مولیٰ عزوجل سے علاقہ نہیں ورنہ جانب خالق کی تحقیر کرے تو خود رب عزوجل کی تحقیر کرے گا۔ یہ صوفی کا کام ہوگا یا ابلیس لعین کا۔ ملعون ملعون ہے وہ کہ اس سے یہ سمجھے کہ مصحف شریف وانبیاء اکرام کو مینگنی سے حقیر تر بتایا ہے۔ کیا ایسا بتانے والا قرآن عظیم کی تکذیب نہیں کرتا کیا خود اللہ عزوجل کو گالی نہیں دیتا کیا تمام دین وشریعت واسلام کو پامال نہیں کرتا۔ قرآن و حدیث وشریعت ودین واسلام وایمان جن کی تعظیم کے حکم سے مملو ہیں جن کی ادنیٰ توہین کو کفر بتا رہے ہیں۔ کیا انکی ایسی تحقیر کرنے والا بجہنم۔ اس مردود کو مسلمان جاننے

والا مسلمان رہ سکتا ہے۔ کلا واللہ بل لعنھم اللہ بکفرھم فقلیلا ما یومنون۔ حضرت مخدوم صاحب تو معاذ اللہ اس معنی ملعون کے وہم سے بھی پاک ہیں۔ ہاں یہی کافر ملعون ومرتد وشیطان وابلیس ہیں جو ان کے کلام کو (اگر ان کے کلام ہے) ایسے گندے کفر پر ڈھالتے ہیں وما کفر سلیمان ولکن الشیطین کفروا سلیمان نے تو کفر نہ کیا ہاں یہ شیطان ہی کافر ہوئے۔ قاتلھم اللہ انی یوفکون بخلاف ذلیل ضلیل دہلوی اسمٰعیل علیہ اللوم والتذلیل کہ اس نے چوڑھے چمار اور چمار سے بھی ذلیل اور ناکارے لوگ اور ذرۂ ناچیز سے کم تر یہ ناپاک الفاظ صراحۃً تمام انبیائے کرام واولیائے عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو کہے۔ اس نے شرک کی چار قسمیں گھڑیں اور ان میں صراحۃً انبیاء اولیاء بھوت پری سب کو یکساں رکھا۔ تفویۃ الایمان مطبع صدیقی دہلی 1270ھ ص 9 مشکل کے وقت پکارنا شرک ہے اس بات میں اولیاء انبیاء شیطان' بھوت میں کچھ فرق نہیں جس سے یہ معاملہ کرے گا مشرک ہو جائے گا خواہ انبیاء واولیاء سے کرے خواہ بھوت سے ص 12 جو کوئی پیر پیغمبر بھوت کو ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو یا دور سے قصد کر کے جائے یا وہاں روشنی کرے ان کی قبر پر شامیانہ کھڑا کرے وہاں کے گرد وپیش کے جنگل کا ادب کرے اس پر شرک ثابت ہے۔ ص 25۔ جو کوئی کسی نبی ولی بھوت پری کو ایسا جانے وہ مشرک ہے۔'' ص 51۔ کسی مخلوق کے نام کا کردیجئے۔ ولی' نبی' بھوت' وغیر ذلک مقامات تو اس کا کلام قطعاً ماسوی اللہ کو عام اور خود حضرات انبیاء واولیاء کے بالخصوص نام انہیں بیانات ص 12.11.9 کے ثبوت کو اس نے پانچ فصلیں باندھیں جن میں سے فصل اول ص 22 میں کہا'' ہمارا جب خالق اللہ ہے تو ہم کو بھی چاہئے اپنے ہر کاموں پر اسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے۔ دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا۔ اور کسی چوڑے چمار کا کیا ذکر۔'' ص 16 میں کہا جس نے

اللہ کا حق مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑے کا حق ذلیل سے ذلیل کو دیا۔ جیسے بادشاہ کا تاج چمار کے سر پر اور یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے'' فصل سوم ص 35 پر کہا'' ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگوں کو ثابت کیجئے فصل پنجم ص 74 پر کہا'' سب انبیاء و اولیاء اس کے روبرو ایک ذرۂ ناچیز سے کمتر ہیں۔'' ان صریح ملعون کلاموں کی سند میں وہ عبارت پیش کرنی کیسی شدید کھلی بے ایمانی ہے۔ مخدوم صاحب نے اگر کہا تو دنیا اور دنیا کی چیزوں کو کہا۔ جن کو اللہ سے علاقہ نہیں۔ بیشک وہ مینگنی سے حقیر تر ہیں۔ اور اس گمراہ نے صاف صاف یہ چوہڑے چمار' چمار سے زیادہ ذلیل ناکارے لوگ ذرۂ ناچیز سے کمتر' حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور خود سید الانبیاء ﷺ کو کہا و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون O خامسا و ہابیہ ان میں سے کچھ نہیں مانتے خواہی نخواہی مدعی ہیں کہ حضرت مخدوم نے ایسا فرمایا اور یہ کہ تمام انبیاء و اولیاء حضور سید الانبیاء علیہ و علیہم الصلوٰۃ والثناء سب کو کہا والعیاذ باللہ تعالیٰ اب ان سے پوچھئے کہ یہ کہنا تمہارے نزدیک حق ہے یا باطل اگر باطل ہے تو باطل سے سند لانے والا مکار عیار اور اس سے توہین شانِ رسالت کا ہلکا پن چاہنے والا کافر بے دین فی النار ہے یا نہیں اور اگر وہ کہیں کہ وہ حق ہے اور حضرات انبیاء و سید الانبیاء ﷺ معاذ اللہ اس ناپاک مثال کے لائق ہیں تو پردہ کھل گیا۔ ہر بچہ ہر بے علم ہر ناخواندہ بشرطیکہ مسلمان ہو اور محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت پر ایمان سے اس کا دل کچھ بھی حصہ رکھتا ہو وہ تین باتوں پر فوراً یقین کر لے گا۔ (1) یہ جو انبیاء کرام و اولیاء عظام و خود حضور اقدس سید الانام علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اس ناپاک گندی مثال کے لائق بتا رہے ہیں قطعاً کافر ہیں۔ اور اللہ و رسول کے کھلے دشمن۔ کیا اسلام نے محمد رسول اللہ ﷺ کی یہی عظمت سکھائی ہے الا

لعنة الله علی الظلمین (2) اسے صاف روشن ہو جائے گا کہ ہرگز حضرت مخدوم صاحب نے ایسی ملعون بات نہ فرمائی نہ وہ یا کوئی مسلمان ایسا کہہ سکتا ہے۔ جن کے غلامانِ غلام کے غلامان غلاموں کی عمر بھر کفش برداری سے حضرت مخدوم صاحب حضرت مخدوم صاحب ہوئے اگر انہیں کو ایسا بتاتے تو خود کہاں رہتے اور اپنے آپ اس کے کتنے لاکھ درجے بدتر گندی گھناؤنی ذلیل ناپاک مثال کے قابل ہوتے نہ کہ سند لانے کے لائق مگر حاشا للہ بات وہی ہے کہ وما کفر سلیمان ولکن الشیاطین کفروا۔ حضرت مخدوم صاحب نے تو کفر نہ کیا یہ شیاطین ہی کفر رہے ہیں۔ (3) کھل جائے گا کہ اسمٰعیل دہلوی کے نجس اقوال ایسے ہی خبیث و ناپاک ہیں کہ ان کو بنانے کے لیے انبیاء و اولیاء خود محمد رسول اللہ ﷺ کو ایسی گندی مثال ایسی سڑی دشنامیں دینے کی حاجت ہوتی ہے پھر وہ گالیاں اللہ و رسول پر تو چسپاں ہو نہیں سکتیں وہ پاک و منزہ ہیں۔ انہیں اسمٰعیل پرستوں کے کفر خبیث پر اور رجسٹری ہوتی ہے کہ ان کے دل میں اتنی قدر ہے اللہ واحد قہار کے حبیب اکرم و خلیفہ اعظم محمد رسول اللہ کی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واخذ اعداء ہ باشد النقم امین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

کتبہ
عبدہ المذنب احمد رضا بریلوی
عفی عنہ بمحمد المصطفیٰ النبی الامی
صلی اللہ علیہ وسلم



مسئلہ:۔ از گڑھی اختیار خاں تحصیل خان پور ریاست بہاول پور مرسلہ جناب محمد یار صاحب واعظ 9 شعبان المعظم 1344ھ قبلہ معتقدین دام ظلہم۔ از خاکسار محمد یار مشتاق دیدار بعد نیاز۔ شب معراج آپ کا قصیدہ معراجیہ پڑھا گیا جس پر وہابیوں نے دولہا دلہن کے متعلق شور اٹھایا کہ اللہ جل جلالہ وحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں ان الفاظ کا استعمال کرنا موجب کفر ہے۔ شب برات کو یہاں گڑھی اختیار خاں میں ان الفاظوں کے متعلق وہابیوں کی طرف سے میرے ساتھ ایک طویل بحث ہونے والی ہے۔

اے مجدد بمن بے سروساماں مددے قبلہ دین مددے کعبہ ایمان مددے

ضرور مہربانی فرما کر دلائل قاطع سے اس تشبیہ کا ثبوت مدلل کر کے اس ہفتہ میں بھیج کر مسلمانانِ اہل سنت وجماعت کو عزت بخشی حضور پر فرض سمجھی جا رہی ہے۔ یہ فی سبیل اللہ بصدقہ روضہ رسول اللہ ﷺ اس کام کو سب کاموں پر مقدم فرما کر وہ تحریر فرما دیں کہ موجب اطمینان اہل اسلام ہو۔

الجـــــــــــــواب

اللہ عزوجل نے وہابیہ کی قسمت میں کفر لکھا ہے انہیں ہر جگہ کفر ہی کفر سوجھتا ہے۔ قصیدۂ مذکورہ میں دو جگہ دلہن کا لفظ ہے اور چار جگہ دولہا کا وہ اشعار یہ ہیں۔

نئی دلہن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا' سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

نظر میں دولہا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے
سیاہ پردے کے منہ پر آنچل تجلی ذات بحت سے تھے

دلہن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلافِ مشکیں جو اڑ رہا تھا' غزال نافے بسا رہے تھے

خدا ہی دے صبر جانِ پرغم' دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم
جب ان کی جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولہا بنا رہے تھے

بچا جو تلوؤں کا دھوون بنا وہ جنت کا رنگ و روغن
جنہوں نے دولہا کی پائی اترن وہ پھول گلزار نور کے تھے

جھلک سی اک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دولہا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے

ان میں کونسی جگہ اللہ عزوجل کو معاذ اللہ دلہن یا دولہا کہا گیا ہے ولکن الوھابیۃ قوم یفترون۔ وہابیہ کی بنائے مذہب کذب وافترا پر ہے اور کیونکر نہ ہو ان کے پیشوا اسمٰعیل دہلوی نے اپنے معبود کے لیے جھوٹا ہونا روا رکھا ہے۔ ہاں مشیخت بنی رکھنے کے لیے جھوٹ سے بچتا ہے اب اگر یہ بھی جھوٹ سے بچیں تو عابد ومعبود برابر ہو جائیں۔ اس لیے ان کے دین میں نماز سے بھی بڑھ کر فرض ہوا کہ جھوٹ بکا کریں کہ کسی طرح اپنے ساختہ معبود سے تو کم رہیں۔ ضعف الطالب والمطلوب لبئس المولی ولبئس العشیر۔ شعر اول میں تو دلہن کسی کو بھی نہ کہا۔ اپنے معنی حقیقی پر ہے زینت کعبہ کو نئی دلہن کی زیبائش سے تشبیہ دی ہے جس طرح ان حدیثوں میں جنت کی جنبش سرور کو دلہن کی نازش سے۔

خطیب نے تاریخ بغداد میں عقبہ بن عامر جہنی اور طبرانی نے معجم اوسط میں عقبہ اور انس دونوں اور ازدی نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہم سے روایت کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب جنت کو دونوں شہزادوں امام حسن وامام حسین علی جدہما الکریم وعلیہما الصلوٰۃ والتسلیم کا اس میں تشریف رکھنا معلوم ہوا ماست الجنۃ میسا کما تمیس العروس فی خدرھا جنت خوشی میں جھومنے لگی جیسے نئی دلہن فرحت سے

جھوے۔ شعر سوم میں کعبہ معظمہ کو دلہن کہا اور مکان آراستہ کو دلہن کہنا محاورہ صحیحہ شائعہ ہے۔ امام احمد مسند میں انس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ عسقلان احدی العروسین یبعث منها یوم القیمة سبعون الفا لا حساب علیهم۔ عسقلان دو دلہنوں میں کی ایک ہے۔ روز قیامت اس میں سے ستر ہزار ایسے اٹھیں گے جن پر حساب نہیں۔ مسند الفردوس میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں طوبی لمن اسکنه الله تعالی احدی العروسین عسقلان اوغزة شادمانی ہے اسے جس کو اللہ تعالیٰ دو دلہنوں میں سے ایک میں بسائے عسقلان یا غزہ۔ باقی چار اشعار میں حضور اقدس ﷺ کو دولہا کہا ہے۔ اور وہ بے شک تمام سلطنت الٰہی کے دولہا ہیں۔ امام احمد قسطلانی' مواہب لدنیہ شریف میں نقل فرماتے ہیں۔ هو صلی الله تعالی علیه وسلم رای صورة ذاته المبارکة فی الملکوت فاذا هو عروس المملکة نبی ﷺ نے شب معراج عالم ملکوت میں اپنی ذات مبارکہ کی تصویر ملاحظہ فرمائی تو دیکھا کہ حضور تمام سلطنت الٰہی کے دولہا ہیں ﷺ دلائل الخیرات شریف میں ہے اللهم صل علی محمد بحر انوارك و معدن اسرارك ولسان حجتك وعروس مملکتك۔ الٰہی درود بھیج محمد ﷺ اور آپ کی آل پر جو تیرے انوار کے دریا اور تیرے اسرار کے معدن اور تیری حجت کی زبان اور تیری سلطنت کے دولہا ہیں۔ علامہ محمد فاسی اس کی شرح مطالع المسرات میں فرماتے ہیں۔

مملکتك هو موضع الملك شبه بمجتمع العرس وما فیه من الاحتفال و التناهی فی الصنیع والتانق فی محسناته وترتیب اموره و کونه جدید اظریفا واهله

فی فرح وسرور و نعمة وحبور فرحین بعروسهم راضین به محبین مکرمین له مؤتمرین لامره متنعمین به بانواع لمشتهیات بدلیل اثبات اللازم الذی هو العروس والمعهود تشبیه مجتمع العرس بالمملکة وعکس التشبیه هنا لا قتضاء المقام ذلك لیفیدان سر المملکة ونکتتها ومعناها الذی لاجله کانت هو المصطفی صلی الله تعالی علیه و سلم کما ان سر مجتمع العرس ونکتته ومعناه الذی لاجله کان هو العروس والمصطفی صلی الله تعالی علبه وسلم هو الانسان الکبیر الذی هو الخلیفة علی الاطلاق فی الملك والملکوت قد خلعت علیه اسرار الاسماء والصفات ومکن من التصرف فی البسائط والمرکبات والعروس یحاکی شانه شان الملك السلطان فی نفوذ الامر وخدمة الجمیع له وتفرغهم لشانه ووجدانه ما یحب ویشتهی مع الرای واصحابه فی مؤنته وتحت اطعامه فتم التشبیه وتمکنت الاستعارة۔

اس عبارت سراپا بشارت کا خلاصہ یہ ہے کہ امام محمد بن سلیمان جزولی قدس سرہ الشریف نے اس درود مبارک میں سلطنت کو برات کے مجمع سے تشبیہ دی کہ اس میں کیسا اجتماع ہوتا ہے اور اس کی آرائشیں انتہا کو پہنچائی جاتی ہیں سب کام قرینے سے ہوتے ہیں ہر چیز نئی اور خواہش آئند' لوگ دولہا پر شاد و فرحاں اس کے چاہنے والے اس کی

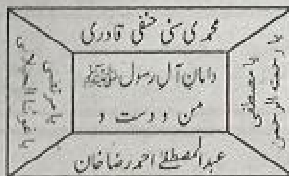
تعظیم واطاعت میں مصروف اس کے ساتھ قسم قسم کی من مانی نعمتیں پاتے ہوئے اور عادت یوں کہ برات کے مجمع کو سلطنت سے تشبیہ دیتے ہیں یہاں اس کا عکس سمجھا جائے کہ جس طرح برات کے مجمع کا مغز وسبب دولہا ہوتا ہے۔ یوہیں تمام سلطنت الٰہی کے وجود کا سبب اور اس کے اصل وراز ومغز ومعنی صرف مصطفیٰ ﷺ ہیں ع دولہا کے دم کے ساتھ یہ ساری برات ہے۔ اس لیے کہ حضور تمام ملک وملکوت پر اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں جن کو رب عزوجل نے اپنے تمام اسماء وصفات کے اسرار کا خلعت پہنایا اور ہر مفرد ومرکب میں تصرف کا اختیار دیا۔ دلہا بادشاہ کی شان دکھاتا ہے اس کا حکم برات میں نافذ ہوتا ہے سب اس کی خدمت کرتے اور اپنے کام چھوڑ کر اس کے کام میں لگے ہوتے جس بات کو اس کا جی چاہے موجود کی جاتی ہے چین میں ہوتا ہے اور سب براتی اس کی خدمت میں اور اس کے طفیل میں کھانا پاتے ہیں یوہیں مصطفیٰ ﷺ عالم میں بادشاہ حقیقی عزوجل کی شان دکھاتے ہیں ان کا حکم نافذ ہے سب ان کے خدمتگار زیر فرمان ہیں وہ جو چاہتے ہیں اللہ عزوجل موجود کر دیتا ہے کہ ماارى ربك الا يسارع فى هواك صحیح بخاری شریف کی حدیث ہے کہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس ﷺ سے عرض کرتی ہیں۔ حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں شتابی فرماتا ہے۔ تمام جہان حضور کے صدقہ میں حضور کا دیا کھاتا ہے۔ انما انا قاسم والله المعطى صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ حضور پر نور ﷺ فرماتے ہیں کہ ہر نعمت کا دینے والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں۔ یوں تشبیہ کامل ہوئی اور حضور اقدس ﷺ تمام سلطنت الٰہی کے دولہا ٹھہرے۔ والحمد لله رب العالمين۔ ان تقریرات سے واضح ہوا کہ ان معانی پر دولہن، دولہا، زوج وزوجہ کی طرح ہم مفہوم متضائف نہیں۔ عسقلان وغزہ کو حدیث نے دلہنیں فرمایا دولہا کون ہے۔ بیہقی شعب الایمان میں امیر المومنین مولا علی رضی اللہ عنہ سے بسند حسن روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ

ﷺ فرماتے ہیں۔ لكل شئ عروس وعروس القرآن الرحمن ہر شے کی جنس میں ایک دلہن ہوتی ہے اور قرآن عظیم میں سورۃ الرحمٰن دلہن ہے۔ یہاں کسے دولہا ٹھہرائیے گا۔ تو قصیدہ سے وہ مہمل ملعون خیال پیدا کرنا کسی ایسے ہی کا کام ہوگا مگر حدیثیں تو اس سے بڑھ کر اوہام باطلہ پر قہر ڈھائیں گی۔ حاکم صحیح مستدرک اور امام الائمہ ابن خزیمہ اپنی صحیح اور بیہقی سنن میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ ان الله تعالى يبعث الايام يوم القيامة على هياتها ويبعث يوم الجمعة زهراء منيرة اهلها يحفون بها كالعروس تهدى الى كريمها۔ بے شک اللہ عزوجل قیامت کے دن سب دنوں کو ان کی شکل پر اٹھائے گا اور جمعہ کو چمکتا ہوا روشنی دیتا جمعہ پڑھنے والے اس کے گرد جھرمٹ کیے ہوئے جیسے نئی دلہن کو اس کے گرامی شوہر کے یہاں رخصت کر کے لے جاتے ہیں۔ امام اجل، ابوطالب کی قوت القلوب اور امام حجۃ الاسلام محمد غزالی احیاء میں فرماتے ہیں۔ قال صلى الله تعالى عليه وسلم ان الكعبة تحشر كالعروس المزفوفة (وقال الشارح الى بعلها) وكل من حجها يتعلق باستارها يسعون حولها حتى تدخل الجنة فيدخلون معها یعنی رسول ﷺ نے فرمایا بے شک کعبہ روز قیامت یوں اٹھایا جائے گا جیسے شب زفاف دلہن کو دولہا کی طرف لے جاتے ہیں۔ تمام اہل سنت جنہوں نے حج مقبول کیا اس کے پردوں سے لٹکے ہوئے اس کے گرد دوڑتے ہوں گے۔ یہاں تک کہ کعبہ اور اس کے ساتھ یہ سب داخل جنت ہوں گے۔ نہایہ امام ابن الاثیر میں ہے۔ منه الحديث يزف على بينى وبين ابراهيم عليه الصلوٰة والسلام الى الجنة ان كسرت الزاى فمعناه يسرع من زف فى مشيه وازف اذا اسرع وان فتحت فهو من زففت العروس ازفها اذا اهديتها الى زوجها یعنی اسی باب سے ہے یہ حدیث کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ علی مرتضیٰ

میرے اورابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیچ میں جنت کی طرف خوش خوش تیز چلیں گے یا میرے اوران کے بیچ میں جنت کی طرف انہیں یوں لے جائیں گے جیسی نئی دلہن کو دولہا کے یہاں لے جاتے ہیں۔امام اجل ابن المبارک' وابن ابی الدنیا وابو الشیخ اورابن النجار کتاب الدرر الثمینہ فی تاریخ المدینہ میں کعب احبار سے راوی کہ انہوں نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے بیان کیااور کتاب التذکرہ میں امام ابوعبداللہ محمد قرطبی کے لفظ یہ ہیں کہ روی ابن المبارك عن عائشة رضی الله تعالی عنها انها قالت ذكروا رسول الله صلی الله علیه وسلم وكعب الاحبار حاضر فقال كعب الاحبار یعنی امام ابن المبارک نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کا ذکر پاک تھااوراس وقت کعب احبار حاضر تھے تو کعب نے کہا ہر صبح ستر ہزار فرشتے اتر کر مزار اقدس حضور سید عالم ﷺ کا طواف کرتے اوراس کے گرد حاضر رہ کر صلاۃ وسلام عرض کرتے رہتے ہیں۔یوہیں ستر ہزار رات میں حاضر رہتے ہیں اور ستر ہزار دن میں حتی اذا انشقت عنه الارض خرج فی سبعین الفا من الملائكة یزفونه صلی الله تعالی علیه وسلم جب حضور انور ﷺ مزار مبارک سے روز قیامت اٹھیں گے ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ باہر تشریف لائیں گے جو حضور کو بارگاہِ رب العزت میں یوں لے چلیں گے جیسے نئی دلہن کمال اعزاز وفرحت وسرور وراحت وآرام وتزک واحتشام کے ساتھ دولہا کی طرف لے جاتے ہیں۔مجمع بحار الانوار میں بعلامت ط علامہ طیبی شارح مشکوٰۃ سے بعد ذکر حدیث علی رضی اللہ عنہ مثل عبارت مذکورۂ نہایہ ہے۔ومنه فی الوجهين فی سبعین الفا من الملئكة یزفونه صلی الله تعالی علیه وسلم شیخ محقق محدث دہلوی قدس سرہ مدارج میں اسی حدیث کے ترجمہ میں فرماتے ہیں "چون مبعوث میگردداز قبر شریف بیرون می آید میان این فرشتگان زفاف می کنند او را وزفاف

دراصل بمعنی بردن عروس بخانہ زوج ومراد اینجالازم معنی ست کہ بردن محبوب ست پیش محب یعنی بردن آنحضرت ﷺ بدرگاہ عزت۔"اب وہابیہ بولیں کس کس کو کافر کہیں گے مگران کی اس پر تنبیہ بیکار۔ان کے اصل مذہب کی بناہی اس پر ہے کہ اللہ ورسول تک کو معاذ اللہ مشرک بناتے ہیں۔پھراور کسی کی کیا گنتی۔اُن کے امام نے تقویۃ الایمان میں صاف لکھ دیا کہ جو کہے اللہ ورسول نے دولت مند کر دیا وہ مشرک ہے۔ حالانکہ بعینہٖ یہ کلمہ خود اللہ عزوجل وسید المرسلین ﷺ نے قرآن عظیم وحدیث صحیح میں فرمایا ہے۔قال الله تعالی وَمَا نَقَمُوْا اِلَّا اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ اور انہیں کیا برا لگا یہی نا کہ اللہ ورسول نے انہیں دولتمند کر دیا اپنے فضل سے۔صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وما ینقم ابن جمیل الا انه كان فقيرا فاغناه الله ورسوله۔ابن جمیل کو کیا برا لگا۔آخر یہی کہ وہ محتاج تھا اللہ ورسول نے اس کو دولتمند کر دیا۔مسلمان دیکھیں کہ وہ بات جو اللہ جل وعلا نے فرمائی۔اللہ کے رسول کریم ﷺ نے فرمائی۔وہابیہ کا امام منہ بھر کر کہہ رہا ہے کہ جوایسا کہے مشرک ہے۔پھر بھلا جس مذہب میں اللہ ورسول تک معاذ اللہ مشرک ٹھہریں اس سے مسلمانوں کو کافر کہنے کی کیا شکایت۔ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ
عبدہ المذنب احمد رضا بریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفی النبی الامی
صلی اللہ علیہ وسلم



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا یاں رہے
چڑ کہے نجدی کہ ہوں امت رسول اللہ (ﷺ)

☆☆☆☆☆☆☆☆

ان چند ورقوں میں ایک حنفی اور وہابی کا مکالمہ ہے جس میں

وہابیت کی تصویر عریانی

دکھائی گئی ہے۔

اور بتایا گیا ہے کہ وہابیوں کو اپنے مذہب میں یہ یہ مزے اور عیش ہیں جنکی وجہ سے یہ اپنے مذہب کو ترک کرنا نہیں چاہتے اور جن کی وجہ سے بعض جاہل مسلمان وہابیت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

مؤلفہ: حضرت مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب کوٹلی لوہاراں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا باب

ایک روز کا ذکر ہے کہ ہم نے کسی شہر میں دو آدمی آپس میں مذہبی باتیں کرتے ہوئے دیکھے۔ چونکہ ہمیں بھی مذہبی باتوں کے ساتھ دلچسپی ہے۔ اس لیے ہم سننے کے لیے کھڑے ہوگئے۔ ایک ان میں سے حنفی مقلد تھا۔ جس کا نام ''محمد حنیف'' ہے۔ دوسرا وہابی غیر مقلد جس کا نام ''عبدالوہاب'' ہے۔

محمد حنیف:۔ کیوں عبدالوہاب! تم جو ہر روز مجھے اپنے مذہب کی طرف بلایا کرتے ہو۔ اور اس امر کی ترغیب دیا کرتے ہو کہ میں تقلید سے منہ موڑ امام صاحب کو چھوڑ فرقہ وہابیہ میں چلا آؤں۔ فرمایئے تو! وہابیت میں وہ کون سے ایسے فوائد موجود ہیں جو حنفی مذہب میں مفقود ہیں۔ میں خدا کے فضل سے حنفی ہوں۔ نماز پڑھتا ہوں۔ روزہ رکھتا ہوں۔ زکوٰۃ دیتا ہوں۔ فریضہ حج ادا کرلیا ہے۔ اب بتوفیق الٰہی نفلی حج بھی کرنے کا ارادہ ہے اللہ اور اس کے ملائکہ ورسل اور اس کی کتابوں پر میرا ایمان ہے اور اس امر کا مصدق ہوں کہ مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم سید الرسل ہیں اور آپ کی بعثت بپئے دوجہان ہے۔ آپ کی تشریف آوری سے اکمال دین ہوا اور حضور کا وجود باوجود خاتم النبیین ہوا۔ آپ کے بعد کسی نبی ورسول کا پیدا ہونا محال ہے اور آپ کے بعد مدعی ہونے والا کافر ودجال ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی میرے دل میں عزت ومحبت ہے۔ ان سے بغض رکھنے والوں سے مجھے نفرت وعداوت ہے۔ مانتا ہوں کہ بعد الرسل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔ جانتا ہوں کہ آپ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے جانشین اور خلیفہ اول ہیں۔ آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ افضل وذیشان ہیں۔ ان کے بعد فضیلت وبرتری کے مالک حضرت عثمان ہیں۔ ان کے بعد فضیلت حضرت علی کرم

اللہ وجہہ کے سر پر ہے۔ اصحاب ثلٰثہ کے بعد پھر آپ ہی کا مرتبہ ہے۔ تو فرمایئے کہ ایک پکے سچے مومن و مسلمان میں جن اعتقادات اعمال کا ہونا ضروری ہے۔ وہ حنفی مذہب کی تعلیم ہے ہی۔ پھر وہ کون سے ایسے فوائد ہیں۔ جن پر فرقہ وہابیہ کو ناز ہے۔ اور جن پر یہ فرقہ دوسروں کو اپنی طرف بلاتا ہے اور اپنے مذہب کی مدح سرائی میں رطب اللسان نظر آتا ہے۔ عبد الوہاب! آج میں تم سے یہی دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ مہربانی سے اپنے مذہب کے فوائد سناؤ۔ اور مجھے سمجھاؤ کہ تمہارے مذہب میں کیا خوبی ہے۔

عبد الوہاب:۔ ارے یار اچھی کہی! آج تک تمہیں ہمارے مذہب کے فوائد ہی نامعلوم ہیں۔ میرے خیال میں اسی لاعلمی کی وجہ سے احناف ہمارا مذہب اختیار کر لینے سے مجبور ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ آج تمہیں ہمارے مذہب کی خوبیاں اور اس کے فوائد دریافت کرنے کا شوق تو ہوا۔ مجھے یقین کامل ہے کہ تم اقرار کرو گے کہ جو خوبیاں ہمارے مذہب میں ہیں۔ وہ مذہب حنفی میں ہرگز نہیں۔ اچھا لو سنو! یہ تو ہے ہی کہ حنفی اپنے آپ کو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب بتاتے ہیں۔ اور ہم لوگ اپنے آپ کو محمدی کہلاتے ہیں۔ حنفی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے۔ اگر انہیں مانتے تو بجائے حنفی کے محمدی کہلاتے۔ یونہی حنفی امام صاحب کا ہی فرمان تسلیم کرتے ہیں۔ حدیث سے ان کا واسطہ نہیں۔ ہم لوگ محمدی ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمارا ایمان ہے۔ ان کی احادیث پر ہم میں سے ہر ایک قربان ہے۔ ہم نہ حنفی نہ شافعی ...... نہ حنبلی نہ مالکی بلکہ ہم ....

محمد حنیف:۔ قطع کلام معاف! مہربانم اپنے مذہب کے فوائد بیان فرمایئے۔ ادھر ادھر مت جایئے۔ حنفی کہلانا اس امر کو مستلزم نہیں کہ ہم محمدی نہیں۔ مثلاً ایک شخص......

عبد الوہاب:۔ یہ مثلاً وثلاً کیسی ہونے لگی۔ تمہیں اگر کچھ دریافت کرنا ہو تو کرو۔ تم تو لگے مناظرہ کرنے، میں مناظرہ وناظرہ نہیں جانتا۔ اگر خاموش رہ کر سنو! تو بیان کروں۔ ورنہ سلام علیکم!

محمد حنیف:۔ ارے یار! چلے کہاں! ڈرو مت۔ میں مناظرہ نہیں کرتا۔ میں تو صرف یہ کہنے کو تھا کہ حنفی کہلانا اس امر کو مستلزم نہیں کہ ہم محمدی نہیں مثلاً زید کہتا ہے۔ انا کاتب میں کاتب ہوں۔ زید کے اس قول سے یہ لازم نہیں آتا کہ زید عالم نہیں ہو سکتا ہے کہ زید کاتب بھی ہو۔ عالم بھی۔ پھر زید کے اس قول سے کہ انا کاتب یہ کہہ دینا کہ زید عالم نہیں، سخت حماقت ہے۔ جناب والا! جو اپنے آپ کو محمدی فرماتے ہیں۔ تو کیا آپ اللہ تعالیٰ کے منکر ہوئے۔ اس لیے کہ اگر آپ اللہ کے ماننے والوں میں سے ہوتے تو بجائے محمدی کے آپ اپنا نام اللٰہی رکھتے۔ یونہی آپ قرآن پاک کے بھی منکر ٹھہرے۔ اس لیے کہ اگر آپ کا قرآن پاک پر ایمان ہوتا تو بجائے اہل حدیث کہلانے کے اہل قرآن کہلاتے۔ اور اگر آپ حضرات محمدی کہلا کر بھی اللہ والوں میں سے ہو سکتے ہیں۔ اہل حدیث کہلا کر بھی قرآن کے ماننے والوں میں سے ہو سکتے ہیں۔ تو ہم حنفی کہلا کر محمدی کیوں نہیں ہو سکتے کیوں جناب میں تو صرف اتنی ہی عرض کرنے کو تھا مگر تم تو لگے بگڑنے۔ کہ میں مناظرہ وناظرہ کرنا نہیں جانتا اور سلام علیکم کہہ کر چلنے کو بھی تیار ہو گئے۔

عبد الوہاب:۔ بھائی حنیف! اتنی فرصت نہیں کہ تمہیں اعتراضات کا بھی موقعہ دوں اور پھر ان کا جواب دوں۔ اگر ہمارے مذہب کے کچھ فوائد سننا چاہتے ہو تو غور سے سنو۔ اگر کوئی اعتراض ہو تو آج اسے دل میں ہی رہنے دینا۔ کل رفع شکوک کر دوں گا اس وقت جو تم نے ہم پر بہتان باندھے ہیں کہ ہم خدا کے منکر ہیں۔ قرآن پر ہمارا ایمان نہیں۔ نہایت افسوس ہے ہم نے کب کہا ہے کہ ہم خدا کے منکر

ہیں اور قرآن پر ہمارا ایمان نہیں۔ کیا ہی اچھا ہو اگر تم اس بہتان عظیم کو واپس لے لو۔

محمد حنیف:۔ ہم نے کب کہا تھا کہ ہم (معاذ اللہ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں۔ اور حدیث سے ہمیں واسطہ نہیں۔ جو آپ نے ابتداء فرمایا کہ حنفی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے اور حدیث سے ان کا واسطہ نہیں۔ کیا ہی اچھا ہو۔ اگر پہلے آپ اس بہتان عظیم کی معافی طلب کرلیں۔

عبدالوہاب:۔ سلام علیکم!

محمد حنیف:۔ کدھر؟

عبدالوہابؔ: گھر!

محمد حنیف:۔ کیوں؟

عبدالوہاب:۔ اس لیے کہ تم طالب حق نظر نہیں آتے کہا تو یہ کہ مجھے اپنے مذہب کے فوائد سناؤ۔ جو میں سنانے لگا تو لگے میری ہر بات پر جرح وقدح کرنے۔ بھائی اگر طلب حق مقصود ہے۔ تو خاموش رہ کر ہمارے مذہب کے فوائد سنو!

حنیف:۔ اچھا کہو۔ اب نہ بولوں گا۔ چپکے سنوں گا۔

عبدالوہاب:۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ ہم ہی ہیں۔ جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابعدار اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔ ہم محمدی ہیں۔ ہم اہل حدیث ہیں۔ حدیث پر ہمارا ایمان ہے۔ چونکہ حدیث میں آتا ہے۔ الـــدیــن یســـر دین آسان ہے بنابریں ہمارے مذہب میں بہت سی سہولتیں اور آسانیاں ہیں۔ جو مذہب حنفی میں ہرگز ہرگز نہیں اچھا حنیف بتاؤ۔ تمہارے گھر اگر کنوئیں میں کوئی پیشاب کردے یا چوہا یا مرغی گر کر مرجائے۔ یا اتفاقاً کنوئیں میں کتا گرے اور مرجائے تو تم کیا کرتے ہو؟

حنیف :۔ ہم اس کا پانی استعمال کرنا چھوڑ دیتے ہیں تاوقتیکہ اس کا سارا پانی یا جتنا ہمارے مولوی صاحب حکم دیں نہ نکالا جائے اس پانی سے وضواور غسل ترک کر دیتے ہیں۔ نہ پیتے ہیں۔ نہ کسی اور طرح استعمال کرتے ہیں۔

عبدالوہاب :۔ تو بھائی حنیف! پھر یہ کتنی تکلیف ہے۔ اگر کسی وقت کوئی ایسا مزدور نہ ملے جو پانی نکال دے تو خود تکلیف کرنی پڑے۔ اگر مزدور مل جائے۔ تو اسے روپے دینے پڑیں۔ ہر حالت میں نقصان۔ آؤ ہمارے مذہب کی خوبی ملاحظہ کرو۔ کہ کنوئیں میں اگر بچہ پیشاب کر دے یا کسی کا پاخانہ گر جائے۔ چوہا گر کر مر جائے۔ چوہا تو کیا کتا بھی گرے اور مر جائے تو جب تک پانی کا رنگ، بو، مزا نہ بدلے۔ ہمارا مذہب اس پانی کو پلید انہیں کہتا ہمارا مذہب بخوشی اجازت دیتا ہے کہ ہم اس کنوئیں کا پانی پیئیں۔ وضو کریں۔ غسل کریں۔ کھانا پکائیں چاہے جو کچھ کریں۔ سب جائز ہے۔ کہو حنیف! کیا اس عظیم الشان خوبی اور فائدہ کو تم مذہب حنفی میں پاتے ہو۔ بخدا ہر گز ہر گز یہ خوبی تمہارے مذہب میں نہیں اس خوبی اور فائدہ کا فخر ہمارے مذہب کو حاصل ہے۔ بولو حنیف! کیا یہ فائدہ تمہارے مذہب میں ہے؟

حنیف :۔ خود تم کہہ چکے ہو کہ میرے مذہب کے فوائد خاموش ہو کر سنو۔ پھر اب یہ بولنے کی درخواست کیسی؟

عبدالوہاب :۔ لاحول ولا قوۃ! کیا تمہیں بالکل گونگا ہی بن جانے کو کہا تھا۔ بندۂ خدا اتنا تو کہو کہ تمہارے مذہب میں یہ فائدہ ہے؟

حنیف :۔ واقعی یہ فائدہ ہمارے مذہب میں نہیں یہ فائدہ شایان شان وہابیت ہی ہے۔ فی الواقعہ وہابیوں کو یہ بہت بڑی سہولت میسر ہے کہ نہ ہاتھ پیر ہلیں۔ نہ کسی

۱؎ دیکھو عرف الجاوی ص ۹ روضۃ الندیہ ص ۴ بدور الاہلہ۔ ص ۲۰۔ و بنیان مرصوص ص ۱۶ اہل حدیث ۲۷ فروری ۱۹۲۵ء نزل الابرار ص ۲۹ جلد (۱)

مزدور کو کچھ دینا پڑے۔ بن کسی محنت و مشقت کے وہ پانی پاک ہے۔ اور عبدالوہاب شاید تم بیان کرنا بھول گئے کہ آپ کے مذہب میں یہ بھی اجازت ہوگی کہ وہ مرا ہوا چوہا یا کتا جو کچھ کنوئیں میں گر گیا ہے۔ بے شک کنوئیں کے اندر ہی رہے آپ کے مذہب نے اسے نکالنے کی بھی آپ لوگوں کو تکلیف نہ دی ہوگی۔

عبدالوہاب:۔ کیسی باتیں کرتے ہو؟ کیا وہ کتا یا چوہا۔ مردار کنوئیں کے اندر ہی چھوڑ دیا جائے گا۔ بندۂ خدا اسے تو نکالا ہی جائے گا۔

حنیف:۔ تو عبدالوہاب! پھر یہ کتنی تکلیف ہوئی اگر کسی وقت کوئی ایسا مزدور نہ ملے۔ جو مردار کتا نکال دے تو خود جناب کو مبارک ہاتھوں سے، مردار کھینچنا پڑے۔ اگر مزدور مل جائے تو روپے ڈھیلے کرنے پڑیں۔ ہر حالت میں نقصان۔ میرے خیال میں جناب بھول رہے ہیں۔ آپ کے مذہب میں اس کی بھی اجازت ہوگی کہ مردار بے شک کنوئیں میں پڑا رہے۔ اس کے نکالنے کی بھی آپ کو ہرگز تکلیف نہیں دی گئی ہوگی۔

عبدالوہاب:۔ یار حنیف! بات تو تمہاری معقول ہے۔ مگر میں عالم تو ہوں نہیں۔ شائد ہمارا مذہب اس کی بھی اجازت دیتا ہو۔ انشاء اللہ! میں اس امر کو اپنے کسی عالم سے دریافت کر کے کل تمہیں بتاؤں گا۔ یقین ہے کہ ہمارے مولوی صاحب یہی فرمائیں گے جو تمہارا خیال ہے۔ واقعی ہمارے مذہب میں اس امر کی بھی اجازت ہونی چاہیے کہ کنوئیں سے مردار نکالنے کی بھی ضرورت نہیں۔ اس لیے کہ جیسے پانی نکالنے میں تکلیف ہے۔ یونہی مردار کھینچنے میں بھی ہے بلکہ اس میں تو کراہت طبعی بھی ہے۔

حنیف:۔ اچھا کوئی اور ایسا فائدہ بیان کرو جو تمہارے مذہب میں موجود اور ہمارے مذہب میں مفقود ہے۔

عبدالوہاب:۔ ہاں اور سنو! بتاؤ اگر تم نے وضو کر لیا ہو۔ پھر تمہاری نکسیر جاری ہو جائے یا خون نکل آئے۔ یا قے آ جائے تو تم کیا کرتے ہو؟

حنیف:۔ بھئی ہمیں تو پھر سے وضو کرنا پڑتا ہے۔ ان چیزوں سے ہمارا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

عبدالوہاب:۔ تمہارے مذہب میں تو وضو ٹوٹ گیا۔ مگر ہمارے مذہب کی تعلیم ماشاء اللہ ایسی پختہ ہے کہ یہ خون و نکسیر اور قے کیا شے ہیں۔ جو ہمارے وضو کو توڑ سکیں۔ ایام سردی میں اگر تم نے مرتے مرتے سرد پانی سے وضو کیا ہو تو پھر ذرا سا خون بہا۔ یا تمہاری نکسیر جاری ہوئی تو تمہارا وضو ٹوٹا۔ تمہیں اتنی شدت کی سردی میں پھر سے سرد پانی سے وضو کرنا پڑا۔ ہمارے مذہب میں عظیم الشان فائدہ دیکھو کہ اگر وضو کر لینے کے بعد آدمی لہولہان بھی ہو جائے قے چاہے جتنی آ جائے۔ نکسیر چاہے جتنی بہہ جائے۔ وضو ہرگز نہیں ٹوٹتا۔ مزے سے بیٹھے رہو۔ دوبارہ سردی میں باہر نکلنے کی ضرورت نہیں اس وضو سے نماز پڑھ لو۔ کہو ہمارے مذہب میں یہ کتنا زبردست فائدہ ہے۔

حنیف:۔ بے شک تمہیں تو یار بڑے مزے ہیں۔ ذرا اتنا اور بتا دیجئے کہ کیا تمہارا مذہب اس فائدہ کو بھی متضمن ہے۔ کہ اگر کسی کمزور اور بڈھے کا۔ کھانسنے سے یا کسی اور وجہ سے قطرہ پیشاب کا نکل آئے۔ تو اسے بھی اجازت ہے کہ اسی وضو سے نماز پڑھ لے۔ سردی میں بیچارے بڈھے مریض کو دوبارہ وضو کرنے کی تکلیف نہ دی جائے۔

عبدالوہاب:۔ نہیں نہیں اسے تو ضرور وضو کرنا ہوگا۔

حنیف:۔ ارے یار فائدہ تو اس بڈھے کے حق میں چاہیے تھا۔ یہ کیسی بے انصافی ہے کہ ایک نوجوان پہلوان خون میں لہولہان ہو جائے۔ تو اس کا وضو نہ ٹوٹے

وہ بیٹھا رہے۔ اسی وضو سے نماز پڑھ لے۔ تاکہ اسے شدت سردی میں دوبارہ وضو کرنے سے تکلیف نہ ہو اور ایک بیچارے کمزور بڈھے مریض کا ذرا سا ایک قطرہ پیشاب نکل آئے تو اس کا وضو نہ رہے وہ بیچارہ بڈھا اگر برف بھی پڑ رہی ہو۔ تو پہلے وضو سے نماز نہیں پڑھ سکتا۔

عبدالوہاب:۔ لگے پھر تم جرح و اعتراض کرنے کم از کم اتنا تو مانو کہ ہمارے مذہب میں خون یا نکسیر نکلنے یا قے آجانے سے ہرگز وضو نہیں ٹوٹتا۔ مگر تمہارے مذہب میں ٹوٹ جاتا ہے۔ کیا یہ فائدہ کم ہے؟

حنیف:۔ میں مانتا ہوں کہ وہابیت تم لوگوں پر دل و جان سے فدا ہے کہ اسے تمہاری ذرا سی تکلیف بھی منظور نہیں۔

عبدالوہاب: لو ایک اور فائدہ سنو!

حنیف:۔ میرے خیال میں صلوٰۃ مغرب کا وقت ہے۔ باقی ماندہ فوائد کل بیان فرمایئے گا۔ کل یہاں ہی تشریف لے آیئے گا۔ میں آپ کا منتظر رہوں گا۔

عبدالوہاب:۔ بہت بہتر کل میں ضرور آپ کو یہیں ملوں گا۔

حنیف:۔ ہاں عبدالوہاب: کنوئیں کا مسئلہ بھی اپنے مولوی صاحب سے دریافت کر آنا کہ کنوئیں میں گرے ہوئے مردار چوہے یا کتے کو نکالا جائے گا یا پانی کی طرح اس کے نکالنے کی بھی حاجت نہیں۔

دوسرا باب

محمد حنیف نماز پڑھنے کو مسجد چلے گئے اور عبدالوہاب کھانا تناول فرما کر سیدھے اپنے مولوی صاحب کی طرف چلے۔ مولوی صاحب ایک خوبصورت بیٹھک میں مسند لگا کر جلوہ گر ہیں معتقدین حضرات بھی بیشتر ہیں۔ مولوی صاحب اپنی جماعت میں بڑے عالم تسلیم کیے گئے ہیں۔ آپ کو اپنی جماعت سے بڑے بڑے القاب دیئے گئے ہیں۔ مولوی صاحب کا بیشتر حصہ شرک و بدعت تقسیم فرمانے میں گزرا۔ اور اپنی جماعت کو بھی شرک و بدعت تقسیم کرنے کی تعلیم فرمانے میں گزرا۔ اس وقت بھی آپ جماعت احناف کو کوس رہے ہیں۔ اور پاس بیٹھے ہوئے وہابیوں کو سنا رہے ہیں کہ دیکھو حضرت کا میلاد پڑھنا۔ اور آپ کو یارسول اللہ کہہ کر یاد کرنا۔ آپ کی نعت پڑھنا، آپ پر درود بھیجنا، سب بدعت اور شرک ہے۔ نذر و نیاز، تیجا۔ چہلم، اسقاط، استمداد وغیرہا سب ناجائز اور بدعت ہیں۔ بھلا جو چیز حضرت کے زمانہ میں موجود نہ تھی۔ وہ بدعت نہ ہوگی۔ تو اور کیا ہوگا؟

سعید:۔ (ایک منصف مزاج وہابی) حضور کیا آپ حضرت کے زمانہ میں موجود تھے؟

مولوی صاحب:۔ عقل تو نہیں ماری گئی۔ حضرت کے زمانہ کو چودہ سو برس گزر گئے۔ اور میں اب کہیں پیدا ہوا۔ کیا تم مجھے دقیانوسی خیال کرتے ہو۔

سعید:۔ تو پھر آپ خود سرتا پا بدعت ہوئے۔ اس لیے کہ آپ حضرت کے زمانہ میں موجود نہ تھے۔

مولوی صاحب:۔ (ذرا غصے سے) بے وقوف! میرا مطلب تو یہ ہے کہ جو دین میں ایسی چیز نکالی جائے جو حضرت کے زمانہ میں نہ تھی۔ وہ بدعت ہے۔

سعید:۔ تو حضور کیا آپ دین میں نہیں؟

مولوی صاحب: (آپے سے باہر ہو کر) اور بے ہودہ گستاخ تو مجھے کیا سمجھتا ہے۔ نکل جا میری مجلس سے جاہل کہیں کا۔ میرا مقابلہ کرتا ہے۔ جا جا کر کسی اپنے جیسے سے بات کر!

سعید:۔ حضور! آپ بھی تو میرے جیسے بشر ہیں۔

مولوی صاحب:۔ ارے نکل کہ پٹ کے جائے گا۔

حاضرین:۔ بے ادب کہیں کے۔ مولوی صاحب کی شان میں گستاخی بھی کی اور اب جاتا بھی نہیں۔ خیریت چاہتے ہو تو چلے جاؤ (سعید چلا گیا)

(پانچ منٹ کے بعد) السلام علیکم!

مولوی صاحب:۔ وعلیکم السلام! آؤ عبدالوہاب! بڑی مدت کے بعد آئے۔ آخر اتنی دیر کہاں رہے؟

عبدالوہاب:۔ حضور دنیاوی کام کاج سے فرصت نہیں ملتی ورنہ دل تو چاہتا ہے کہ ہر روز حاضر ہوا کروں۔ آج ایک مسئلہ پوچھنے کو آیا ہوں۔ اجازت ہو تو بیان کروں۔

مولوی صاحب:۔ ہاں ہاں بڑے شوق سے!

عبدالوہاب:۔ حضور اگر کنوئیں میں کتا یا چوہا گر کر مر جائے تو یہ تو مجھے یاد ہے کہ ہمارے مذہب میں پانی نکالنے کی حاجت نہیں۔ مگر یہ یاد نہیں کہ آیا اس امر کی بھی اجازت ہے یا نہیں کہ وہ مرا ہوا چوہا یا کتا بھی نکالنے کی حاجت نہیں۔ میں اپنے ایک دوست کو مذہب اہل حدیث کے فوائد سنا رہا ہوں۔ وہ بڑی دلچسپی سے سنتا ہے امید ہے کہ وہ ضرور متاثر ہو کر اہل حدیث ہو جائے گا۔

مولوی صاحب: کنوئیں سے وہ مرا ہوا چوہا یا کتا نکالنے کی بھی حاجت نہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ بیر بضاعہ (مدینہ شریف کا ایک مشہور کنواں

ص۔ ۱۲ بشیر) کے متعلق صحابہ نے حضرت سے سوال کیا کہ کیا ہم اس کے پانی سے وضو کریں اور بیر بضاعہ ایک ایسا کنواں ہے کہ۔ یلقی فیه الحیض ولحوم الکلاب والنتن۔ اس میں حیض کے کپڑے اور کتوں کے گوشت اور بدبودار چیزیں ڈالی جاتی ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ ان الماء طهور لا ینجسه شی۔ پانی پاک ہے اسے کوئی شے پلید نہیں کرتی۔ پس جب کہ اس کنوئیں میں کتوں کے گوشت حیض کے کپڑے ڈالے جاتے تھے اور حدیث میں یہ نہیں آتا کہ وہ نکالے بھی جاتے تھے۔ مگر پھر بھی حضرت نے فرمایا کہ پانی پاک ہے۔ تو آج اگر ہمارے کنوئیں میں کتا چوہا گر کر مر جائے تو بے شک کنوئیں کے اندر ہی رہے۔ اسے نکالنے کی ضرورت نہیں۔

عبدالوہاب:۔ حضور! حنفی اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ ان الماء طهور میں حضرت کا یہ حکم خاص بیر بضاعہ کے لیے ہے ہر کنوئیں کے لیے نہیں۔ کیونکہ بیر بضاعہ کا پانی جاری رہتا تھا۔ اس سے ایک باغ کو پانی پہنچتا تھا۔

مولوی صاحب:۔ وہ کہتے ہیں تو کہیں تم کو جو میں کہتا ہوں۔ وہ مانو

عبدالوہاب:۔ حضور اپنے دعوے کے دلائل بھی تو مجھے اچھی طرح سمجھا دیجئے۔

مولوی صاحب:۔ دلائل کو کیا چاٹو گے۔ دلائل نہیں تو نہ سہی مسئلہ تو یاد ہو گیا۔

عبدالوہاب:۔ گستاخی معاف! بن دلیل کے اگر جناب کا بیان کردہ مسئلہ مان لوں تو پھر تو جناب کی تقلید ہو گئی۔

مولوی صاحب:۔ میری تقلید ہو گئی تو کیا برا ہو گیا۔ میں کوئی یہودی یا عیسائی تو نہیں کہ شریعت محمدی کا مسئلہ تمہیں غلط بتاؤں گا۔

عبدالوہاب:۔ مگر تقلید تو بدعت ہے۔

مولوی صاحب:۔ تقلید بدعت ہے تو امام ابوحنیفہ کی نہ کہ اپنے مولویوں کی بھی؟

عبدالوہاب:۔ تو پھر ہم میں اور احناف میں کیا فرق ہوا؟

مولوی صاحب:۔ فرق ظاہر ہے کہ وہ ایک کے مقلد ہیں۔ ہم ایک کے نہیں۔

عبدالوہاب:۔ کیا فرمایا۔ ذرا وضاحت سے فرمایئے گا۔

مولوی صاحب:۔ یعنی حنفی تو ہر مسئلہ اجتہادیات کا امام صاحب ہی سے پوچھتے ہیں ہم اپنے ہر مولوی کا اجتہاد لے لیتے ہیں۔

عبدالوہاب:۔ خوب! اچھا اب اجازت چاہتا ہوں۔ السلام علیکم!

مولوی صاحب: وعلیکم السلام!

تیسرا باب

(دوسرے دن)

محمد حنیف:۔ عبدالوہاب کے انتظار میں ہی تھے کہ عبدالوہاب آگئے۔

عبدالوہاب:۔ السلام علیکم!

محمد حنیف:۔ وعلیکم السلام! کہیئے مزاج تو اچھا ہے؟

عبدالوہاب:۔ الحمدللہ!

محمد حنیف:۔ فرمایئے کنوئیں کا مسئلہ پوچھا!

عبدالوہاب:۔ ہاں پوچھا۔

محمد حنیف:۔ پھر کیا جواب ملا؟

عبدالوہاب:۔ وہی جو تمہارا خیال تھا۔

محمد حنیف:۔ یعنی کنوئیں سے مردار نکالنے کی حاجت نہیں۔

عبدالوہاب:۔ ہاں ہاں درست! ہمارا مذہب اس فائدہ کو بھی متضمن ہے کہ کنوئیں سے مرا ہوا کتا نکالنے کی بھی ہمیں تکلیف نہیں دی گئی۔ میرا خود یہ خیال تھا کہ ہمارا مذہب ضرور یہی کہتا ہوگا چنانچہ ویسا ہی ہوا۔ کہو حنیف! دیکھا ہمارے مذہب میں کتنی سہولت ہے۔

حنیف:۔ بھئی بڑی سہولت ہے میرے خیال میں اسی طرح نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سب میں بڑی بڑی سہولتیں ہوں گی۔

عبدالوہاب:۔ دوست تم سنتے چلے جاؤ۔ واللہ ہمارا مذہب ایک قابل قدر مذہب ہے۔ دیکھیں تم بھی کچھ قدر کرتے ہو یا نہیں۔ اچھا حنیف! بتاؤ تم ماہ رمضان میں تراویح کتنی رکعت پڑھتے ہو؟

حنیف :۔ بیس رکعت پڑھا کرتے ہیں۔ اور اس میں ختم قرآن بھی کراتے ہیں۔

عبدالوہاب :۔ ارے یار! اب بھی اگر ہمارے مذہب کی قدر نہ کرو تو تمہاری مرضی! بخدا اول تو بیس رکعت ہی ایک مصیبت ہے دوئم تم ان میں ختم قرآن بھی کراتے ہو۔ مصیبت پر مصیبت۔ بھائی حنیف! تم ہی سوچو کہ تمہاری نصف شب تو تراویح ہی میں ختم ہو جاتی ہوگی۔ پھر ادھر سحری کو بھی اٹھنا ہوتا ہے گویا ساری شب بیداری میں گزری تو یہ کتنی سخت تکلیف ہے۔ آؤ ہمارے مذہب کی تعلیم پر غور کرو اور دیکھو کہ یہ مذہب کتنا سہل ہے اور کتنے فائدے کو متضمن ہے۔ ہمارے مذہب میں ماہ رمضان میں اتنی زحمت نہیں اٹھانی پڑتی کہ نصف شب تک جاگتے رہیں تا کہ بیس رکعت پڑھ سکیں۔ ہمارا مذہب ہمیں تراویح کی صرف آٹھ رکعت بتاتا ہے۔ حنیف! خدارا انصاف کرو کہ ایک دم بارہ رکعت کی رعایت۔ یہ رعائت تمہارے مذہب میں کہاں؟ اور پھر اتنی ہی رعائت نہیں۔ بلکہ یہ آٹھ رکعت بھی کوئی ضروری نہیں۔ دو رکعت بھی پڑھ لو تو تراویح بلکہ تہجد ادا ہو جائے گی۔ کہو حنیف! کتنا زبردست فائدہ ہے۔

حنیف :۔ یار عبدالوہاب! تمہارا خدا تو واقعی تم پر بڑا مہربان ہے ہمارا خدا تو ہمارے پیغمبر کو یہ فرماتا ہے۔ یا ایھا المزمل قم الیل الا قلیلاً کہ راتوں کو جاگا کرو اور اللہ کی عبادت کیا کرو چنانچہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام راتوں میں جاگتے۔ اور ساری ساری شب اپنے مولا کی یاد میں گزار دیتے مگر تمہارا خدا ہے کہ اسے تھوڑا سا جاگنا بھی منظور نہیں۔

عبدالوہاب : یہ تمہارا خدا اور ہمارا خدا کیا کہتے ہو کیا ہمارا خدا کوئی اور ہے؟

حنیف :۔ میں نے دل میں سوچا کہ خداوند کریم تو اپنے رسول کو بھی رات کو جاگنے کا حکم فرماتا ہے اور اپنے بندوں کے حق میں ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون سناتا ہے کہ ہم نے انسانوں اور جنوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا احادیث میں بھی عبادت الٰہی کی ترغیب ہے خصوصاً ماہ رمضان کی راتوں میں تو جاگنا اور اللہ کی عبادت میں مشغول رہنا بہت ہی کار ثواب ہے تو مجھے شبہ ہوا کہ آپ کے مذہب کو آپ حضرات کی تھوڑی سی شب بیداری بھی منظور نہیں تو شائد آپ لوگوں کا کوئی اور خدا ہو؟

عبدالوہاب: بھائی حنیف! اس قسم کے شبہات مناسب نہیں۔

حنیف: عبدالوہاب! یہ تو سالانہ فائدہ ہوا کہ سال کے بعد نماز تراویح سے بارہ رکعت معاف ہیں۔ کیا تمہارے مذہب میں ہفتہ وار فائدہ یعنی جمعہ کی نماز میں بھی کوئی فائدہ ہے؟

عبدالوہاب :۔ کیوں نہیں! تم تو ہفتہ وار کہہ رہے ہو۔ ہمارے ہاں روزانہ فائدے موجود ہیں۔ اچھا بتاؤ۔ تم جمعہ کے وقت کتنی رکعت نماز پڑھتے ہو؟

حنیف :۔ پہلے چار رکعت سنت جمعہ پھر دو رکعت فرض جمعہ پھر چار سنت بعد جمعہ پھر چار فرض آخر ظہر پھر دو رکعت سنت اور دو رکعت نفل۔

عبدالوہاب :۔ تو کل اٹھارہ رکعت ہوئیں۔ ہمارے مذہب میں جمعہ سے قبل کوئی نماز سنت ا (نمبر ا عرف الجادی ص ۴۴) نہیں اور نہ نماز جمعہ کے بعد کوئی فرض ورض ہیں بس دو رکعت نماز فرض جمعہ اور اس کے بعد دو رکعت سنت اللہ اللہ خیر سلا۔ چار رکعت پڑھ کر چھٹی ہوئی گویا ہمارے مذہب میں چودہ رکعت کی رعائت ہوئی۔

حنیف :۔ اچھا کوئی روزانہ فائدہ بیان فرمائیے!

عبدالوہاب: لوسنو! بتاؤ کہ تم ہر روز عشاء کی نماز کتنی رکعت پڑھتے ہو؟

حنیف:۔ چار فرض دو سنت دو نفل تین وتر پھر دو نفل۔

عبدالوہاب: کل تیرہ رکعت ہوئیں۔ ہمارے مذہب میں چار فرض اور دو سنت اور ایک وتر ہے۔ کل سات رکعت ہوئیں چھ رکعت کی رعائت پائی گئی اور سنو تمہارے مذہب میں دوگانہ پڑھنے کے لیے کس قدر سفر کی حد متعین ہے۔

حنیف:۔ ہمارے علماء ۳۶ کوس بتاتے ہیں اس سے کم نہیں

عبدالوہاب:۔ ہم تین میل (نمبر ۱ دیکھو اہل حدیث ۱۹ دسمبر ۱۹۱۹ء) بھی جائیں تو ہمارا مذہب ہمیں دوگانہ پڑھنے کو کہتا ہے بلکہ ایک میل سے کچھ زیادہ ہو تو بھی۔ پھر اور سنو کہ تم نے اگر تین میل تک جانے کا ارادہ کیا ہو تو ۲ رکعت ظہر کے ساتھ ہی ۲ رکعت عصر کی پڑھ سکتے ہو اور یوں بھی کر سکتے ہو کہ ظہر کا وقت بغیر نماز پڑھنے کے گزار دو اور عصر کی ۲ رکعت کے ساتھ ساتھ ۲ رکعت ظہر پڑھ لو اور سنئے کہ اگر آپ کی طبیعت کچھ علیل (نمبر ۲ دیکھو اہلحدیث ۲۸ دسمبر ۱۹۲۸ء) ہو یا بارش ہو تو ۲ نمازیں جمع کر سکتے ہو بلکہ اگر طبیعت علیل نہ بھی ہو تو بھی بغیر کسی عذر کے ظہر کے وقت عصر یا عصر کے وقت ظہر یا مغرب کے وقت عشاء یا عشاء کے وقت مغرب جمع کر سکتے ہو۔ بھائی حنیف! میں اپنے مذہب کے کیا کیا فوائد بیان کروں۔ ہمارے مذہب میں بے شمار فوائد ہیں بخدا ان خوبیوں سے مذہب حنفی محروم ہے۔

حنیف:۔ نماز میں تو آپ کے مذہب کی رعائت معلوم ہو گئی فرمایئے کچھ روزوں میں رعائت ہے۔

عبدالوہاب:۔ جی ہاں! کیوں نہیں؟ تین میل تک سفر کا ارادہ ہو تو روزہ چھوڑ دو۔ سردیوں کا موسم آئے تو قضا کر لو۔

حنیف:۔ بہت خوب! اچھا تو کچھ زکوۃ کے متعلق بھی ارشاد ہو!

عبدالوہاب:۔ لوسنو! اور ہمارے مذہب کی قدر کرو۔ بتاؤ تمہارے مذہب میں زکوۃ کا کیا حکم ہے اور کس کس چیز پر زکوۃ ہے۔

حنیف:۔ ہم زکوۃ کا ادا کرنا فرض سمجھتے ہیں۔ سونے چاندی کا زیور ہو یا نقدی یا مال تجارت بقدر نصاب ہو تو زکوۃ لازم سمجھتے ہیں۔

عبدالوہاب:۔ اور ہمارے مذہب میں کتنا بھی زیور ہو بالکل زکوۃ نہیں! (بدور الاہلہ ص ۱۰۱) تمہارے پاس جتنا بھی روپیہ ہو اس کا سونے چاندی کا زیور تیار کرالو سانپ بھی مر جائے لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ اگر تمہارے پاس ہزاروں روپیہ کا بھی مال تجارت ہو تو اس پر (بدور الاہلہ ص ۱۰۲) میں بھی زکوۃ نہیں غور کرو کس قدر فوائد ہیں۔

حنیف:۔ بہت خوب! زکوۃ تو قریب قریب آپ کے مذہب میں معاف ہی ہوئی زیور بنا لیا یا مال تجارت خرید لیا تو زکوۃ سے بچ گئے ہاں تو یار عبدالوہاب! حج تو آپ کے مذہب میں بھی کرنا پڑتا ہوگا۔

عبدالوہاب:۔ ڈرومت! اس میں بھی خاص رعائت ہے صرف مکہ سے ہو آؤ مدینہ شریف بہ نیت زیارت روضہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جانا ہمارے مذہب میں جائز نہیں تو اب حج کا خرچ بھی بہ نسبت حنفیوں کے آدھا ہو گیا۔

حنیف: بھئی کمال ہے فی الواقعہ وہابیت میں بڑے مزے ہیں الدین یسر پر آپ کے مذہب نے خوب عمل کر کے دکھایا مگر ایک مجھے کھٹکا سا ہے کہ ابتداء آپ نے فرمایا ہے کہ حدیث میں الدین یسر آتا ہے کہ دین آسان ہے۔ بنا بریں ہمارے مذہب میں بہت سی سہولتیں ہیں۔

سو میں مانتا ہوں کہ واقعی آپ کے مذہب نے نماز کو بھی چھانٹا۔ بارہ بارہ چودہ چودہ ایک دم معاف فرما دیں۔ زکوۃ میں بھی چھانٹی کی۔ حج وصوم میں بھی تخفیف

فرمائی۔ مگر ایک اور مذہب ہے جو اہل قرآن کہلاتا ہے میرے خیال میں اس مذہب میں آپ کے مذہب سے زیادہ سہولت اور آسانیاں ہیں۔ مثال کے طور پر سنئے کہ اس مذہب میں ماہ رمضان میں صرف تین روزے فرض ہیں پورے مہینہ کے نہیں۔ نماز پانچ وقت کی فرض نہیں بلکہ صرف تین وقت کی نمازیں فرض ہیں تو فرمایئے کہ انھوں نے ایک دم ہی ۲۷ روزے اڑا دیئے اور ایک دن میں دو وقت کی نمازوں کو ہی اڑا دیا تو الدین یسر پر عمل تو انھوں نے کیا نہ کہ آپ نے؟

عبدالوہاب: خدا کا شکر کیا تھا کہ تم خاموش رہ کر میری باتوں کو سن رہے ہو۔ مگر پھر تمہیں مناظرہ کی سوجھی۔ بھئی سو بار کہا ہے کہ میں مناظرہ و ناظرہ نہیں جانتا۔ مگر تم ہو کہ میری ہر بات پر اعتراض کرنا چاہتے ہو۔ اگر تمہیں کچھ گھمنڈ ہے تو چلو ہمارے قبلہ کے پاس!

حنیف: قبلہ کون سا؟

عبدالوہاب: ارے ہمارے مولوی صاحب!

حنیف: تو کیا آپ اسی قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے ہیں؟

عبدالوہاب: لاحول ولا قوۃ۔ میاں! مجازاً ایک بزرگ شخص کو قبلہ کہہ لیا جاتا ہے۔

حنیف: اور ہم اگر کسی نبی و ولی کو مجازاً دستگیر یا معین و نافع و ضار کہہ لیں تو آپ لوگ کیوں دھوکہ کھا جاتے ہیں اور جھٹ شرک و کفر کے فتوے لگا دیتے ہیں۔

عبدالوہاب: بھئی تمہیں تو مناظرے کا شوق ہے اور مجھے مناظرہ و ناظرہ پسند نہیں۔ تعجب ہے میری ہر بات تمہیں کھٹکتی ہے۔ میری ہر بات پر جرح شروع کر دیتے ہو۔

چوتھا باب

حنیف:۔ اچھا بھئی ناراض نہ ہو اور اپنے مذہب کے فوائد بیان کرو۔ معافی چاہتا ہوں کہ آپ کو بیان کرتے کرتے روک لیا۔ اچھا کوئی اپنے مذہب کا اور فائدہ بیان کرو۔

عبدالوہاب: سنئے! تمہارے ہاں اگر کوئی شخص گم ہو جائے تو اس کی زوجہ کا نکاح دوسری جگہ نہیں کرتے۔ عورتیں بیچاری مصیبت میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں یہ آسانی دیکھو کہ چار سال تو کیا حسب تصریح نواب صاحب بھوپالوی مجرداً (دلیل الطالب ص ۴۷۱) حصول ضرر عورت کا نکاح فسخ ہو سکتا ہے اور وہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ مزے سے نکاح کر لے۔ چین اڑائے اگر پہلا خاوند آ جائے تو اب وہ اپنے آپ کو کنوارہ یا رانڈ سمجھے۔ اب وہ بیوی اس کی نہیں دوسرے کی ہو چکی۔

حنیف:۔ بھئی تمہارے مذہب کے اس فائدے نے اکثر حنفی شکار کئے ہمارے علماء مفقود کی بیوی کو نکاح ثانی کا فتویٰ نہیں دیتے۔ وہ آپ کے علماء سے نکاح ثانی کی اجازت لے کر اس کا نکاح پڑھا دیتے ہیں پھر لوگوں کے اعتراض پر اپنے آپ کو وہابی ظاہر کرنے لگ جاتے ہیں۔ اچھا یہ بتاؤ کہ اگر ایک شخص باہر چلا جائے اور گھر خط لکھتا بھی رہے۔ لیکن گھر خود واپس نہ آئے نہ اس کی عورت اس کے پاس جا سکتی ہے۔ تو اس کے لیے بھی آپ کے پاس کوئی رہائی کی صورت ہے۔

عبدالوہاب: ہمارے سردار شیر پنجاب مولانا ثناء اللہ صاحب کا یہ فتویٰ ہے کہ ایسی عورت برادری میں فسخ نکاح کا اعلان کر کے دوسری جگہ نکاح پڑھا! (دیکھو اہل حدیث ۲۳ نومبر ۱۹۲۸ء کیم فروری ۲۹ء) سکتی ہے بتاؤ حنیف! ہر قسم کی آسانی ہمارے مذہب میں ہے یا کہ نہیں۔

حنیف:۔ واقعی تمہارے مذہب میں حد سے زیادہ آزادی ہے اچھا کچھ اور فرمائیے!

عبدالوہاب: دیکھو تمہارے ہاں جب کوئی اپنی بیوی کو تین طلاق دیتا ہے اور اسٹام لکھ کر مکمل کر دیتا ہے تو تمہارے علماء اسے طلاق مغلظہ سمجھ کر حرمت کا فتویٰ دیتے ہیں۔ لیکن ہمارے یہاں اس قدر آسانی ہے کہ تین طلاق تو کیا ہزار طلاق بھی کوئی شخص ایک وقت میں دے دے تو اس کا کچھ نہیں بگڑتا۔ عورت بائن نہ ہوگی۔ اسی کی رہتی ہے نہ نکاح ٹوٹتا ہے۔ نہ حلالہ کی ضرورت ہے۔ فرمائیے کتنا عظیم الشان فائدہ ہے۔

حنیف:۔ بے شک تمہارے ہاں بڑے عیش ہیں اس مسئلہ کے ذریعہ بھی تمہارے مذہب نے اکثر لوگوں کو وہابی کیا۔ ہاں تو بھئی کوئی دنیا کمانے کا طریقہ بھی ہو۔ آخر انسان کو روپیہ پیسہ کی بھی ضرورت پڑتی ہے تو کیا وہابیت میں کوئی ایسی تعلیم ہے جس سے دولت کمائی جا سکے۔

عبدالوہاب:۔ کیوں نہیں! ہمارے سردار مولوی ثناء اللہ صاحب نے اخبار اہل حدیث میں لکھا! (اہل حدیث ۲۸ نومبر ۲۴ء ۲۶ دسمبر ۲۴ء ۵ ستمبر ۲۴ء) دیا ہے کہ لڑکیوں کا پیسہ لینا درست ہے پس لڑکیوں کا پیسہ لے کر اس روپیہ کو بنک میں رکھو اس سے جو سود ملے۔ وہ بھی بوقت ضرورت مولوی ثناء اللہ؎ (دیکھو اہل حدیث ۲۸ دسمبر ۲۸ء) صاحب جائز فرماتے ہیں کہو اور کیا چاہتے ہو۔ اس سے بڑھ کر اور کیا فائدہ ہو۔ بخدا حنیف ہمارے مذہب میں چلے آؤ تو ہر طرح آسانی میں رہو گے۔ نماز میں، روزہ میں، حج و زکوٰۃ میں اور مسائل شرعیہ میں سہولت پاؤ گے اگر خدا نے کوئی لڑکی دی تو سمجھ لینا کہ ذریعہ معاش ہاتھ آیا۔ دولت ہاتھ آئے گی۔ پیارے حنیف! تم اہل حدیث ہو جاؤ تو دنیا میں رہنے کا مزہ ہے۔ ہمارے مذہب میں دولت آنے کا

ہی سلسلہ ہے۔ کچھ راہ خدا میں دینا دلانا ہمارے ہاں نہیں۔ وہابی ہو جاؤ گے تو شب قدر کو یا عیدین کو کسی مبارک دن میں اپنے مردوں کے لیے ایصال ثواب اور کچھ پکانا ہمارے ہاں بدعت ہے۔ خدانخواستہ تمہارا کوئی قریبی مر جائے تو اسقاط سے چھوٹ جاؤ گے۔ غلہ وغیرہ لے جانا۔ کلمہ شریف پڑھنا۔ کچھ کھانا پکانا سب موقوف ہو جائے گا۔ پھر تیجا یا چالیسواں جو اتنے خرچ سے بغرض ایصال ثواب کیا جاتا ہے تمہیں نہیں کرنا پڑے گا۔ الغرض سب کچھ معاف ہو جائے گا۔

حنیف: اور کیا قرآن شریف پڑھ کر یا پڑھوا کر بھی بخشا جائے گا یا یہ بھی معاف ہو جائے گا؟

عبدالوہاب:۔ نہیں میاں اس کا تو کوئی ثبوت ہی نہیں! (اہل حدیث ۶ جولائی ۲۸ء ۱۰ ۱۱ اگست ۲۸ء) پھر بخشنا بخشانا کیسا؟

حنیف:۔ اچھا یہ تو فرمائیے کہ اگر کسی کے ہاں شادی ہو تو وہ آپ کے مذہب سے کیا فائدہ حاصل کر سکتا ہے؟

عبدالوہاب: تمہارے علماء گانے بجانے سے منع کرتے ہیں۔ ہمارے مولوی ثناء اللہ صاحب نے اخبار اہل حدیث میں شادیوں میں گانا بجانا جائز؎ (اخبار ۲۲ مارچ ۲۹ء ۳۱ مئی ۲۹ء) لکھا ہے۔ بلکہ مولوی وحید الزماں نے انگریزی باجا کی بھی اجازت فرمائی ہے تو فرمائیے کہ کتنا فائدہ ہوا۔ وہ خاموش شادی کس کام کی۔ جس میں نہ گانا ہو نہ بجانا اور ایک مزے کی بات سنو۔ شادی ہمارے ہاں جتنی عورتوں سے چاہو کر سکتے ہو۔ تمہارا مذہب ایک وقت میں چار عورتوں سے زیادہ کی اجازت نہیں دیتا۔ ہمارا مذہب؎ (نزول الابرار ج ۲ ص ۳ عرف الجادی ص ۱۱۵) اجازت دیتا ہے چاہے کتنی عورتوں سے ایک ہی وقت میں نکاح کر لو۔ پھر اور فائدہ سنو کہ شادی میں یہ ضروری نہیں کہ براتیوں کے لیے ضرور گائے یا بکری کا ہی گوشت

ہو۔ ہمارے ہاں گھوڑا[1] (دیکھو عرف الجادی ص ۲۴۴) حلال ہے اسے پکا سکتے ہیں دریا کے سب جانور مردہ ہوں یا زندہ[2] (دیکھو عرف الجادی ص ۲۴۷) حلال ہیں مینڈک یا کچھوا[3] (اہل حدیث ۲ نومبر ۲۸ء) ان میں سے کسی ایک کو پکا کر براتیوں کے پیش کر سکتے ہو۔ شوق سے تناول فرمائیں اور پھر ہمارے مذہب میں خشکی کے تمام جانور جن میں خون نہیں حلال[4] (دیکھو بدور الاہلہ ص ۳۴۸) ہیں۔ براتیوں کے لیے جو مینڈک یا کچھوا تیار کیا گیا ہے۔ اس میں مکھی مچھر وغیرہ بطور کالی مرچ کے استعمال کیجئے۔ اگر گائے بکرا ہی ذبح کرنا چاہو تو تمہیں خود تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔ کسی چوہڑے یا چمار، ہندو، عیسائی کو حکم کر دو۔ وہ ذبح کر دے۔ ہمارے ہاں ذبیحہ[5] (دیکھو دلیل الطالب) کافر بھی حلال ہے اگر وہ بسم اللہ اکبر نہ پڑھ سکیں تو بن بسم اللہ پڑھے ذبحہ کر دیں تو بھی ہمارے[6] (دلیل الطالب ص ۴۱) ہاں حلال ہے۔ کہو حنیف ہے یا نہیں ہمارا مذہب مجموعہ کمالات۔ یہ فوائد تو چند ایک ہیں ورنہ ہماری کتب دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارے مذہب میں کیا کیا ہے،

حنیف:۔ اجازت چاہتا ہوں۔ نماز کا وقت قریب ہے۔

عبدالوہاب: ہاں ہاں! شوق سے نماز پڑھنے چاہیے۔ مگر اتنا تو فرماتے جائیے کہ ہمارے مذہب کے متعلق کوئی رائے بھی قائم کی یا کہ نہیں؟

حنیف:۔ جناب کا شکر گزار ہوں کہ مجھے آپ نے وہابیت کی ننگی تصویر دکھا دی اور اپنے مذہب کی تعلیم مجھ پر ظاہر فرما دی۔ میرے جسم میں جب تک جان ہے۔ انشاء اللہ میں اس خوفناک ڈراؤنی مضرہ ایمان وہابیت سے کوسوں دور رہوں گا۔ میں سمجھ گیا کہ اگر وہابیت کی طرف ذرا بھی میلان کیا تو دین و دنیا میں مقہور رہوں گا۔ خدا نے چاہا تو اس کی طرف نظر تک نہ کروں گا۔

اللہ اللہ! اس وہابیت نے تو اسلام کی بیخ کنی کر دی۔ صلوٰۃ ہے تو اسے اصلی

حالت پر نہ رہنے دیا۔ زکوٰۃ ہے تو اس کا نقشہ ہی بدل ڈالا۔ صوم و حج ہیں تو ان میں دخل اندازی کی۔ لوگوں کو گندہ اور پلید پانی پلایا۔ بے وضو نمازیں پڑھائیں۔ قیام لیل سے ہٹایا۔ عبادات الٰہی مٹائیں۔ حرام کو حلال، حلال کو حرام کیا۔ نفس کی تقلید میں پڑ کر اسلام کو بدنام کیا۔ گانے گائے، باجے بجوائے۔ لہو و لعب میں پھانسا۔ مردار کھلائے۔ میں نے اس مذہب کے متعلق یہ رائے قائم کی ہے۔ کہ یہ مذہب بہر حال اجتناب کے لائق ہے۔

ادارہ کی دیگر مطبوعات

- ◎ قرآن پاک کے آداب
- ◎ مفہوم قرآن بدلنے کی خطرناک واردات
- ◎ غیر مقلدین کو دعوت انصاف
- ◎ دیوبند کا نیا دین
- ◎ مجموعہ رسائل علامہ مفتی محمد شفیع صاحب علیہ الرحمۃ
- ◎ ٨۔ تراویح کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ
- ◎ شرک کی حقیقت

ناشر: فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کاموکے

دینی، فقہی، سیاسی اور تاریخی موضوعات پر فکر انگیز معلومات

اِظہار الحق الجلی

امام احمد رضا فاضل بریلوی قُدس سرہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

وعلیٰ اٰلک واصحابک یاحبیب اللہ

تعارف

سید آلِ رسول حسنین قادری برکاتی سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ نوریہ، مارہرہ مطہرہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

سید الانبیار علیہ التحیۃ والثنار کا ارشاد گرامی ہے کہ میری امت کے علمار بنی اسرائیل کے انبیار کی مانند ہیں۔ مجدد مائۃ حاضرہ چشم وچراغ خاندانِ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں برکاتی فاضل بریلوی قدس سرہٗ اس حدیث شریف کے مظہر اتم ہیں۔ فاضل بریلوی کو ظلِ فاروق کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ انہوں نے اپنے قلم سے شیخ نجدی کے ہندوستانی چیلوں کے چہروں سے نقاب نوچ کر پھینکا۔ یہ وہ قلم تھا جسے ذوالفقار حیدری کا جانشین کہا جاسکتا ہے۔ فاضل بریلوی کی ساری زندگی تبلیغ وجہاد کی زندگی رہی اور یہ جہاد آپنے اپنے قلم کے ذریعہ کیا۔ سچ پوچھئے تو ہند میں مذہب اہل سنت والجماعۃ کے فروغ، استحکام اور تحفظ میں جو عطیہ فاضل بریلوی کا رہا ہے وہ شاید ہی کسی اور کے نصیب میں آیا ہو۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نجدیت، وہابیت، رافضیت، نیچریت اور ایسے ہی دوسرے طاغوتی گروہوں کے مقابلے میں مجسّم ایک تحریک بن کر منظر عام پر آئے۔

میرے والد ماجد سید العلماء سرکار آل مصطفےٰ سید میاں علیہ الرحمۃ و الرضوان فرماتے تھے کہ اس دور میں سنیت کی پرکھ کا معیار صرف اور صرف اعلیٰ حضرت ہیں۔ فاضل بریلوی کو یہ مقام اُن کے تقویٰ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دلایا۔ تقلید بلال نے انہیں وہ کمال بخشا جو رب ذوالجلال کے کرم لازوال کی بہترین مثال بن گیا۔ احمد رضا درحقیقت احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا تھے۔ اُن کا علم وفضل، حسب نسب، زہد و تقویٰ، عبادت وریاضت ایک طرف اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف۔ تحقیق کے میدان میں نکلے تو اپنے زمانہ کے اچھے اچھے محققین کے چھکے چھڑا دیئے۔ تصنیف کی دنیا پسند کی تو علم وآگہی کے دریا بہا دیئے۔ نعت کے میدان میں آئے تو قرآن و حدیث کی ترجمانی کے سکے جما دیئے۔ پچاس سے زیادہ علوم پر قلم اٹھایا، لکھا اور بہت لکھا، ہاں لکھنے کا حق ادا کر دیا۔ فاضل بریلوی کا کردار، گفتار، اقوال، اعمال، افعال غرض یہ کہ ان کی پوری شخصیت کسی ہندی شاعر کے اس صوفیانہ شعر کی مصداق تھی ؎

لالی میرے لال کی جت دیکھوں تت لال
لالی دیکھن میں گئی میں بھی ہو گئی لال

اعلیٰ حضرت نے ایک ایسے دور میں قلم اٹھایا جب ہر طرف لادینیت وہابیت اور نجدیت کا زور تھا۔ آج پھر کچھ ایسا ہی محسوس ہو رہا ہے۔ گروہ وہابیہ نے سنی علماء کی کمزوریوں کا فائدہ اٹھا کر پھر سے اپنا ننگا ناچ شروع کر دیا ہے۔ ایسے میں ضرورت اس بات کی ہے کہ اعلیٰ حضرت کی تحریروں کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جائے۔ مجھے خوشی ہے کہ دارالعلوم محبوب سبحانی بمبئی کے جواں سال مجاہدین سنیت نے نشر و اشاعت کا بیڑا اٹھایا

ہے اور گروہ وہابیہ کے سروں پر برسانے کے لئے رضوی ہتھوڑوں کا انتخاب کیا ہے۔ ایسا ہی ایک ہتھوڑا ہے یہ رسالہ جو اس وقت آپ کی نظروں کے سامنے ہے۔ یہ بھی کلک رضا کا فیضان ہے۔ یہ ایک تاریخی مقدمے کی روداد بھی ہے اس میں وہ تیر چھپے ہوئے ہیں جو نجدیت کے سینے کو چھلنی کر دینے کی آج بھی وہی طاقت رکھتے ہیں۔

یہ رسالہ اب سے کئی برس پہلے میرے جدّ بزرگوار تاج العلماء سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب قدس سرہ نے شائع کروایا تھا۔ کل اسے چھپوانے کا شرف اولاد رسول کو ملا تھا، آج اس کا تعارف پیش کرنے کی سعادت آل رسول کو ملی ہے۔ ویسے بھی اعلیٰ حضرت کے پیر و مرشد خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی رحمۃ اللہ علیہ کی گدی کا وارث ہونے کے ناتے مجھ حقیر کا اعلیٰ حضرت پر کچھ زیادہ ہی حق بنتا ہے۔

رب تبارک وتعالیٰ ہمیں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض و برکات سے بہرہ ور فرمائے اور اس راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے جس راستے پر چل کر امام احمد رضا صراط الذین انعمت علیہم کی سراپا تفسیر بنے۔ آمین

یاالٰہی مسلک احمد رضا خاں زندہ باد ؏

خاک کف پائے رسول

۱۶ر ذی قعدہ ۱۴۰۶ھ

تقدیم

از حضرت علامہ مولانا غلام ربانی صاحب قبلہ فائق اعظمی شیخ الحدیث دار العلوم محبوب سبحانی کرلا بمبئی

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی بیشمار تصانیف وتالیفات ہیں۔ ان سب کے مطالعہ کے لئے ایک عمر درکار ہے لیکن اب تک جو کچھ مطالعہ میں آسکا ہے اس سے جہاں میری معلومات میں اضافہ ہوا ہے وہیں میرے عقیدوں میں نہ ٹوٹنے والی پختگی بھی پیدا ہوئی ہے۔ امام موصوف کی ہر تحریر اور ہر کتاب میں یہ امر خاص طور پر نمایاں ہے اور وہ حق وباطل کے مابین برملا اظہار ہے آپ نے حق کو حق اور باطل کو باطل قرآن وحدیث کی روشنی میں دلائل قاہرہ سے ثابت کیا ہے۔

اسلام کے نام پر زمانہ قریب میں جو باطل فرقے پیدا ہوئے ان کی بیخ کنی ایک مجدد وقت کی اہم ذمہ داری تھی۔ وہ غیر مقلدیت ہو یا دیوبندیت۔ رافضیت ہو یا وہابیت ان تمام گمراہ جماعتوں کے غلط عقیدوں کی پوری قوت دلائل سے تردید کر کے راہ حق وصواب کو خوب خوب روشن فرمایا ہے بلاشبہ آپ کا یہ تجدیدی کارنامہ امت پر احسان عظیم ہے۔

زیر نظر رسالہ اظہار الحق الجلی سوال وجواب کی صورت میں ہے جس میں غیر مقلد فرقہ کا گمراہ ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ یہ رسالہ بجائے خود بیش بہا معلومات کا عظیم خزانہ ہے۔ مولیٰ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام موصوف علیہ الرحمۃ والرضوان کے علمی خزانہ سے ہم سب کو فیض یاب کرے۔ اور اہلسنت وجماعت کے عقیدہ پر استحکام کے ساتھ عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے۔

"بزم فیضانِ رضا" دار العلوم محبوب سبحانی بمبئی کے ہونہار اور مخلص طلبہ کی انجمن ہے جس کا بنیادی مقصد دینی نشریات کے ساتھ ساتھ بالخصوص اعلیٰ حضرت امام موصوف کی کتابوں کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کرنا ہے۔ مولا تعالیٰ بزم فیضان رضا کے طلبہ کو اعلیٰ حضرت کے علمی فیضان سے نوازے اور ان کی دینی خدمات کو شرف قبولیت کا درجہ بخشے۔ آمین بجرمۃ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم۔

غلام ربانی

نبیرۂ اعلیٰ حضرت علامہ مفتی الحاج محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری قائم مقام مفتی اعظم ہند بریلی شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلیم علیٰ رسولہ الکریم

بزم فیضان رضا جو دار العلوم محبوب سبحانی کرلا بمبئی کے طلباء کی انجمن ہے۔ اس انجمن نے اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب مستطاب برکات الامداد اور مسائل سبعہ مفتی رضوان الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ چھاپی ہے اور الفضل الموہبی اور اظہار الحق الجلی ہر دو تصنیف اعلیحضرت علیہ الرحمہ چھاپنے کا ارادہ ہے۔ بزم فیضان رضا کا قیام ان مقاصد خیر کے لئے خوب ہے اور فرحت افزا۔ مولائے کریم بزم فیضان رضا کو قائم اور فیضانِ رضا کو عام اور دائم فرمائے۔ آمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وابنہ وبارک وسلم۔

فقیر محمد اختر رضا القادری غفرلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

نقل اظہار حضور پُرنور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد دین وملت سیدنا اعلیٰ حضرت مولانا شاہ عبد المصطفےٰ احمد رضا خاں صاحب قبلہ فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گواہ جانب مدعا علیہم بمقدمہ نمبر ۲۸ سنہ ۱۹۰۲ء حاجی الٰہی بخش وغیرہ مدعیان بنام ابوالبرکات وغیرہ مدعا علیہم محکمہ صاحب جج بہادر شہر آرہ نسبت مسجد ڈومراؤں، منفصلہ ۱۷ جون سنہ ۱۹۰۳ء جو بذریعہ کمیشن کے ہوا۔ مسمیٰ بنام تاریخی اظہار الحق الجلی سنہ ۱۳۲۰ھ۔

سوالات چیف جانب مدعا علیہم مع جواب

سوال ۱: نام، عمر، سکونت، پیشہ

جواب: مظہر کا نام مولوی حاجی احمد رضا خاں صاحب ولد حضرت مولانا مولوی نقی علی خاں صاحب، عمر ۴۸ سال، پیشہ زمینداری

سوال ۲: آپ تمام علوم دینیات سے پوری طور پر واقفیت رکھتے ہیں؟

جواب: میں آباو اجداد سے علوم دین کا خادم ہوں۔ چوہتر سال سے میرے یہاں سے فتویٰ جاری ہے۔ تمام ہندوستان اور کشمیر اور برما سے مسائل کے سوالات آتے ہیں۔ ابھی چین سے چودہ مسئلے دریافت کئے ہیں چنانچہ لفافہ مرسلہ چین داخل کرتا ہوں۔

سوال ۳: آپ کا مذہب کیا ہے؟

جواب: مسلمان سنی مقلد۔

سوال ۴: ہندوستان کے عام سنی مسلمانوں کا کیا مذہب ہے؟

جواب: یہی مذہب ہے جو میرا مذہب ہے۔

سوال ۵: غیر مقلد جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں ہندوستان میں کب ظاہر ہوئے؟

جواب: ان کو پیدا ہوئے ابھی سو برس نہیں گذرے سنہ ۱۲۳۳ھ میں دہلی کے ایک شخص اسمٰعیل نے یہ نیا مذہب نکالا اور ہندوستان کو دار الحرب بتا کر جہاد کا جھنڈا قائم کیا۔

سوال ۶: اس سے پہلے صدیوں میں ہندوستان کے تمام مسلمان کس مذہب پر تھے اور سلاطین کس مذہب پر تھے؟

جواب: تمام سنی مسلمان رعایا و سلاطین سب مقلد حنفی تھے۔ اسی لئے گورنمنٹ نے حنفی مذہب کو اس ملک کے سنی مسلمانوں کا مذہب مان کر اسی مذہب کی کتابیں "ھدایہ قاضی خاں عالمگیری درمختار" انگریزی میں ترجمہ کرائیں اور انہیں کتابوں پر مقدمات فیصل ہوتے ہیں۔ غیر مقلد کی کوئی کتاب نہ ترجمہ ہوئی اور نہ اس پر فیصلہ ہوا۔

سوال ۷: سلطنت کی حالت قوت میں یہ فرقہ غیر مقلدین پیدا ہوا یا کب اور نکل کر اپنا نام کیا رکھا؟

جواب: یہ فرقہ ضعف سلطنت میں پیدا ہوا۔ اپنا نام موحد و محمدی، و عامل بالحدیث رکھا اور اہلسنت نے عرب و عجم میں ان کا نام وہابی اور غیر مقلد اور لامذہب رکھا نے اہلسنت ہونے کا دعویٰ کیا مگر عرب و عجم کے اہلسنت نے ان کو اہل بدعت جانا

سوال ۸: اس فرقہ کے ظاہر ہونے پر ہندوستان کے علمائے اہلسنت نے اس کی تردید کی یا نہیں اور علمائے حرمین شریفین سے فتاویٰ اس مذہب کے بطلان میں آئے یا نہیں؟

جواب: ھاں۔

سوال ۹: اس فرقہ جدیدہ کا فتنہ ہندوستان میں دفعۃً پھیلا یا آہستہ آہستہ اور ہر جگہ اور ہر مقام میں اس کی کثرت ہوئی یا کیا؟

جواب: اس کا فتنہ بتدریج پھیلا۔ بہت جگہ ابھی تک ان کا نام و نشان نہیں اور بعض جگہ چند سال سے گنتی کے لوگ اس مذہب کے ہوئے ہیں۔

سوال ۱۰: غیر مقلدین اہلسنت میں داخل ہیں یا مبتدع ہیں اور مبتدع ہیں تو کس دلیل سے؟

جواب: غیر مقلدین مبتدع گمراہ ہیں۔ علمائے عرب و عجم کا اس پر اتفاق ہے۔ دیکھو عرب شریف کا فتویٰ "فتوی الحرمین" جس پر علمائے مکہ و مدینہ کی مہریں ہیں اور کتاب فتح المبین اور جامع الشواھد جن پر عرب و ہند کے بہت سے علماء کی مہریں ہیں اور طحطاوی حاشیہ درمختار میں ان کے بدعتی ہونے کی تصریح ہے۔

سوال ۱۱: فرقہ غیر مقلدین کیوں کر مذاہب اربعہ اہلسنت و جماعت سے خارج ہیں جو بدعتی اور ناری ہوئے بلکہ وہ تو بلا تعین چاروں اماموں کی تقلید کرتے ہیں؟

جواب: یہ غیر مقلدین کا دھوکہ ہے ان کے یہاں تقلید شرک ہے۔ ان کے پیشوا اسمٰعیل دہلوی اور صدیق حسن خان بھوپالی اسے لکھ گئے ہیں۔ چاروں اماموں کو حدیث کا مخالف بتاتے ہیں۔ انہیں کی کتاب ظفر المبین اسی بیان میں ہے یہ کوئی مسئلہ کسی امام کی تقلید سے نہیں مانتے اتفاقیہ کوئی موافقت ہو جائے تو دوسری بات ہے اسے اتباع نہیں کہیں گے۔ دیکھو توضیح و تلویح۔

سوال ۱۲: یہ بیان کیجئے کہ غیر مقلدین کے مسائل ایسے بھی ہیں جو مذاہب اربعہ اہلسنت میں سے کسی کے نزدیک جائز نہ ہوں۔

جواب: بہت مسائل ہیں جیسے ایک جلسہ میں تین طلاقوں سے ایک ہی طلاق پڑنا۔ وضو میں سر کی جگہ پگڑی کا مسح۔ ان کی کتاب تحفۃ المومنین میں جو ان

کے پیشوا نذیر حسین کے شاگرد نے بعد نظر ثانی کے مطبع نولکشور میں دوبارہ چھپوائی اس کے صفحہ ۱۷ پر صاف لکھا ہے کہ پھوپھی کے ساتھ نکاح درست ہے ان کے یہاں خون اور شراب اور سور کی چربی ناپاک نہیں۔ جیسا کہ ان کی روضۂ ندیہ صفحہ ۱۲ وغیرہ سے ثابت ہے۔

سوال ۱۳: قیاس ابوحنیفہ کے خلاف و باطل کہنے والے کو کیا لکھا ہے؟

جواب: فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں ہے جو شخص امام ابوحنیفہ کے قیاس کو حق نہ مانے وہ کافر ہے۔

سوال ۱۴: غیر مقلدین کے پیشواؤں نے بزرگان دین و فقہائے کرام و مقلدین مصلائے اربعہ کی نسبت اور نیز قبہ مبارک (حضور صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں کیا لکھا ہے؟

جواب: ان کے پیشوا صدیق حسن خاں وغیرہ نے مشرک و بدعت و مشرک لکھا ہے۔

سوال ۱۵: نواب صدیق حسن خاں نے خلیفۂ ثانی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں کیا بے ادبی کے کلمات لکھے ہیں؟

جواب: اپنی کتاب انتقاد الرجیح کے غالباً صفحہ ۶۲ پر صریح گمراہ بتایا ہے کہ انہوں نے جماعت تراویح کو رواج دیا اور خود اسے بدعت کہہ کر اچھا بتایا حالانکہ کوئی بدعت قابل ستائش نہیں۔ سب گمراہی ہے۔

سوال ۱۶: شیخین کو جو گالی دینے والا ہے اس کے بارے میں اکابر اہلسنت کی کیا رائے ہے؟

جواب: جو شخص ابوبکر صدیق یا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو برا کہے بہت سے آئمہ نے اسے کافر کہا ہے۔ اور اس قدر پر تو اجماع ہے کہ ایسا شخص بددین ہے دیکھو تنویر الابصار، درمختار فتاویٰ عالمگیری، فتاویٰ خلاصہ فتح القدیر، اشباہ بحر الرائق، غنیہ، عقود الدریہ وغیرہ۔

سوال نمبر ۱۷: ایسا کہنے والے کو احتیاطاً کافر نہ کہیں تو مبتدع کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: ضرور مبتدع و گمراہ ہیں۔

سوال نمبر ۱۸: حنفیوں کی نماز شافعی المذہب کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس میں بہت اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ شافعی نے اگر فرائض و شرائط حنفی کی رعایت نہ کی تو اس کے پیچھے حنفی کی نماز جائز نہیں۔ دیکھو بحرالرائق اور ردالمحتار وغیرہ اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں یہ بھی قید لگائی کہ وہ حنفی کے ساتھ تعصب نہ رکھتا ہو۔ ورنہ اس کے پیچھے نماز منع ہے۔

سوال نمبر ۱۹: حنفیوں کی نماز غیر مقلدین کے پیچھے جائز ہے کہ نہیں؟

جواب: نہیں جائز ہے۔ اس لئے کہ غیر مقلدین اہل اہوا سے ہیں جس کا بیان ابھی گذرا۔ اور اہل اہوا کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔ فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہے کہ امام محمد امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف سے روایت فرماتے ہیں کہ اہل اہوا کے پیچھے نماز ناجائز ہے اور ان کے مذہبی مسئلے اس قدر مخالف ہیں کہ ہمارے مذہب میں نہ ان کی طہارت ٹھیک ہوتی ہے اور نہ نماز۔ کہ یہ مردار اور سور کی چربی تک کو ناپاک نہیں جانتے ہیں اور کٹورے بھر پانی میں چھ ماشہ پیشاب پڑجائے تو اسے پاک سمجھتے ہیں۔ ان کا مذہب یہ ہے کہ جب تک اتنی نجاست نہ پڑے کہ پانی کا رنگ، مزہ، بو بدل جائے اس وقت تک پانی پاک رہے گا۔ دیکھو غیر مقلدین کی کتاب فتح المغیث صفحہ ۵ اور طریقہ محمدیہ صفحہ ۶، ۷

سوال نمبر ۲۰: کیا حرمین شریفین میں چاروں مذہب کے اہلسنت و جماعت غیر مقلدوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں؟

جواب: یہ محض غلط ہے۔

سوال نمبر ۲۱: مولوی نذیر حسین پیشوائے غیر مقلدین جب مکہ معظمہ گئے تھے حاکم مکہ نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا تھا؟

جواب: نذیر حسین دہلوی ذوالحجہ سنہ ۱۳۰۰ھ میں مکہ معظمہ گئے۔ وہاں مخبری ہوئی کہ یہ اور ان کا ایک ساتھی سلیمان جوناگڈھی غیر مقلد ہیں اور مسجد الحرام میں غیر مقلدین کے مسائل بیان کرتے ہیں۔ اس پر دوڑ آئی یہ دونوں غیر مقلد اور ان کے ساتھی گرفتار ہوئے۔ تین دن حوالات میں رہے پھر دولت عثمان نوری پاشا گورنر ملک حجاز کے حضور ان کی پیشی ہوئی۔ وہاں انہوں نے توبہ کی اور حنفی حاکم نے ان سے توبہ نامہ لکھوالیا اس وقت رہائی ہوئی۔ یہ خبر میں نے معتبر علماء سے سنی جو اس واقعہ میں موجود تھے۔ پھر مکہ معظمہ کے چھپے ہوئے اشتہار دیکھے جو وہاں کے مطبع میری میں چھپے تھے۔ وہ اشتہار پیش کرتا ہوں۔ پھر دوسرا اشتہار مع ترجمہ وہیں مکہ معظمہ میں چھپا وہ بھی پیش کرتا ہوں۔ اور اس کے سوا سنہ ۱۲۹۵ھ میں کہ مظہر حج کو گیا تھا قافلہ کی داخلی کعبہ معظمہ میں تھی کعبہ معظمہ کا دروازہ بہت بلند ہے خادم اوپر بیٹھے لوگوں کا ہاتھ پکڑ کر داخلی کے لئے کھینچ رہے تھے ایک مغل کی وضع پر افسر کو بدمذہبی کا شبہ ہوا۔ جب وہ داخلی کے لئے گیا خادم نے دھمکا دیا۔ اس کے ساتھ کا ایک غیر مقلد وہابی شفارخ کو بڑھا۔ افسر کے حکم سے اس وہابی کے سر پر خادم نے اس زور سے چپت لگائی کہ تمام مسجد میں آواز پہنچی ہوگی۔ یہ میری آنکھ کا دیکھا ہوا ہے۔ یہ لوگ جب جاتے ہیں اپنا مذہب چھپاتے رہتے ہیں ورنہ سزا پاتے ہیں۔

سوال نمبر ۲۲: غیر مقلدین کے بارے میں فتاوی الحرمین آپ کے پاس ہیں؟

جواب: اصل دو فتوی پیش کرتا ہوں۔ نیز ایک کتاب مطبوعہ بمبئی پیش کرتا ہوں۔

سوال نمبر ۲۳: آپ تصدیق کرتے ہیں کہ یہ مہریں وہیں کے علماء کی ہیں؟

جواب: میں تصدیق کرتا ہوں کہ جو مہریں ان فتووں میں ہیں وہ وہیں کی ہیں

سوال نمبر ۲۴: کیونکہ اور کس وجہ سے آپ تصدیق کرتے ہیں؟

جواب: مظہر نے یہ بڑا فتویٰ مکہ معظمہ بھیجا تھا اور یہ دوسرا فتویٰ میرے دوست
مولوی نذیر احمد خاں صاحب مرحوم نے احمد آباد گجرات سے مدینہ شریف
کو بھجوایا تھا وہاں کی مہریں ہو کر بذریعہ مولوی عبد الحق صاحب مجاور
(یعنی مہاجر) کے ان کے پاس آیا اور انہوں نے مجھے بھیجا۔ جدہ کا لفافہ موجود
ہے اور اس میں سلطانی ٹکٹ لگے ہیں پیش کرتا ہوں۔ بڑا فتویٰ مکہ شریف
کی مہریں ہو کر بذریعہ مولینا حاجی عبد الرزاق صاحب مطوف کعبہ معظمہ
کے بمبئی مولوی عمر الدین صاحب کو اور ان کے واسطے سے مجھے پہنچا۔
جدہ کا لفافہ پیش کرتا ہوں۔ اور اس کے ساتھ مولینا حاجی عبد الرزاق
صاحب مکی کا یہ خط جو پیش کرتا ہوں میرے نام آیا۔ اور دوسرا خط اور
پیش کرتا ہوں۔ یہ سردار علمائے مکہ معظمہ مولینا محمد سعید بابصیل نے
میرے نام اپنی مہر کے ساتھ مع اسی فتویٰ کے بھیجا۔ اس کی چند سطروں
کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے:

"کہ یہ خط ہے حضرت اجل و افضل میرے سردار اور میرے بھائی اور
میرے معزز حضرت احمد رضا قادری محمدی حنفی کو کہ ان کی سعادت اور
جلالت ہمیشہ رہے۔ وہ آداب جو آپ کے رتبہ کے لائق ہیں ہدیہ بھیج کر عرض
ہے کہ آپ کا عجالہ جو آپ نے رافضیوں، نیچریوں، وہابیوں، غیر مقلدوں
گمراہ فرقوں کے رد کے لئے تالیف کیا یہاں پہنچا مجھے نہایت پسند آیا
اور میں نے اس کے آخر میں وہ لکھ دیا جو اس کے لئے لکھنا لازم تھا تحریر
۲۲ ربیع الاول ۱۳۱۷ھ

محمد سعید بن بابصیل
مفتی شافعیہ سردار علمائے مکہ معظمہ

سوال ۲۵: غیر مقلدین کی بدعت لزوم کفر تک پہنچی ہے یا نہیں؟
جواب: بہت وجہ سے پہنچی ہے۔ تین وجہیں یہ کہ غیر مقلدین اجماع اور قیاس

اور تقلید کے منکر ہیں۔ جیسا کہ ان کی کتابوں سے ظاہر ہے اور ان کے پیشوا
نواب صدیق حسن خاں نے لکھا ہے کہ: قیاس باطل و اجماع بے اثر
آمد۔ اور ہمارے ائمہ تصریح فرماتے ہیں کہ اجماع قیاس و تقلید ضروریاتِ
دین سے ہیں۔ دیکھو کشف الاسرار امام عبد العزیز بخاری مطبع قسطنطنیہ اور
فصول البدائع مطبع استنبول اور مواقف و شرح مواقف اور فواتح وغیرہ
اور ضروریات دین کا منکر مسلمان نہیں ہے۔ دیکھو تنویر الابصار اور
در مختار اور شرح فقہ اکبر اور اعلام امام ابن حجر اور بحر الرائق اور رد المحتار
وغیرہ وغیرہ۔ چوتھے یہ کہ ان کے امام اسمٰعیل دہلوی نے ایضاح الحق میں
اللہ تعالیٰ کو مکان و جہت سے پاک ماننے کے عقیدۂ دینی کو بدعت حقیقی
بتایا اور یہ کلمہ کفر ہے۔ دیکھو فتاویٰ قاضی خاں و فتاویٰ عالمگیری وغیرہ
پانچویں ان کے امام مذکور نے تقویۃ الایمان میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
کی شان میں سخت گستاخی کے کلمے لکھے اور یہ کفر ہے۔ دیکھو شفا شریف
قاضی عیاض اور سیف المسلول امام سبکی وغیرہ۔ چھٹی اسی تقویۃ الایمان
میں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق مر کر مٹی میں مل جانا لکھا ہے
اور اماموں نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ کفر ہے۔ دیکھو شرح مواہب علامہ
زرقانی مطبع مصر۔ ساتویں یہ کہ سارا فرقہ تقلید کو شرک اور مسلمان مقلدین
کو مشرک کہتا ہے اور یہ کلمہ کفر ہے۔ دیکھو در مختار و درر و غرر و مجمع الانہر
و عالمگیری و شرح فقہ اکبر وغیرہ۔

سوال ۲۶: ایسے مبتدع کے پیچھے نماز جائز ہے یا کیا؟
جواب: محض باطل ہے۔ دیکھو شرح فقہ اکبر و فواتح شرح مسلم و فتح القدیر
شرح ہدایہ وغیرہ۔

سوال ۲۷: مسلمان کو گالی دینا فسق ہے کہ نہیں اور مسلمان کو برا کہنے والا فاسق
ہے کہ نہیں؟

جواب : فاسق ہے صحیح بخاری شریف میں اس کی حدیث ہے۔

سوال ۲۸ : بدعتی و فاسق کی امامت مکروہ و ممنوع ہے یا نہیں۔ اس کی کیا سندیں ہیں ؟

جواب : ہاں مکروہ ہے۔ دیکھو طحطاوی درمختار اور طحطاوی مراقی الفلاح اور تبعین الحقائق امام زیلعی اور ردالمحتار اور غنیہ اور صغیری اور فتح المبین وغیرہ۔

سوال ۲۹ : لامذہبی فسق ہے یا نہیں ؟

جواب : لامذہبی ہر فسق سے بدتر فسق ہے کہ یہ بدمذہبی ہے۔ دیکھو غنیہ۔ طبع قسطنطنیہ۔

سوال ۳۰ : امام بنانا دینی تعظیم ہے کہ نہیں ؟ اور مبتدع کی دینی تعظیم حرام ہے یا نہیں ؟

جواب : ہاں۔ دیکھو ردالمحتار اور فتح و طحطاوی اور زیلعی وغیرہ اور مشکوٰۃ شریف وغیرہ میں حدیث ہے کہ جو کسی بدعت والے کی تعظیم کرے بیشک اس نے اسلام کے ڈھانے میں مدد دی۔

سوال ۳۱ : کوئی حدیث صحیح پیش کر سکتے ہیں جس سے ظاہر ہو کہ مبتدع فاسق کی امامت مکروہ و نادرست ہے ؟

جواب : ایک حدیث صحیح ہے جو ابھی گزری اور صحاح ستہ سے سنن ابن ماجہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا لَا یَؤُم فاجرٌ مومنًا الا ان یقھرہ السلطان یخاف سیفہٗ وسوطہ کوئی فاسق کسی مسلمان کی امامت نہ کرے مگر اس حالت میں کہ وہ اپنی سلطنت کے زور سے اسے دبائے کہ یہ اس کی تلوار اور تازیانے کا خوف رکھتا ہو۔

سوال ۳۲ : جس طرح نماز حنفی کی شافعی کے پیچھے جائز ہے تو اسی طرح غیر مقلدوں کے پیچھے کیوں نہیں جائز ہے اگر وہ بھی رعایت مذہب مقتدی کی کر لیویں ؟

جواب : شافعیہ اہلسنت ہیں ان پر غیر مقلدوں کا قیاس نہیں ہو سکتا۔ یہیں دیکھئے حضرت مولینا محمد سعید بابصیل سردار علمائے مکہ معظمہ شافعیؒ المذہب ہیں انہوں نے اور دیگر مذاہب اہلسنت کے مفتیان عرب نے ان غیر مقلدوں کو بالاتفاق گمراہ لکھا ہے ابھی میں شافعیہ کی نسبت بھی فتاوی عالمگیری کا حوالہ دے چکا ہوں کہ حنفی سے تعصب رکھیں تو ان کے پیچھے بھی نماز منع ہے نہ کہ غیر مقلدین کہ بدمذہب ہیں اور بدمذہب بھی ایسے جن میں بہت کفریہ بدعتیں ہیں اور حنفیہ سے تعصب اتنا کہ ان کو مشرک کہتے ہیں۔

سوال ۳۳ : بعض عبارات فقہا میں مثل شامی وغیرہ کے جو مذکور ہے کہ نماز بر و فاجر کی اقتدا میں جائز ہے۔ علی ھذا حدیث صلو خلف کل بر و فاجر اس جواز سے کیا مراد ہے ؟

جواب : یہ جواز اس معنی پر ہے کہ فرض اتر جائے گا نہ یہ کہ کوئی کراہت نہیں۔ میں انہیں دو شامی کے اقوال سے بیان کر چکا کہ فاسق و مبتدع کے پیچھے نماز مکروہ و منع ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ نماز عام کی امامت سلاطین خود کرتے ہیں یا وہ جسے مقرر کریں اور بعض وقت حکام بدمذہب یا فاسق بھی ہوتے ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے وہی اندیشہ تھا تلوار اور تازیانہ کا جو حدیث میں گزرا۔ اسی بنا پر یہ حدیث آئی ہے کہ ضرورت کے وقت ان کے پیچھے پڑھ لے۔ اور علماء نے فرمایا ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس کا فسق حد کفر تک نہ پہنچا ہو اور کوئی مرد صالح موجود نہ ہو۔ دیکھو اشعت اللمعات شرح مشکوٰۃ اور پھر اس حدیث کے نیچے صاف لکھ دیا ہے کہ ان کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ دیکھو مرقات شرح مشکوٰۃ علاوہ بریں اس حدیث کی صحت میں بھی علمائے محدثین مثل دارقطنی وغیرہ کو کلام ہے اور اس حدیث کا شروع کا ٹکڑا یہ ہے۔ جاھدوا مع کل بر کان او فاجرا " یعنی ہر سلطان کے ساتھ جہاد کرو چاہے وہ

نیک ہو یا بد۔ اسی سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں بادشاہوں کا ذکر ہے۔
مگر غیر مقلدین اس حدیث پر اپنی خاص غرضوں کیلئے زور دیتے ہیں کہ اگرچہ
مبتدع اور فاسق ہیں مگر ان کے پیچھے نماز پڑھنی واجب ہے۔ اور ان کے پیشوا
اسمٰعیل دہلوی نے بھی یہی حدیث لوگوں کو وعظ میں سنا کر جہاد پر ابھارا تھا۔

سوال ۲۴ ۔ جواز کا اطلاق مکروہ تحریمی پر بھی آتا ہے یا نہیں۔

جواب :۔ آتا ہے دیکھو ردالمحتار۔

سوال ۲۵ مسجد جو اہلسنت بنائیں وہ خاص اپنے فرقے کیلئے بناتے ہیں یا عام کلمہ گویوں کے واسطے

جواب :۔ خاص اپنے فرقے کیلئے کہ اُن کی مذہبی مسئلے سے مبتدعوں کے ساتھ نماز پڑھنے کی ممانعت ہے
دیکھو عرب شریف کا فتویٰ صفحہ ۸۰ جو میں نے داخل کیا ہے۔

سوال ۲۶ :۔ مبتدع کے ساتھ میل جول کرنے سے منع ہونے کے از روئے شرع کیا دلائل ہیں۔

جواب :۔ قرآن مجید میں ہے وما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظٰلمین
اور اگر تجھے بھلا دے شیطان تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ تفسیر احمدی میں ہے کہ ظالموں
سے مراد کافر مبتدع اور فاسق سب ہیں والقعود مع کلھم ممتنع اور ان سب کے پاس بیٹھنا منع ہے

سوال ۲۷ اور کوئی روایت ایسی بھی ثابت ہے جس سے مبتدعین کے جنازے کی نماز پڑھنی اور انکے ساتھ نماز پڑھنی منع ہے۔

جواب :۔ فتاوی الحرمین کے صفحہ ۸۰ پر یہ حدیث ہے۔ ان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتوا فلا
تشھدوھم۔ اور یہ حدیث ہے۔ لا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا تواکلوھم ولا
تناکحوھم۔ اور یہ حدیث ہے۔ لا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم
یعنی مبتدع لوگ بیمار پڑیں تو ان کو پوچھنے کو نہ جاؤ اور اگر مر جائیں تو
ان کے جنازے پر نہ جاؤ اور ان کے ساتھ نہ بیٹھو اور ان کے ساتھ کھانا
پینا۔ شادی بیاہ نہ کرو۔ ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو۔ ان کے ساتھ
نماز نہ پڑھو۔

سوال ۲۸ :۔ کیا مسجد میں سب مسلمانوں کا حق ہوتا ہے اور مسلمان کسے کہتے ہیں۔

جواب : مسلمان وہ ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت ہو۔ امت کے
دو معنی ہیں۔ امت دعوت جنہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حق کی
طرف بلایا۔ یوں تو تمام عالم ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت ہے
اور امت اجابت وہ جنہوں نے بلانا قبول کیا اور حق کو پورا مانا۔ جب امت
مطلق بولتے ہیں۔ یہی دوسرے معنی مراد ہوتے ہیں۔ اس معنی پر جو مسلمان ہے
اس کے لئے مسجد میں حق ہے۔ مگر مبتدع اس معنی میں داخل نہیں۔ دیکھو
توضیح امام صدر الشریعہ اور تلویح امام تفتازانی۔

سوال ۲۹ : کیا سب مسلمان جو امت اجابت ہوں یعنی اہلسنت ہوں ان سب کا
حق مسجد میں برابر ہے؟

جواب : ان سب کا حق بھی برابر نہیں۔ بلکہ جو مسجد جس قبیلے کے لئے بنے اس کا
حق اس میں مقدم ہے۔ وہ وقت حاجت اوروں کو اس میں نماز پڑھنے
سے روک سکتے ہیں۔ دیکھو درمختار۔

سوال نمبر ۳۰ : کسی وجہ اور کسی مصلحت سے مسلمان کو جس کا حق مسجد میں تھا نکال
دینا جائز ہے یا نہیں۔ اور روکنے والا بموجب آیت شریف ومن
اظلم ممن منع مسٰجد اللہ الآیۃ کے ظالم کہلائے گا یا نہیں؟

جواب : بہت سی صورتوں میں مسلمان کو مسجد سے روکنا اور نکال دینا شریعت
نے جائز رکھا ہے۔ بلکہ حکم دیا ہے ازاں جملہ لہسن اور کچی پیاز کھانے
والا اور حدیث میں ہے من وجد سعۃ ولم یضح فلا یقربن
مصلانا۔ جو گنجائش پائے اور قربانی نہ کرے۔ وہ ہمارے مصلے کے پاس نہ
آئے۔ دیکھو ابن ماجہ۔ فقہ میں حکم ہے کہ موذی شخص کو مسجد سے نکال دیا
جائے۔ جس کے آنے سے برہمی پیدا ہوتی ہے۔ دیکھو اشباہ اور درمختار
عمدۃ القاری۔ شرح صحیح بخاری اور آیت شریف میں فاسق بلا وجہ شرعی
مسجدوں سے لوگوں کو باز رکھ کر انہیں ویران کر دینے کی برائی کا بیان

ہے۔ ورنہ خود اسی آیت میں مفسدوں کی نسبت فرمایا ہے کہ انہیں مسجد میں آنے کا حق نہیں ہے مگر ڈرتے ہوتے۔

سوال ۴۱: غیر مقلدین اگر سنیوں کی جماعت میں اگر شریک ہوں تو سنیوں کا کوئی مذہبی حرج ہے؟

جواب: کئی حرج ہیں۔ ایک تو یہ کہ سنیوں کے مذہبی مسئلے سے ان کے ساتھ نماز منع ہے۔ دیکھو فتاویٰ الحرمین صفحہ ۲۰۔ دوسرے یہ کہ سنیوں کو مشرک اور ان کے اماموں کو برا کہتے ہیں۔ تو نماز میں ان کا پاس ہونا انہیں غیظ آنے کا باعث ہوتا ہے اور اصل مقصود نماز کا ذکر الہٰی ہے۔ اس میں خلل پڑتا ہے۔ تیسرے غیر مقلدین جب اپنے طریقے سے وضو کریں اور نماز پڑھیں تو ہمارے مذہب میں وہ نماز سے باہر ہیں۔ کیونکہ ان کی نماز اور وضو ٹھیک نہیں۔ اور جو نماز سے باہر ہو اسے نماز کی صفوں میں کھڑا کرنا گناہ ہے۔

سوال ۴۲: کیا حنفیوں کو استحقاق اپنے مذہبی مسئلے کی رو سے ہے کہ غیر مقلدوں کو اپنی مساجد میں آنے سے روکیں؟

جواب: ہاں کئی وجہ سے استحقاق ہے۔ اول ان کے آنے سے فتنہ ہوتا ہے کہ جس کے سبب ملک میں بکثرت فوجداری کے مقدمے ہوئے اور محکموں وغیرہ تک نوبت پہنچی اور فتنہ کا بند کرنا عقل و شرع و قانون سب میں واجب ہے۔ دوم ان کے آنے سے نمازیوں کو نفرت ہوتی ہے اور جو وجہ نفرت ہو مسجد سے روکا جائے گا۔ جیسے جذامی یا وہ جس کا بدن پیپ ہو گیا ہو۔ حالانکہ ان کا اپنا کوئی قصور بھی نہیں تو بد مذہب بدرجۂ اولیٰ روکا جائے گا۔ سوم اُن کے فتنہ کے خوف سے نمازی مسجد کو چھوڑ بیٹھے تو مسجد ویران ہوئی اور نہ چھوڑا اور فتنہ اٹھے تو جیل آباد ہوئے۔ مسجدیں یوں بھی ویران ہوئیں اور غم و غصہ کھایا کئے تو نماز خراب ہوئی۔

سوال ۴۳: نصاریٰ نجران کا وفد بخدمت حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد

شریف میں آنا کس حیثیت سے تھا اور حضور نے منع کیوں نہ فرمایا۔

جواب: نصاریٰ نجران امان لے کر حاضر ہوئے تھے اور جو امان لے کر آئے اس سے تعرض جائز نہیں۔ اس لئے باوجود اس کے کہ صحابۂ اکرام نے ان کو روکنا چاہا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ دیکھو زرقانی شرح مواہب

سوال ۴۴: مسجد حرام خواہ اور مساجد میں کفار کا آنا امام شافعی و امام مالک و امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک جائز ہے کہ نہیں؟

جواب: امام مالک تو مطلقاً اجازت نہیں دیتے اور امام شافعی اور امام احمد مسجد الحرام میں منع کرتے ہیں اور امام محمد کا بھی یہی مذہب ہے اور یہ اختلاف ذمیوں کے بارے میں ہے۔ جو سلطنت اسلام میں مطیع اسلام ہو کر رہیں۔ دیکھو جامع صغیر امام محمد و ہدایہ در مختار۔

سوال ۴۵: امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک کفار کا مسجد میں حقدار بن کر آنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: نہیں جائز ہے دیکھو ہدایہ۔

سوال ۴۶: کفار مستامن پر مدعیان اسلام کا قیاس صحیح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: ہرگز نہیں۔ ابھی حدیثوں سے گزرا کہ مستامن کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد میں آنے سے نہ روکا اور نماز پڑھنے دی اور کچا لہسن اور پیاز کھانے والے مسلمان کو مسجد سے منع فرمایا اور قربانی چھوڑنے والے کو حکم ہوا کہ ہمارے مصلے کے پاس نہ آئیں اور منافقین کلمہ گو مدعیان اسلام کو خاص جمعہ کے مجمع میں ایک ایک کا نام لے کر مسجد اقدس سے نکلوا دیا کہ اُخْرُجْ یَا فُلَانُ فَاِنَّکَ مُنَافِقٌ۔ اُخْرُجْ یَا فُلَانُ فَاِنَّکَ مُنَافِقٌ نکل جا اے فلاں کہ تو منافق ہے۔ نکل جا اے فلانے کہ تو منافق ہے۔

سوال ۴۷: کسی شخص کا دعویٰ استحقاق امامت کا بانی مسجد یا اولاد بانی مسجد کے ہوتے ہوئے قابل اعتبار ہے یا باطل ہے اور اولاد بانی مسجد کو حق

امام وموذن وغیرہ کا حاصل ہے یا اوروں کو؟

جواب: اوروں کو دعویٰ بانی مسجد یا اس کی اولاد کے آگے خلاف فقہ ہے۔ دیکھو عالمگیری وقاضی خان۔ اور امام وموذن قائم کرنے کا حق بانی مسجد کو ہے اور وہ نہ ہو تو اس کی اولاد کو۔ دیکھو حموی شرح اشباہ۔

سوال ۴۸: تقرر امام میں بحالت اختلاف قلت رائے کا اعتبار ہے یا کثرت کا؟

جواب: کثرت رائے کا اعتبار ہے یہاں تک کہ اگر جماعت کثیر جسے چاہے اس سے وہ افضل ہو جسے جماعت قلیل چاہے۔ تو وہی مقرر ہوگا جسے جماعت کثیر نے چاہا دیکھو عالمگیری وغیرہ

سوال ۴۹: مسجد جامع میں امام وخطیب کے رہتے ہوئے دوسرے کو امامت وخطابت کا حق حاصل ہے یا نہیں؟

جواب: نہیں۔ بلکہ اس کی بغیر اجازت نہ خطبہ پڑھے یا امامت کرے تو نماز ہی نہ ہوگی۔ دیکھو عالمگیری ودرالمختار وفتاویٰ سراجیہ وغیرہ۔

سوال ۵۰: قولہ تعالیٰ: یاایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول سے اجماع وقیاس کا ثبوت ہے یا اس کا رد؟

جواب: ثبوت ہے۔ دیکھو تفسیر کبیر امام رازی وغیرہ۔

سوال ۵۱: اس آیت میں اولی الامر سے کیا مراد ہے اور فان تنازعتم کے مخاطب کون لوگ ہیں؟

جواب: مجتہدین۔ دیکھو تفسیر کبیر۔

سوال ۵۲: اولی الامر کے اندر وہ مفسرین ومحدثین جو رتبہ اجتہاد تک نہیں پہنچے ہیں وہ بھی داخل ہیں یا نہیں، ان کی بھی اطاعت وتقلید واجب ہے کہ نہیں؟

جواب: نہیں۔ دیکھو تفسیر کبیر۔

سوال ۵۳: پھر ایسے حضرات کس حکم میں داخل ہیں؟

جواب: اُن پر بھی تقلید واجب ہے۔ دیکھو تفسیر کبیر اور مسلم الثبوت اور فصول البدائع وغیرہ

سوال ۵۴: ان سے نزاع صرف آمین بالجہر ورفع یدین پر ہے یا کیا؟

جواب: غیر مقلدوں سے اصل نزاع اس پر ہے کہ وہ تقلید کے منکر ہیں، قیاس کے منکر ہیں۔ مقلدین کو مشرک کہتے ہیں۔ انبیاء واولیاء کی جناب میں گستاخیاں کرتے ہیں۔ یہ آمین بالجہر ورفع یدین ان کا بھی کسی امام کی تقلید سے نہیں کہ یہ تو تقلید کے قائل نہیں۔

سوال ۵۵: کیا شیعہ کے پیچھے نماز جائز ہے کہ نہیں؟

جواب: شیعہ میں جو صرف تفضیلی ہے کہ سب صحابہ کو اچھا جانتا ہے۔ اہلسنت سے فقط اتنی مخالفت رکھتا ہے کہ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل جانتا ہے۔ اس کے پیچھے نماز سخت مکروہ ہے۔ دیکھو ارکان اربعہ۔ اور جو تبرائی ہے۔ اس کے پیچھے نماز بحکم فقہائے کرام محض باطل ہے۔ دیکھو خلاصہ وعالمگیری وغیرہ اور جو ضروریات دین سے کسی بات کا منکر ہے وہ کسی کے نزدیک مسلمان نہیں۔ اس کے پیچھے نماز بالیقین سب کے نزدیک باطل ہوگی۔

سوال ۵۶: اور ہر شیعہ کے پیچھے جائز ہے کہ تفریق ہے اور جائز بلا کراہت ہے یا بکراہت تحریمی۔

جواب: نمبر ۵۵ میں اس کا جواب آگیا۔

سوال ۵۷: قابل عمل مسئلہ مفتیٰ بہا ہوتا ہے کہ غیر مفتیٰ بہا؟

جواب: مفتیٰ بہا دیکھو درمختار۔

سوالات جرح وجوابات

از حضور پُر نور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سوال ۱: علم دین میں کون کتابیں ہیں؟
جواب: ہزارہا کتابیں ہیں۔
سوال ۲: آپ نے علم دین کی کون کون کتابیں درس کی ہیں؟
جواب: تمام درس نظامی۔
سوال ۳: قرآن مجید و حدیث شریف بھی علوم دین کی کتابوں میں داخل ہیں یا نہیں؟
جواب: ہیں۔
سوال ۴: حدیث شریف میں کون کون کتابیں ہیں؟
جواب: بے شمار کتابیں ہیں۔
سوال ۵: آپ نے قرآن مجید درس کیا ہے یا نہیں؟
جواب: ہاں کیا ہے والحمد للہ۔
سوال ۶: آپ نے حدیث شریف کی کتابوں میں کون کون کتابیں درس کی ہیں؟
جواب: مسند امام اعظم و موطا امام محمد و کتاب الآثار امام محمد و کتاب الخراج امام ابو یوسف و کتاب الحجج امام محمد و شرح معانی الآثار امام طحاوی و موطا امام مالک و مسند امام شافعی و مسند امام احمد و سنن دارمی و بخاری و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و خصائص نسائی و منتقی ابن الجارود و علل متناہیہ و مشکوٰۃ و جامع کبیر و جامع صغیر و ذیل جامع صغیر و منتقی ابن تیمیہ و بلوغ المرام و عمل الیوم واللیلہ ابن السنی

و کتاب الترغیب و خصائص کبریٰ و کتاب الفرج بعد الشدت و کتاب الاسماء والصفات وغیرہ پچاس سے زائد کتب حدیث میرے درس و تدریس و مطالعہ میں رہیں۔
سوال ۷: آپ قرآن مجید و حدیث شریف سے پوری طرح سے واقفیت رکھتے ہیں یا نہیں؟
جواب: لفظی ترجمہ، بالائی مطالب، غیر اجتہادی احکام پر خاص و عام اپنی استعداد کے لائق سمجھتا ہے۔ احکام اجتہادیہ سمجھنے پر مجتہد کے سوا کوئی قادر نہیں۔
سوال ۸: مسلمانوں کے یہاں مذہبی کتابوں میں قرآن مجید سب سے اول درجہ کی کتاب ہے یا نہیں؟
جواب: ہے۔
سوال ۹: مسلمانوں کے یہاں قرآن مجید کے علاوہ دینی کتابوں میں سب سے اول درجہ کی کتاب حدیث کی کتاب ہے یا نہیں؟
جواب: متبرک کے اعتبار سے ایسا ہی ہے اور تحصیل علم کی نظر سے اول درجہ کتب عقائد ہیں، پھر کتب فقہ۔ لہٰذا علماء نے فرمایا ہے کہ عام مسلمانوں کو فقہ کے بعد حدیث کی حاجت نہیں۔
حدیقۂ ندیہ علامہ عبد الغنی نابلسی جلد اول۔
سوال ۱۰: مسلمانوں کے یہاں حدیث کی کتابوں میں درجہ کی ترتیب یعنی یہ کہ حدیث کی کتابوں میں کون اول درجہ کی کتاب ہے، کون دوم درجہ کی، کون سوم درجہ کی وعلیٰ ہذا قیاس۔
جواب: کوئی ترتیب صحابہ و تابعین کے یہاں نہ تھی۔ نہ اس وقت تک یہ کتابیں تصنیف ہوئی تھیں۔ تصنیف کے بعد بعض لوگوں نے اپنے خیال کے مطابق مختلف ترتیبیں ٹھہرائیں جو محققین کو تسلیم نہیں۔ دیکھو فتح القدیر شرح

ھدایہ وغیرہ۔

سوال ۱۱: مسلمانوں کے یہاں حدیث کی کتابوں میں اول درجہ کی کتاب کون ہے۔ پھر کون، پھر کون؟

جواب: ابھی بیان ہو چکا ہے۔

سوال ۱۲: مسلمانوں کے یہاں سب سے اول درجہ کی کتاب صحیح بخاری پھر صحیح مسلم ہے یا نہیں؟

جواب: بخاری و مسلم بھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ڈھائی سو برس بعد تصنیف ہوئیں۔ مسلمانوں کے بہت سے فرقے انہیں مانتے ہی نہیں اور اس کے سبب وہ اسلام سے خارج نہ ہوئے۔ ماننے والوں میں بہت سے لوگ کسی خاص کتاب کو سب سے اول درجہ کی نہیں کہتے۔ اس کے مدار صحت سند پر رکھتے ہیں۔ بعض جو ترتیب رکھتے ہیں وہ مختلف ہیں۔ مشرقی صحیح بخاری کو ترجیح دیتے ہیں اور مغربی صحیح مسلم کو۔ اور حق یہ ہے کہ جو کچھ بخاری یا مسلم اپنی تصنیف میں لکھ گئے سب کو بے تحقیق مان لینا ان کی بری تقلید ہے جس پر غیر مقلدین جمع ہوئے ہیں حالانکہ تقلید کو حرام کہتے ہیں۔ انہیں خدا و رسول یاد نہیں آتے۔ خدا اور رسول نے کہاں فرمایا ہے کہ جو کچھ بخاری یا مسلم میں ہے سب صحیح ہے۔

سوال ۱۳: آپ نے جو اپنا مذہب بیان فرمایا ہے۔ اس مذہب کی ابتدا کب سے ہے؟

جواب: جب سے اسلام آیا اور احکام اترے۔

سوال ۱۴: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں یہ مذہب تھا یا نہیں؟

جواب: تھا۔

سوال ۱۵: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی مذہب تھا یا نہیں؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر مذہب حق کے مبدا و ماخذ ہیں۔ ان کا مذہب پوچھنا علماء کے نزدیک کمال حماقت ہے۔ دیکھو تحفہ اثنا عشریہ ص۵۸ میں یہ بھی لکھا ہے کہ فقہائے صحابہ بھی ماخذ مذہب ہیں۔ غرض یہ کہ یہ مذہب ان کے ہیں نا کہ وہ ان مذہبوں کے، نہریں دریا کی ہیں نہ کہ دریا نہروں کے۔

سوال ۱۶: آپ مقلد ہیں یا غیر مقلد؟

جواب: مقلد۔

سوال ۱۷: آپ تقلید کیوں کرتے ہیں یعنی کسی مجبوری سے آپ کو تقلید کرنی پڑی؟

جواب: جس مجبوری سے ایک لاکھ سے زائد صحابی مقلد ہوئے اور اس زمانہ میں عام مسلمان مقلد ہوئے یعنی منصب اجتہاد حاصل نہ کیا۔ دیکھو فتح القدیر و فتاوی خیریہ۔

سوال ۱۸: امام ابو حنیفہ اور امام مالک زمانہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں پیدا ہوئے اور زمانہ تابعین میں انتقال فرمایا اور امام شافعی اور امام احمد زمانہ تابعین میں پیدا ہوئے اور زمانہ تبع تابعین میں انتقال فرمایا۔

سوال ۱۹: مجتہد کس کو کہتے ہیں؟

جواب: جو آیات و احکام و اصابت احکام و طرق حدیث و شذوذ و نکارت و نقد رجال و اسباب جرح و تعدیل و علل غامضہ و وجوہ نظم و وضوح معنی و جمیع مبادی ادبیہ و اصولیہ و ناسخ و منسوخ و مناہج ترجیح و تطبیق و مناشی حکم و مقاصد شرع و مصالح زمن و عوائد امم و مضان حکم و اقاویل صحابہ و مواضع اجماع و مشارع خلاف و علل مؤخرہ و جوامع مغیرہ و مسائل تعدیہ و موارد قصر وغیرہا و جمع موارد و حصر کی معرفت میں دریائے

زخار ناپیدا کنار ہو اور اس کے ساتھ ذہن ثاقب و فکر صائب و طبع نقاد عقل وقاد و توفیق خداداد رکھتا ہو کہ جملہ ما دعا علیہ کے لحاظ سے منصوص سے مسکوت کا حکم اپنی رائے سے قائم کر سکے۔

سوال ۲۰: چاروں امام مذکورہ بالا مجتہد تھے یا نہیں؟

جواب: تھے۔

سوال ۲۱: مجتہد کو تقلید جائز ہے یا نہیں ہے؟

جواب: اس میں مجتہدین کا اختلاف ہے۔

سوال ۲۲: مجتہد کو تقلید جائز نہیں تو کیوں جائز نہیں؟

جواب: اپنا حال مجتہدین جانیں۔ ہمیں اس سے کیا بحث۔

سوال ۲۳: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ کرام کے زمانہ میں عام مسلمانوں کا کیا مذہب تھا؟

جواب: دین دین اسلام تھا۔ عقائد عقائد سنت اعمال میں گنتی کے صحابہ مجتہد تھے باقی سب مقلد۔

سوال ۲۴: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام کے زمانہ میں عام مسلمانوں کا مذہب حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی تھا یا نہیں مع سند بیان فرمایئے۔

جواب: ان چاروں مذہب کے مآخذ وہی مذہب ہیں جو زمانہ رسالت و صحابہ میں تھے۔ اگرچہ کوئی اصطلاحی نام بعد کو حادث ہو جیسے عقائد میں اشعری ماتریدی، غیر مقلدین اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ یہی مذہب صحابہ کے زمانہ میں تھا۔ حالانکہ اس وقت کوئی مذہب اپنے نام کے نام سے نہ پکارا جاتا تھا۔

سوال ۲۵: کتاب شرح مسلم الثبوت کو آپ جانتے ہیں اور یہ آپ کی کتاب ہے یا نہیں؟

جواب: مسلم الثبوت کی کئی شرحیں ہیں اور ان میں ہماری کوئی تصنیف نہیں

اور اگر یہ مراد ہے کہ ان میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب ہمیں تسلیم ہے یا نہیں تو اس کا یہ حال ہے کہ ہم اپنے امام سے مقلد ہیں ان مصنفوں کے مقلد نہیں ہم ہمیشہ جمہور سواد اعظم کے پیرو ہیں۔ جو بات جس مصنف کی خصوصاً حال کے لوگوں خصوصاً ہندی مولویوں کی جمہور کے خلاف ہو۔ ہمیں تسلیم نہیں ہو سکتی۔

سوال ۲۶: شرح مسلم الثبوت میں عبارت ذیل درج ہے یا نہیں۔

لا واجب الا ما اوجب اللہ تعالیٰ وله الحکم ولم یوجب علی احد ان یتمذهب بمذهب رجل من الأئمة فایجابه تشریع شرع جدید۔ یعنی واجب وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے واجب فرمایا اور حکم اسی کو سزاوار ہے اور اللہ تعالیٰ نے کسی پر یہ واجب نہیں فرمایا کہ اماموں میں سے کسی ایک امام کے مذہب کو لازم پکڑے۔ پس ایک امام کا مذہب پکڑنے کو واجب کرنا ایک نئی شرع قائم کرنا ہے۔

جواب: مسلم الثبوت میں یہ قول قیل کر کے لکھا ہے یعنی بعض لوگوں نے یوں کہا اور در مختار اور فتاویٰ خلاصہ اور بحر الرائق اور فتاویٰ خیریہ و عقود الدریہ و احیار العلوم وغیرہ بکثرت کتب معتمدہ سے ثابت ہے کہ جمہور علماء اس کے خلاف پر ہیں۔ بلکہ امام حجۃ الاسلام غزالی نے احیار العلوم کی نویں کتاب کے تیسرے باب میں تصریح فرمائی ہے کہ تمام علماء کاملین میں کوئی اس طرف نہ گیا۔

سوال ۲۷: اور شرح مسلم الثبوت میں عبارت ذیل درج ہے یا نہیں لیس للہ اتباع بمذهب واحد موجب شرعی یعنی کوئی شرعی دلیل ایسی نہیں ہے جس سے ثابت ہو کہ ایک مذہب کا پیرو ہو جانا واجب ہے۔

جواب : یہ بھی بعض کے قول میں یوں لکھا ہے کہ مقلد جہاں سول امام کی تقلید کرچکا اب اس سے نہیں پھر سکتا۔ ورنہ جس کی چاہے تقلید کرے۔

سائل نے ناقص بات نقل کی۔ پوری بات یہ تھی اور اس میں ہر طرح غیر مقلدوں کا رد تھا۔ بعد تقلید نہیں پھر سکتا۔ یہ تو صاف غیر مقلدوں کا رد ہے۔ اور اس کے قبل جس کی چاہے تقلید کرے۔ یہ اور زیادہ غیر مقلد ہی کا رد ہے۔ کیونکہ ہر مسئلے میں اللہ جل جلالہ ورسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ایک ہی ہوگا۔ وہ مختلف حکم نہ فرمائیں گے۔ کہ ایک ہی چیز کو جائز بھی فرمادیں اور ناجائز بھی یا واجب بھی فرمادیں اور حرام بھی۔ مگر مجتہدین یہ آپس میں مختلف ہیں تو جن میں بعض نے اختیار دیا کہ جس کے قول پر چاہے عمل کرے۔ اس کا صاف مطلب غیر مقلدوں کے نزدیک یہ ہوا کہ جائز ہے۔ چاہے خدا ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موافق چلے چاہے مخالف۔ تو ان میں بعض نے غیر مقلدوں کے طور پر ہر مجتہد کو اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا اصل حاکم بنالیا کہ کسی مجتہد کا قول دیکھ لو اور عمل کرلو۔ چاہے خدا ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موافق ہو یا مخالف۔ تو یہ بعض جو غیر مقلدین کے نزدیک مقلدین امام واحد سے بھی بڑھ کر مشرک ہیں۔ ان کے قول سے سند لانا محض دھوکہ ہے ایک ہی قول پر ہمیشہ عمل ہو تو یقینی مخالفت خدا ورسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نہ ہوئی۔ ممکن ہے اس کے سب قول مطابق حکم خدا و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہو۔ لیکن جب اختیار دیا گیا کہ ہر بات میں جس قول پر چاہو عمل کرو اور ان میں مطابق حکم خدا ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ہی ہوگا۔ باقی مخالف ہیں تو دیدہ ودانستہ قصداً خدا ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مخالفت کی

اجازت ہوئی۔

سوال ۲۸: کتاب حجۃ اللہ البالغہ کو آپ جانتے ہیں اور یہ اہلسنت وجماعت کی کتاب ہے یا نہیں؟

جواب : جواب مطابق نمبر ۲۵

سوال ۲۹: حجۃ اللہ البالغہ میں عبارت ذیل درج ہے۔ علم ان الناس ماکانو قبل المائۃ الرابعۃ مجتمعین علی التقلید الخالص لمذھب واحد لفیہ۔ یعنی لوگ چوتھی صدی کے قبل کسی ایک خاص مذہب کی خالص تقلید پر متفق نہ تھے؟

جواب : یہ عبارت حجۃ اللہ البالغہ کے اکثر نسخوں میں نہیں ہے صرف ایک نسخے میں ہے جو کہ تتمہ بناکر الحاق کی گئی ہے۔ چھاپنے والے نے اُسے حاشیہ پر ظاہر کردیا ہے اور یہ عبارت خود انہیں مصنف کی کتاب مسمی بہ انصاف کے خلاف ہے۔ دو صدی کے بعد ایک امام معین کا مذہب لینا مسلمانوں میں شائع ہوا کم کوئی ایسا نہ کرتا اور اس وقت وہی واجب تھا۔ اور اتنا تو اس حجۃ اللہ البالغہ کی اس عبارت سے بھی ظاہر ہے کہ تیسری صدی تک بھی تقلید شخصی خالص موجود تھی گو اس پر اجماع نہ تھا پھر تو اس پر سب کا اجتماع ہوگیا۔

سوال ۳۰: اور حجۃ اللہ البالغہ میں عبارت ذیل درج ہے یا نہیں ثم بعد ھٰذہ القرون کان ناس آخرون ذھبوا یمیناً و شمالاً وحدث فیھم امور۔ یعنی پھر ان زمانوں کے لوگ ہوئے جو داہنے اور بائیں چل نکلے اور اُن میں کئی باتیں پیدا ہوگئیں۔

جواب : یہ بھی اسی تتمہ میں ہے۔ جس سے اکثر نسخے خالی ہیں۔

سوال ۳۱: اور حجۃ اللہ البالغہ میں عبارت ذیل درج ہے یا نہیں؟
منھا انھم بالتقلید فی صدورھم دبیب النمل

وهم لا يشعرون ۔

جواب: یہ بھی اسی تتمہ میں ہے۔ یہ عبارت بھی سائل نے ناقص نقل کی ہے۔ اس کے بعد جو امور مصنف نے لکھے ہیں، اُن سے ظاہر ہے کہ خالص تقلید شخصی وہ دینی ضرورتیں جانتے ہیں اور یہ کہ ان کے اعتراضوں کا تصفیہ اور مقدمات کا انصاف کے ساتھ فیصلہ اور ظلم کا انسداد ہیں اور مصنف نے رسالہ انصاف میں تصریح کی، یہ ایک راز خدا کا ہے کہ علماء کے دل میں ڈال دیا اور علماء کو اس کا پیرو کر دیا۔ اور اپنے دوسرے رسالے عقد الجید میں ایک باب اس لئے لکھا ہے کہ پیروی مذاہب اربعہ پر تاکید اور ان سے باہر ہونے کی سخت ممانعت ہے۔ اور لکھا ہے کہ ان چاروں مذہبوں سے روگردانی کرنے میں بڑا فساد ہے تو انھیں مصنف کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر مقلدین بڑے مفسد ہوتے ہیں۔

سوال ۳۲: جن لوگوں کا مذہب ہر ہر مسئلہ میں قرآن و حدیث یعنی جن لوگوں کا مذہب یہ ہے جو مسئلہ قرآن مجید یا حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے اسی کو وہ مانتے ہیں اور اسی کو لائق پابندی جانتے ہیں اور کسی رسم و رواج کو یا کسی کے قول و فعل کو جس کی سند قرآن مجید و حدیث شریف سے نہ ہو نہیں مانتے اور نہ لائق پابندی جانتے ہیں۔ اُن کے اس مذہب کی ابتدا کب سے ہے؟

جواب: یہ مذہب کہ ہر شخص اپنی سمجھ پر قرآن و حدیث سے مسئلے لے کر امام کے قول کی سند نہ مانے یہ قرآن و حدیث سب کے خلاف ہے۔ یہ مذہب نہ زمانۂ رسالت میں تھا نہ زمانہ صحابہ میں اور نہ زمانہ تابعین میں۔ بلکہ نئے سنکر جاہلوں کے کان میں شیطان نے پھونکا کہ تم کیا کم ہو جو ایسے صحابہ و ائمہ کی پیروی کرو۔ قرآن سمجھنے کو کچھ علم درکار نہیں۔ ہر جاہل اپنی گرمحبت پر چلے۔

سوال ۳۳: ایسے لوگ جن کا مذہب جواب نمبر ۳۲ میں درج کیا گیا ہے مسلمان اہلسنت وجماعت ہیں یا نہیں؟

جواب: ایسے لوگ ہرگز سنی مسلمان نہیں۔

سوال ۳۴: اسلام میں اصلی قانون کیا ہے؟

جواب: فقط کلام اللہ شریف۔

سوال ۳۵: اسلام میں اصلی قانون قرآن مجید و حدیث شریف ہے یا نہیں؟

جواب: حدیث بھی اصلی قانون نہیں بلکہ قرآن مجید کی تابع ہے۔ کلام مجید ہی نے حکم فرمایا ہے کہ حدیث و اجماع و ائمہ کی اطاعت کرو۔ اسی لئے چار اصول ٹھہرے۔

سوال ۳۶: جب باخور رہا مسلمانوں میں کسی امر میں نزاع اور اختلاف واقع ہو تو ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اصلی قانون کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا ہے یا نہیں؟

جواب: قانون اصلی اور قانون تابع دونوں کی طرف رجوع کا حکم دیا ہے اور وہ بھی حقیقتاً قانون اصلی ہی کی طرف رجوع ہے کہ قانون تابع قانون اصلی کی طرف رجوع کرتا ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم۔ دیکھو اس آیت نے قانون تابع یعنی مجتہدین کی طرف رجوع کا حکم دیا اور قیاس آئمہ کو ثابت کیا ہے۔ دیکھو معالم التنزیل وغیرہ۔ غیر مقلدین اس قانون تابع کی طرف رجوع کے منکر ہو کر خاص حکم قانون اصلی کے منکر ہو بیٹھے۔

سوال ۳۷: مسلمان کی کیا تعریف ہے اور مسلمان کس کو کہتے ہیں؟

جواب: جو تمام ضروریات دین کو مانتا ہو اور کوئی علامت تکذیب کی نہ رکھتا ہو دیکھو مواقف شرح۔

سوال ۳۸: یہ بات ٹھیک ہے یا نہیں کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرے اور صدق دل سے اس پر اعتقاد رکھے وہ مسلمان ہے؟

جواب: ہاں صدق دل سے مانے تو ضرور مسلمان ہے اور وہ یوں ہی ہوگا کہ ضروریات دین سے کسی چیز کا انکار نہ کرے ورنہ نری کلمہ گوئی کافی نہیں۔

سوال ۳۹: مسئلہ ۳۸ حدیث شریف کا مسئلہ ہے یا نہیں؟

جواب: حدیث شریف میں سارا کلمہ اور لا الٰہ الا اللہ دونوں آئے ہیں اور مراد وہی ہے جو اس سے پہلے نمبر میں گزری۔

سوال ۴۰: حدیث ذیل صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیث ہے یا نہیں۔ ما من احد یشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ صدقا من قلبہ الا حرمہ اللہ علی النار یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرے اور صدق دل سے اس پر اعتقاد رکھے اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ پر حرام کردے گا؟

جواب: ہے، اور صدقا من قلبہ اسی لئے فرمایا نری کلمہ گوئی مسلمان ہونے کو کافی نہیں۔

سوال ۴۱: جو شخص مسئلہ ۳۸ پر ثابت قدم رہے، چاہے اس کے دیگر افعال کیسے ہی ہوں وہ مسلمان ہے یا نہیں؟

جواب: جواب اوپر کے انہیں نمبروں میں گزرا ہے۔

سوال ۴۲: ابو داؤد صحاح ستہ میں سے ہے یا نہیں؟

جواب: ہے۔

سوال ۴۳: صحاح ستہ اہلسنت وجماعت کی کتابوں میں سے ہے یا نہیں؟

جواب: اہل سنت کی کتب حدیث میں سے صحاح ستہ بھی ہیں۔

سوال ۴۴: حدیث ذیل سنن ابو داؤد میں ہے یا نہیں؟

ثلثٌ من اصل الایمان الکف عمن قال لا الٰہ الا اللہ ولا تکفرہ بذنب ولا تخرجہ من الاسلام بعمل یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تین باتیں ایمان کی جڑ ہیں۔ جن میں ایک بات یہ ہے کہ جو شخص کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لے۔ اس کے بارے میں رو کو زبان کو، اس کو نہ تو اس کے کسی گناہ کی وجہ سے کافر کہو نہ اس کو کسی فعل کی وجہ سے اسلام سے خارج کرو۔

جواب: یہ انہیں حدیثوں میں سے ہے جن کا بیان دو تین نمبر اوپر ہو چکا کہ یہاں فقط لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ہی ذکر نہیں، اور مراد وہی تصدیق جمیع ضروریات دین ہے۔

سوال ۴۵: دین اسلام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت میں مکمل ہو چکا تھا یا نہیں؟

جواب: بے شک، اور یوں ہی ہوا کہ کچھ احکام قرآن و حدیث میں مذکور ہوئے باقی نہیں۔ حق تعالیٰ نے راہ اجتہاد کھولی اور مجتہدین پیدا کئے۔ اور ان کا اتباع فرض کیا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو لاکھوں احکام سے قرآن و حدیث خالی رہتے اور دین نامکمل ٹھہرتا۔

سوال ۴۶: آیت کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم سب کے پیچھے نازل ہوئی یا نہیں۔ یعنی اس آیت کے بعد بھی کوئی نیا حکم نازل ہوا یا نہیں؟

جواب: یہ آیت سب کے بعد نازل نہ ہوئی۔ اس کے بعد اور احکام بھی اترے جیسے آیت ربا، آیت دین، آیت خیرات اور شاید کوئی اور ہے۔ اس وقت میری یاد میں نہیں۔ دیکھو تفسیر اتقان صحیح بخاری، صحیح مسلم وغیرہ

سوال ۴۷: حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پیغمبری ختم ہوگئی یا نہیں، اور اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا ہے یا نہیں؟

جواب: بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بنص قطعی قرآن نبوت ختم ہوگئی اب کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ آپ کے دین میں مجتہدین ہوں اور مسلمانوں پر مجتہدوں کی پیروی فرض ہو کہ وہ وقائع جن کا ذکر قرآن مجید و حدیث شریف میں نہیں اپنی رائے سے ان میں حکم شرعی قائم فرمائیں۔ ورنہ یہ احکام مجمل رہ جاتے کہ قرآن و حدیث میں ذکر نہیں اور کوئی نبی تازہ ہو سکتا نہیں۔ تو مجتہدین اگر نہ ہوتے یا ان کا حکم حکم شرع نہ ٹھہرتا تو یہ احکام کیوں کر معلوم ہو سکتے۔

سوال ۴۸: اہلسنت وجماعت کی کیا تعریف ہے؟

جواب: جو سواد اعظم مسلمین کے پیرو ہیں جس کے اتباع کا متواتر حدیثوں میں حکم ہے۔ اور حدیث نے مذہب حق کی عام فہم تعریف بیان فرمائی ہے۔ اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار۔ مسلمانوں کے بڑے گروہ کی پیروی کرو۔ جو اس سے جدا ہوا وہ جہنم میں جدا ہوا۔ ہر شخص جانتا ہے کہ مسلمانوں کا بڑا گروہ مقلد ہے۔ غیر مقلدین بہت قلیل ہیں۔ خود حجۃ اللہ البالغہ کی اسی عبارت میں جس کے چند ناقص ٹکڑے سائل نے نقل کیے صاف لکھا ہے کہ ان چار مذہبوں کی تقلید درست ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ اگر کوئی اس کا مخالف ہے بھی تو ایسا کہ وہ کسی گنتی شمار میں نہیں۔

سوال ۴۹: شرح عقائد نسفی کو آپ جانتے ہیں یا نہیں، اور یہ آپ کی کتاب ہے یا نہیں؟

جواب: ہاں ہے اور اصل کلی مطابق نمبر ۲۵

سوال ۵۰: شرح عقائد نسفی میں اہلسنت وجماعت کی تعریف ذیل کے مطابق لکھی ہے یا نہیں؟ الالقاب خادمۃ السنۃ ومضی علیہ الجماعۃ فسموا اھل السنۃ والجماعۃ یعنی اہلسنت وجماعت کا نام اس وجہ سے اہل سنت وجماعت ہوا کہ انہوں نے سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وجماعت صحابہ کی پیروی کی۔

جواب: پوری عبارت دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ اس میں کچھ لفظ رہ گئے ہیں۔ اور یہ وجہ تسمیہ ہے تعریف نہیں اور جماعت کے ترجمہ میں صحابہ کی قید سائل نے اپنی طرف سے لگادی ہے۔ پھر غیر مقلدین صحابہ کی بھی تقلید نہیں کرتے نہ اجماع کو مانتے ہیں۔ تو یوں بھی اہلسنت کے مخالف ہوئے۔

سوال ۵۱: توضیح وتلویح کو آپ مانتے ہیں یا نہیں، اور یہ آپ کی کتاب ہے یا نہیں؟

جواب: ہے۔ بدستور نمبر ۲۵

سوال ۵۲: توضیح وتلویح میں اہلسنت کی تعریف ذیل لکھی ہے یا نہیں؟

اھل السنۃ والجماعۃ ھم الذین طریقھم طریق رسول اللہ۔ یعنی اہلسنت وجماعت وہ لوگ ہیں جن کا طریقہ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

جواب: یہ عبارت اس طرح توضیح وتلویح میں نہیں۔ جہاں تک مجھے یاد ہے یہ کلام ثبوت اجماع میں لکھا ہے۔ اور کتاب میں اس کے بعد وصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم بھی ہے جسے سائل نے ساقط کردیا۔ تو اس عبارت کی رو سے بھی غیر مقلدین کہ طریقہ

صحابہ کو حجت نہیں مانتے اور اہلسنت سے خارج ہوئے۔

سوال ۵۳: کتاب حجۃ اللہ البالغہ جس کا بیان نمبر ۲۸ میں ہو چکا ہے اس کتاب میں اہل سنت وجماعت کی تعریف ذیل لکھی ہے یا نہیں؟ لما ظھر اعجاب کل ذی رائی برایہ وتشعبت بھم السبل اختار قوم ظاھر الکتاب والسنۃ و عضوا بنواجذھم علی عقیدۃ السلف وھم اھل السنۃ یعنی جب لوگوں کے طریقے مختلف ہو گئے اور ہر اہل رائے کا اپنی رائے پر خوش ہونا ظاہر ہوگیا تو ایک قوم نے صاف صاف قرآن وحدیث کو اختیار کیا اور سلف کے عقائد کو مضبوط پکڑا یہی لوگ اہل سنت ہیں۔

جواب: یہ عبارت اس وقت میرے خیال میں نہیں۔ معلوم نہیں سائل نے اس میں کچھ قطع وبرید کی ہو۔ پھر بھی اس سے غیر مقلدوں کا اہلسنت سے خارج ہونا ثابت ہے کہ سلف کے عقائد سے تسلیم اجماع وقیاس وتقلید بھی تھی۔ غیر مقلد والے نے انہیں نہ پکڑا ایک لخت چھوڑا۔

سوال ۵۴: غنیۃ الطالبین کو آپ جانتے ہیں یا نہیں اور یہ کتاب حضرت پیران پیر یعنی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے یا نہیں؟

جواب: اس کتاب کی تصنیف حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہونے میں شبہ ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ یہ ہرگز ثابت نہیں۔

سوال ۵۵: غنیۃ الطالبین میں اہلسنت وجماعت کی تعریف ذیل لکھی ہے یا نہیں؟ فعلی المومن اتباع السنۃ والجماعۃ فالسنۃ ماسنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وجماعۃ ما اتفق علیہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی ہر مسلمان پر لازم ہے کہ سنت وجماعت کی پیروی کرے۔ سنت سے مراد طریقہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اور جماعت سے مراد وہ طریقہ ہے جس پر کل صحابہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متفق ہوں۔

جواب: یہ عبارت بھی اس وقت منظر کو یاد نہیں۔ اور اس قدر سے غیر مقلدین کا اہلسنت سے نہ ہونا ثابت ہے کہ اس میں تقلید جماعت لازم۔ اجماع صحابہ کو حجت ماننا لازم۔ غیر مقلدین ان دونوں باتوں کے منکر ہیں یوں کہ وہ تو قرآن وحدیث کے سوا کسی کی سند مانتے ہی نہیں۔

سوال ۵۶: مذہب کے حق ہونے کی کوئی شناخت ہے یا نہیں؟

جواب: ہے۔

سوال ۵۷: اگر مذہب کے حق ہونے کی شناخت ہے تو کیا ہے؟

جواب: سواد اعظم مسلمین کی مطابقت۔ جس کا بیان اوپر گزرا۔

سوال ۵۸: مذہب کے حق ہونے کی یہ بھی کوئی شناخت ہے یا نہیں کہ ایک زمانہ میں ایک ملک کے باشندگان اور اس ملک کی سلطنت کا وہ مذہب ہو یا وہ مذہب رہا ہو۔

جواب: جس ملک کے لوگ اہل سنت ہوں اور قدیم سے اس میں ایک عقیدہ رہا ہو اور اب لوگ اس کی مخالفت کریں اور خصوصاً جبکہ وہ مخالفت سلطنت اسلام جانے کے بعد ہو تو یہ ضرور دلیل ہے کہ یہ نئی مخالفت باطل ہے اور مذہب حق وہی تھا جو قدیم سے چلا آتا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں باطل مذہب والوں کی یہی پہچان بتائی کہ یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم

ولا آباءکم۔ وہ باتیں تمہارے پاس لائیں گے جو نہ تم نے سُنیں
اور نہ تمہارے باپ دادا نے اور فرمایا کہ فایاکم وایاھم لا
یضلونکم ولا یفتنونکم۔ ان سے دور بھاگو انھیں اپنے
سے دور کرو۔ کہیں وہ تمہیں بہکا نہ دیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں
نہ ڈال دیں۔ دیکھو صحیح مسلم یہ حدیث بھی حکم فرما رہی ہے کہ
اہلسنّت غیر مقلدوں سے دور رہیں، ان کے مجمع میں خود نہ جائیں اپنی
مسجدوں میں انہیں نہ آنے دیں کہ فتنے نہ اٹھیں، عوام خراب ہوں

سوال ۵۹: مشکوٰۃ شریف کو آپ جانتے ہیں یا نہیں؟ اور یہ اہلسنت
وجماعت کی حدیث کی کتاب ہے یا نہیں؟

جواب: ہے۔

سوال ۶۰: مشکوٰۃ شریف میں ایک حدیث ہے مذہب حق کی شناخت
کے بیان میں۔ یہ ہے یا نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا ما انا علیہ واصحابی یعنی حق مذہب وہ طریقہ ہے جو میرا اور
میرے کل اصحاب کا طریقہ ہے۔

جواب: ہے۔ اور اس کی پہچان کی رو سے بھی غیر مقلدین اہل حق سے
نہیں۔ کہ اجماع وقیاس وتقلید کا اثبات جو طریقہ صحابہ کا تھا یہ
اس سے منکر ہیں۔

سوال ۶۱: طحطاوی کو آپ جانتے ہیں یا نہیں؟ اور یہ آپ کی کتاب ہے
یا نہیں؟

جواب: ہے مطابق ۲۵

سوال ۶۲: طحطاوی میں یہ عبارت ذیل دربارۂ شناخت حقیقت مذہب
کے درج ہے یا نہیں؟ فان قلت ما و قومك علی انك علی
صراط مستقیم وکل واحد من ھذہ الفرق یدعی

انہ علیہ قلت لیس ذالك بالادعاء بل بالنقل
عن جھابذۃ الصحابۃ وعلماء اھل الحدیث
الذین جمعوا صحاح الاحادیث فی امور رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واحوالہ واقوالہ وحرکاتہ
وسکناتہ واحوال اصحابہ والذین اتبعوھم
باحسان مثل الامام البخاری ومسلم وغیرھما
من الثقات المشھورین الذین اتفق اھل
المشرق والمغرب علی صحۃ ما ردوہ فی کتبھم من
امور النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واصحابہ (الی
آخرہ) یعنی اگر تو یہ سوال کرے کہ تو یہ کیوں کر جان سکتا ہے کہ
راہ راست پر تو ہی ہے۔ حالانکہ ہر ایک فرقہ اپنے راہ راست پر ہونے کا
دعویٰ رکھتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کسی فرقے کے مجرد کے
ایسا دعویٰ کر دینے سے اس فرقے کا راہ راست پر ہونا ثابت نہیں
ہو سکتا بلکہ راہ راست پر ہونا اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ صحیح صحیح
حدیثیں جن کو امام بخاری وامام مسلم وغیرہ ہی نے رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حالات میں اپنی کتابوں میں جمع کیں۔ ان پر پیش
کئے جائیں، پھر دیکھا جائے کہ ان حدیثوں کے مطابق اصول وفروع
میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ
عنہم کا کون پیرو ہے اور کون نہیں جو پیرو ہے وہ حق ہے اور جو ایسا
نہیں ہے وہ باطل۔

جواب: یہ بات تو یقیناً یوں نہیں ہے۔ اس میں سائل نے بڑی قطع و
برید کی ہے۔ اس کے متصل بلا فاصلہ اس سے قبل کتاب میں ہے
کہ آج اہل سنت ان چار مذاہب حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی میں

مجتمع ہیں جو ان چار سے خارج ہے۔ بدمذہب جہنمی ہے اور خود اتنے
ٹکڑے میں جو بھی سائل نے ذکر کیا۔ تقلید صحابہ کا ذکر موجود ہے نیز صحیح
حدیثیں اور سیرت صحابہ اور اجماع و قیاس و تقلید کی نسبت ہیں
اور غیر مقلدین اس کے منکر۔ یوں بھی اہلسنت سے خارج ہیں۔

سوال ۶۳: مسجد عام مسلمانوں کے واسطے ہے یا نہیں؟

جواب: نہیں۔ کہ بچہ اور مجنوں اور مجذوم اور برص اور بدبو کے زخم والے
اور کچا لہسن پیاز کھانے والے اور مفسد اور موذی یہ سب بھی
مسلمانوں میں داخل ہیں اور شرع نے انہیں مسجد میں آنے کا حق نہ
دیا بلکہ مسجد سے دور کرنے کا حکم دیا۔

سوال ۶۴: مسجد میں عام مسلمان نماز ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اس کا جواب ابھی بیان ہو چکا ہے۔

سوال ۶۵: مسجد واسطے عبادت عام کے ہیں یا نہیں؟

جواب: جواب بشرح صدر۔

سوال ۶۶: از روئے قرآن وحدیث ایسی کوئی مسجد ہے یا نہیں جس میں صرف ایک
ہی فرقہ و مذہب کے مسلمان نماز پڑھ سکتے ہوں؟

جواب: اہلسنت کی سب مسجدیں ایسی ہی ہیں جن میں ان کے غیروں،
مفسدوں، موذیوں اور ایسے لوگوں کو جن کے آنے سے مسجد کے
نمازیوں کو نفرت ہو یا فتنہ فساد اٹھے آنے تک کی اجازت نہیں
نماز پڑھنا تو بڑی بات ہے۔

سوال ۶۷: از روئے قرآن وحدیث ایسی کوئی مسجد ہے یا نہیں جس میں
کسی کو نماز پڑھنے اور عبادت الٰہی بجا لانے سے روک سکتے ہیں؟

جواب: جواب بار بار گزرا۔

سوال ۶۸: عبارت ذیل قرآن مجید کی آیت ہے یا نہیں؟ وَمَنْ اَظْلَمُ

مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْہَا اسْمُہٗ یعنی
اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجدوں سے یعنی
اس بات سے کہ ان میں خدا کا ذکر کیا جائے، منع کرے۔

جواب: سائل نے پوری آیت نقل نہ کی اور ترجمہ میں بھی مغالطہ دیا ہے
آیت میں اس کے بعد یہ فرمایا ہے۔ وسعیٰ فی خرابہا اولئک ما
کان لہم ان یدخلوہا الا خائفین اور اس کا ترجمہ یوں
ہے کہ اس سے بڑھ کر ظالم کون جو خدا کی مسجدوں کو ان میں خدا کا نام
لئے جانے سے روک دے۔ اور ان کے ویران کرنے میں کوشش کرے
ان لوگوں کو نہیں پہنچتا تھا کہ مسجدوں میں جائیں مگر ڈرتے ہوئے۔ سائل
نے ترجمہ یہ کیا کہ مسجدوں سے روکے حالانکہ آیت میں یہ ارشاد ہوا کہ مسجدوں
کو روکے۔ کسی شخص کو روکنا اور بات ہے اور مسجدوں کو یاد خدا سے
روک دینا اور بات۔ اگر بعض اشخاص کسی وجہ شرعی کے سبب مسجدوں
سے روکے گئے اور صدہا نمازی ان میں نماز پڑھ رہے ہیں تو یہاں ان
شخصوں کا روکنا ہوا مسجدوں کا روکنا نہ ہوا جس کا اس آیت میں ذکر ہے
کہ مسجدوں میں تو یاد خدا ہو رہی ہے۔ مسجدوں کا روکنا اس وقت ہو کہ
کسی کو ان میں عبادت نہ کرنے دیں۔ مسجدوں کی ویرانی میں کوشش کرنے
والے وہی لوگ ہیں جو اپنی مسجد ہوتے ہوئے دوسروں کی مسجد پر قبضہ
چاہیں اور فتنہ اٹھائیں کہ اس کے انجام میں جو فریق قید میں پہنچے گا اس کی مسجد
ویران ہوگی۔ ہر فریق اپنی اپنی مسجد میں نماز پڑھا کرتا تو سب مسجدیں امن
وامان سے آباد رہیں۔

سوال ۶۹: ہدایہ کو آپ مانتے ہیں یا نہیں۔ اور یہ آپ کی کتاب ہے یا نہیں؟

جواب: ہے۔

سوال ۷۰: ہدایہ میں عبارت ذیل درج ہے یا نہیں؟ لان المسجد مالا

یکون کاحد فیہ حق المنع ۔ یعنی مسجد ایک ایسی جگہ ہے ۔
جس میں کسی کو عبادت الٰہی سے روکنے کا حق نہیں ۔

جواب : یہاں بھی سائل نے پوری بات ذکر نہ کی ۔ یہاں اس کا ذکر ہے کہ آدمی اپنے گھر کے وسط کو مسجد کرے اور چاروں طرف اپنی ملک رکھے جس کے سبب اسے ممانعت عام کا اختیار ہو کر اصلاً کسی کو نہ آنے دے ، ایسا حق مسجد میں کسی کو نہیں ہوتا ۔

سوال ۱۷ : فتح القدیر اور شامی کو آپ جانتے ہیں یا نہیں اور یہ آپ کی کتابیں ہیں یا نہیں ؟

جواب : ہیں بدستور نمبر ۲۵

سوال ۲ے : فتح القدیر اور شامی میں عبارت ذیل درج ہے ۔ لانہ یشبہ المنع من الصلاۃ وھو حرام قال تعالیٰ ومن اظلم ممن منع مسٰجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ ۔ یعنی مسجد کے دروازے کو قفل لگانا اس لئے مکروہ ہے کہ یہ قفل لگانا گویا مسجد میں نماز سے روکنا ہے اور یہ حرام ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجدوں سے یعنی اس بات سے کہ ان میں خدا کا نام ذکر کیا جائے منع کرے ۔

جواب : یہ بھی منع کلی کا ذکر ہے کہ جب قفل پڑا ۔ کوئی نہ آسکے گا ۔ اور اصل بات یہ ہے کہ نماز سے روکنے کی نیت اور بات ہے اور فتنہ وفساد کو وہاں سے روکنے کی نیت اور ۔ وہ منع ہے اور اس کا حکم جواز ہے ۔

سوال ۳ے : مقلدین اور غیر مقلدین میں باخود باشادی بیاہ ہوتا ہے یا نہیں ؟

جواب : جو کلمہ گو ہو کر ضروریات دین کا منکر ہو اس سے شادی بیاہ کسی

طرح نہیں ہو سکتا۔ کوئی جاہل اگر کر بیٹھا تو اس کی سند نہیں۔ کہ لوگ تو زنا تک کرتے ہیں۔

سوال ۷۴: غیر مقلد باپ کا ترکہ مقلد بیٹے کو ملتا ہے یا نہیں؟

جواب: ہاں مل سکتا ہے۔ بہ طریق ارث۔ خواہ بر وجہ فئے جبکہ فئے میں اس کا حق ہو یا فقیر یا عالم وغیرہ

سوال ۷۵: مقلد باپ کا ترکہ غیر مقلد بیٹے کو ملتا ہے یا نہیں؟

جواب: بحکم فقہ نہیں پہنچ سکتا ہے کہ جس کی بدعت کفریہ ہو وہ مرتد کے حکم میں ہے۔ دیکھو ھدایہ و درر و غرر و مجمع الانہر وغیرہ۔

سوال ۷۶: مسلمان اور کافر میں شادی بیاہ ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: ہاں ہوتا ہے جبکہ عورت صاحب کتاب ہو۔

سوال ۷۷: کافر کا ترکہ مسلمان کو ملتا ہے یا نہیں؟

جواب: ملتا ہے جبکہ وہ کافر مرتد ہو کر اب اس کا کسب اسلام مسلمان وارثوں کو پہنچے گا۔ اور کسب ردت فقرائے مسلمین کو۔

سوال ۷۸: مسلمان کا ترکہ کافر کو ملتا ہے یا نہیں؟

جواب: نہیں۔

سوال ۷۹: چاروں اماموں کی تقلید کا مذہب کس سے جاری ہوا؟

جواب: اصل مذہب صحابہ کے ہیں۔ اور ان کی اصل حدیث اور اس کی اصل قرآن اماموں کی تقلید بعینہ انہیں کا اتباع ہے جو زمانہ رسالت سے جاری ہے۔ اس قسم کا اعتراض رافضیوں نے ہم اہلسنت پر کیا تھا۔ اور تحفۂ اثنا عشریہ میں اہلسنت کی طرف سے اس کا یہی جواب دیا دیکھو کید ۸۵

سوال ۸۰: خود چاروں ائمہ اور ان کے شاگردوں نے تقلید کے بارے میں کچھ فرمایا ہے یا نہیں؟

جواب: ہاں غیر مجتہد کو ہمیشہ تقلید کا حکم دیا ہے۔ عبارت مذکور حجۃ اللہ البالغۃ بھی جسکے ناقص ٹکڑے سائل نے نقل کئے۔ اس کی تصریح ہے۔ نیز آئمہ کا لاکھوں مسائل نکالنا اور مدون کرنا جن کی انہیں خود بھی حاجت نہ پڑتی۔ اگر دوسروں کے عمل کے لئے نہ تھا تو کیا معاذ اللہ لغو حرکت تھی۔ جس میں انہوں نے اپنی تمام عمر گراں بہا کو صرف فرمایا۔

سوال ۸۱: خود چاروں اماموں نے اپنی اپنی تقلید کرنے سے منع فرمایا ہے یا نہیں؟

جواب: ہرگز نہیں۔ ہاں اپنے شاگردوں میں جو منصب اجتہاد تک پہنچے انہیں اجتہاد کا حکم دیا ہے۔

سوال ۸۲: تفسیر مظہری میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ذیل مذکور ہے یا نہیں؟ اترکوا قولی بخبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقول صحابتہ۔ یعنی میرے قول کو بمقابلہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقول صحابہ کے چھوڑ دو۔

جواب: یہ قول بے سند ہے اور اس کے مخاطب وہی تلامذہ تھے جو منصب اجتہاد تک پہنچے جیسے ابو یوسف و محمد و زفر و حسن بن زیاد۔

سوال ۸۳: تفسیر مظہری میں امام ابوحنیفہ کا قول مذکور ذیل ہے یا نہیں؟ اذا صح الحدیث فھو مذھبی۔ یعنی جب حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔

جواب: صحت سے مراد صحت فقہیہ ہے۔ جس کی رو سے بربنائے حدیث اسے فتویٰ دینے کا اختیار ہو۔ حجۃ اللہ البالغہ کی اسی عبارت میں ہے کہ جو چار لاکھ حدیثیں جمع کر چکا ہو۔ وہ بھی حدیث سے فتویٰ دینے کے لائق نہیں۔ اور پانچ لاکھ میں بھی صرف لیاقت کی امید ہے یقین نہیں۔ غیر مقلدین کہ حدیث سے فتویٰ دیا چاہتے ہیں۔ اگر ہندوستان بھر کے جمع ہو جائیں تو یاد رکھنا کیسا اپنے پاس کی تمام کتابیں اکٹھا کر کے بھی ایک لاکھ حدیث صحیح نہیں گنا سکتے۔ پانچ لاکھ تو بہت ہیں۔

کتاب کے ورقوں میں لکھا ہونا کافی نہیں۔ اپنے لئے نظر ہونا ضروری ہے۔ اس کا حال امتحان سے کھل سکتا ہے کہ سب کتابیں درکنار فقط صحاح ستہ بلکہ ان میں سے ایک ہی کتاب کی سب حدیثیں بھی ایک وقت میں پیش نظر ہونی دشوار ہیں۔ اگلے علماء کو اکثر بار ہا دھوکے ہوئے کہ سب سے مشہور تر کتاب صحیح بخاری میں حدیث موجود تھی۔ ان کی نظر نہ پہنچی تو آج کل کے ناقصوں کا کیا ٹھیک ہے۔

سوال ۸۴: حجۃ اللہ البالغہ جس کا بیان نمبر ۲۸ میں ہو چکا ہے اس میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ذیل مذکور ہے یا نہیں؟ لا ینبغی لمن لم یعرف دلیلی ان یفتی بکلامی۔ یعنی جو شخص میری دلیل کو نہ جانے اس کو لائق نہیں کہ میرے قول کے موافق فتویٰ دے۔

جواب: یہ عبارت بھی اسی تتمہ کی ہے جو صرف ایک نسخے میں ہے اور میں اپنی یقینی یاد سے کہتا ہوں کہ اس کی نقل میں سائل نے بہت قطع و برید کی۔ یہاں یہ بیان ہے کہ مجتہد مطلق استنباط کرے گا یعنی خود احکام

نکالے گا، اور مخرج کی وہ بھی ایک قسم کا مجتہد ہے۔ مجتہد مطلق کے نکالے ہوئے مسائل میں ترجیح پر نظر کرے گا۔ ان کے سوا تمام لوگ صرف تقلید کریں گے ائمہ نے اسی کی وصیت کی ہے۔ اس کے بعد امام ابوحنیفہ کا یہ قول ہے۔ اور اس کے سوا امام شافعی امام مالک، امام احمد اور شاید امام ابو یوسف وغیرہ۔ ہمارے امام کے بعض شاگردوں کے اقوال بھی اس معنی میں نقل کئے ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ اقوال مجتہد کے لئے ہیں نہ کہ عام لوگوں کے لئے جنہیں خود لکھا کہ تمام آئمہ ان کو تقلید کی وصیت فرماتے رہے۔ اور خصوصاً اس قول میں تو لفظ افتا موجود ہے اور اس زمانہ میں مفتی کہتے تھے مجتہد کو بھی دیکھو مسلم الثبوت و فتح القدیر و رد المختار۔

سوال ۸۶: اور حجۃ اللہ البالغہ میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ذیل درج ہے یا نہیں؟ ما من احدٍ الّا وما ۱۴ الا وماخوذ من كلامه ومردودٌ عليه الا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم۔ یعنی بجز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کوئی ایسا نہیں ہے جس کی ساری باتیں قبول یا ساری باتیں قابل تردید ہوں۔ یعنی صرف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے ہیں جن کی ساری باتیں قابل قبول ہیں دوسرا کوئی ایسا نہیں

جواب: یہ امام کا وہ قول ہے جس کا ذکر ابھی ہوا۔ اور یہ ضرور صحیح ہے اسی لئے مفتی۔ بہ قول پر عمل ہوتا ہے۔

سوال ۸۷: اور حجۃ اللہ البالغہ میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ذیل مذکور ہے یا نہیں؟ اذا صح الحدیث فهو مذهبي واذ

ا رأيتم كلامي يخالف الحديث فاعملوا بالحديث و اضربوا الكلامي الحائط ولا تقلدني في كل ما اقول وانظر في ذالك بنفسك فانه دين ولا حجة في قول احدٍ دون رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وان كثروا ولا في قياس ولا في شيئ وما ثمه الاطاعة الله ورسول الله بالتسليم۔ یعنی جب حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو وہی میرا مذہب ہے اور جب میرے کلام کو حدیث کے خلاف دیکھو تو حدیث ہی پر عمل کرو اور میرے کلام کو دیوار پر مار دو۔ اور ہر بات میں میری تقلید نہ کر۔ تو خود ہی اپنے سے اس میں غور کرے اس لئے کہ یہ دین ہے اور بجز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور کسی کا قول حجت نہیں۔ اگرچہ اس قول کے قائل بہت ہوں اور نہ کسی کا قیاس حجت ہے اور نہ کوئی چیز حجت ہے۔ یہاں تو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فرمانبرداری ہے اور بس۔

جواب: یہ امام شافعی کا وہی قول ہے جس کا ذکر اگلے نمبر میں گزرا اور اگر میری یاد غلطی نہیں کرتی ہے تو اس میں سائل نے ایک کاروائی اور کی ہے مجھے یاد ہے کہ یہاں لاتقلدنی سے پہلے یا ابراہیم کا لفظ تھا جسے سائل نے اڑا دیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ خطاب اپنے شاگرد مجتہد امام ابراہیم مدنی سے ہے نہ کہ زید و عمر سے۔ اور بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد حجت ہے۔ اس لئے اجماع و قیاس حجت ہوئے کہ انہیں کے ارشاد سے ثابت ہیں اور اسی لئے قول صحابہ اور قول ائمہ حجت ہوا۔ اور انہیں نے ان کی اتباع کا حکم پہنچایا اور [illegible]

اور یہ قیاس جس کی اس قول امام شافعی میں نفی ہے قیاس غیر شرعی ہے جو غیر مجتہد کا قیاس ہے۔ ورنہ خود امام شافعی قیاس فرماتے ہیں جس کی اسی عبارت حجۃ اللہ البالغہ میں تصریح ہے۔ علاوہ بریں جب یہاں کلام مجتہد میں ہے تو ضرور ایک مجتہد کا قیاس دوسرے مجتہد پر حجت نہیں۔ امام شافعی کا یہی مذہب ہے اور بیشک اللہ اور رسول کے سوا کسی کی اطاعت نہیں۔ انہیں کے حکم سے صحابہ اور ائمہ وحکام کی اطاعت واجب ہوئی غیر مقلدین ایسے اقوال سے یہ چاہتے ہیں کہ اماموں کے مطیع رہیں نہ حاکموں کے مطیع۔ مگر یہ خود اطاعت خدا و رسول کے خلاف ہے۔

سوال ۸۸: اور حجۃ اللہ البالغہ میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ذیل درج ہے یا نہیں؟ لیس لاحد مع اللہ ورسولہ کلام ولا تقلدنی ولا تقلدن مالکا ولا الاوزاعی ولا النخعی ولا غیرھم وخذ الاحکام من حیث اخذوا من الکتاب والسنۃ۔ یعنی اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابلے میں کسی کا کوئی قول معتبر نہیں۔ نہ تو میری تقلید کر، نہ مالک کی، نہ اوزاعی کی اور نہ نخعی کی اور نہ کسی اور کی۔ احکام کو وہیں سے لے جہاں سے انہوں نے لئے ہیں۔

جواب: یہ امام احمد کا وہی قول ہے جس کا ذکر دو تین نمبر پیشتر کر چکا ہوں اور تو بھی وہیں سے احکام لے جہاں سے اگلے مجتہدین نے لئے۔ صاف دلیل ہے کہ خطاب مجتہد سے ہے۔

سوال ۸۹: اور حجۃ اللہ البالغہ میں امام ابو یوسف اور امام زفر رحمہما اللہ کا قول ذیل مذکور ہے یا نہیں؟ لا یحل لاحد ان

یفتی بقولنا ما لم یعلم من این قلنا یعنی کسی کو حلال نہیں کہ ہمارے قول کے مطابق فتویٰ دے جب تک یہ نہ جان لے کہ ہم نے کہاں سے یعنی کس دلیل سے کہا ہے۔

جواب: اس کا بیان بھی اسی نمبر میں گزرا ہے۔

سوال ۹۰: چاروں اماموں سے پہلے بھی کوئی تقلیدی مذہب جاری تھا یا نہیں؟ اگر جاری تھا تو کس امام کی تقلید کا مذہب جاری تھا۔ اور اس امام کی تقلید کس نام سے پکاری جاتی تھی اور اب اس امام کی تقلید جائز ہے یا نہیں۔ اگر نہیں جائز ہے تو کس نے منع کیا اور کب منع کیا اور کیوں منع کیا۔

جواب: چاروں اماموں سے پہلے اور بعد ہمیشہ تقلید ہوا کی اور ہوتی ہے۔ چاروں مذہب کا اتباع بعینہٖ اتباع صحابہ ہے کہ یہ مذاہب انہیں سے ماخوذ ہیں۔ اور ان کی اتباع سے نہ ممانعت تھی، نہ ہے۔ اسی عبارت حجۃ اللہ البالغہ میں تصریح ہے کہ مذہب امام ابو حنیفہ کی اصل حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتاویٰ اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اصحاب کے فیصلے ہیں اور یہ کہ وہ اس راہ سے جدا نہ ہوئے۔ چاروں اماموں سے پہلے اہل حق کسی ایسے خاص نام سے نہ پکارے جاتے تھے نہ وہ محمدی یا اہل حدیث کہلاتے، بلکہ اہلسنت وجماعت کے نام سے بھی مشہور نہ تھے۔ یہ نام بھی کئی صدی کے بعد غالباً امام ابو الحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے سے شائع ہوا ہے۔ دیکھو شرح عقائد نسفی وغیرہ۔ تو حنفی شافعی ناموں کا حدوث ایسا ہے جیسا اشعری ماتریدی۔ حالانکہ عقیدے یقیناً وہی ہیں جو نبی صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ سے ماخوذ ہیں۔

سوال نمبر ۹۱: تقلید کے بارے میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی کچھ فرمایا ہے یا نہیں؟

جواب: ہاں بہت آیتوں اور حدیثوں میں حکم دیا ہے۔ پہلی آیت یاایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور فرمانے پر چلو رسول اللہ اور اپنے علماء کے۔ صحیح یہ ہے کہ اس آیت میں اولی الامر سے مراد علماء ہیں۔ دیکھو زرقانی شرح مواہب۔ دوسری آیت ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم۔ جو معاملہ پیش آتا اگر اسے رسول اور اپنے عالموں کی طرف رجوع کرتے تو ضرور وہ جو اپنی فکر سے باریک حکم نکال لیتے ہیں۔ خدا کا حکم جان لیتے۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہوا کہ استنباط پر مجتہدین ہی قادر ہیں۔ اور مسلمانوں کو ان کی طرف رجوع کا حکم ہے اور نیز یہ کہ اولی الامر سے مراد علماء ہیں۔ کہ اس آیت کے بڑے مصداق ابوبکر و عمر ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں حاکم نہ تھے۔

آیت سوم: وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طایفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون مسلمان سب کے سب تو جانے سے رہے تو کیوں نہ ہو کہ ہر گروہ میں سے ایک ٹکڑا نکلتا کہ دین میں سمجھ حاصل کرتے اور واپس آکر ڈر سناتے

اس امید پر کہ وہ خلاف حکم کرنے سے بچیں۔

آیت چہارم: فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون ۵ علماء سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو۔ ہمیشہ علماء اس آیت سے وجوب تقلید پر استدلال کرتے رہے ہیں۔ دیکھو مسلم الثبوت وغیرہ اور حدیثیں تو اتنی کثیر ہیں کہ جنہیں میں اس وقت یاد پر لکھ ہی نہیں سکتا۔

سوال ۹۲: اگر فرماتا ہے تو کیا فرماتا ہے عبارت ذیل قرآن مجید کی آیت ہے یا نہیں؟ فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ھدٰھم اللہ واولئک ھم اولوا الالباب ۵ یعنی بس تو میرے ان بندوں کو خوشخبری سنایئے جو ہر طرح کی باتیں سنتے ہیں پھر ان میں سے جو اچھی بات ہوتی ہے اس کی پیروی کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے راہ راست دکھلایا ہے اور یہی لوگ عقلمند ہیں۔

جواب: ہے۔ اور اس میں مجتہدین کو بشارت ہے اور یہ کہ احکام خود پہچاننے کی ہدایت انہیں کو ملی ہے۔ اور یہ کہ عقل کامل وہی رکھتے ہیں تو اس سے بھی تقلید کا ثبوت ہے۔

سوال ۹۳: عبارت ذیل قرآن مجید کی آیت ہے کہ نہیں؟ ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا۔ یعنی جس بات کا تجھ کو علم نہ ہو اس کی پیروی مت کرو۔ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ کان اور آنکھ دونوں اور دل ان سب کی باز پرس ہوگی۔

جواب: ہے۔ مگر نقل میں دو جگہ غلطی ہوئی ہے اور اسی لئے غیر مجتہد پر تقلید

فرض ہوتی ہے کہ اسے بے اتباع مجتہد حکم الٰہی معلوم نہ ہوگا اور بے حکم کے معلوم کیے عمل کی ممانعت فرمائی۔ دیکھو مسلم الثبوت و فصول البدائع و فواتح وغیرہ۔

سوال ۹۴: عبارت ذیل قرآن مجید کی آیت ہے یا نہیں؟ واللہ اخرجکم من بطون امھاتکم لا تعلمون شیئا وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ لعلکم تشکرون۔ یعنی اللہ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے پیدا کیا۔ تم کچھ نہیں جانتے تھے اور تم کو کان دیئے اور آنکھیں دیں اور دل تاکہ تم شکرگزاری کرتے رہو۔

جواب: ہے۔ اور اسے نفی تقلید سے کچھ علاقہ نہیں۔

سوال ۹۵: آیت کریمہ فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ یعنی اہل ذکر سے سوال کرو اگر تم نہیں جانتے ہو میں الفاظ ذیل سے کیا مراد ہے؟ سوال[1]۔ اہل[2]۔ الذکر[3]۔ اھل الذکر[4] بلحاظ سیاق و سباق جواب دیجیے۔

جواب: سوال دریافت کرنا۔ اہل ذکر قرآن ہے۔ اہل الذکر علماء کہ نہ جاننے کا علاج جاننے والوں ہی سے پوچھ کر ہو سکتا ہے۔ خصوص سبب کا اعتبار نہیں عموم لفظ کا ہے۔

سوال ۹۶: اس آیت میں نہ جاننے سے کس چیز کا نہ جاننا مراد ہے؟

جواب: ہر شئے کو دین میں جس کی حاجت ہو۔ دیکھو مسلم الثبوت۔

سوال ۹۷: امامت کے بارے میں حدیث شریف میں کیا ترتیب وارد ہوئی ہے یعنی حدیث شریف کی رو سے اول نمبر کا مستحق امامت کون ہے دوم نمبر کا کون؟

جواب: مختلف ترتیبیں آئی ہیں۔ دیکھو فتح القدیر و فصول البدائع وغیرہ

سوال ۹۸: حدیث ذیل صحیح مسلم کی حدیث ہے یا نہیں قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم القوم اقرأھم لکتاب اللہ تعالیٰ فان کانوا فی القراءۃ سواء فاعلمھم بالسنۃ فان کانوا فی السنۃ سواء فاقدمھم سنا۔ یعنی امامت وہ شخص کرے جو سب سے زیادہ قرآن داں ہو۔ اگر قرآن دانی میں سب برابر ہوں تو امامت وہ شخص کرے جو سب سے زیادہ حدیث داں ہو۔ اگر حدیث دانی میں سب برابر ہوں تو امامت وہ شخص کرے جو ہجرت میں سب سے پہلے ہو۔ اگر ہجرت میں سب برابر ہوں تو امامت وہ شخص کرے جو سن میں سب سے زیادہ ہو۔

جواب: یہ حدیث بھی مختلف الفاظ سے آئی ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول آخیر سے منسوخ ہو چکی ہے۔ دیکھو فتح القدیر و صحیحین بخاری و مسلم۔

سوال ۹۹: اس بارے میں کوئی آیت یا حدیث ہے یا نہیں کہ حق امامت بانی مسجد یا اولاد بانی مسجد کو ہے۔ ان کے رہتے ہوئے کسی کو حق نہیں ہے اگر ہو تو بیان فرمائیے؟

جواب: یہ حکم فقہ کا ہے اور کسی آیت یا حدیث میں اس کا رد نہیں۔

سوال ۱۰۰: اس بارے میں کوئی آیت یا حدیث ہے یا نہیں؟ کہ ایسا مسئلہ جو مذاہب اربعہ سے خارج ہو اگرچہ اہل حدیث کے مطابق ہو وہ مسئلہ باطل ہے اور اس پر عمل کرنے والا بدعتی اور ناری ہے اگر ہو تو بیان فرمائیے۔

جواب: میں ابھی حدیث سے بیان کر چکا ہوں کہ سواد اعظم سے جدا ہونے والا ناری

ہے اور یہ بھی ثبوت ہو چکا کہ ہزار برس سے مسلمانوں کا سواد اعظم انہیں چار مذاہب میں محصور ہے نیز یہ بھی خود سائل کی پیش کردہ عبارت سے بتا دیا کہ ان چار مذہبوں سے روگردانی میں بڑا فساد ہے اور فساد چھوٹا بھی باطل ہے بڑا تو بڑا اور جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں وہ بحکم قرآن وحدیث ناری ہیں۔

سوال ۱۰۱: اس بارے میں ائمہ اربعہ کا یا ائمہ میں کسی کا قول ہے یا نہیں کہ ایسا مسئلہ جو مذاہب اربعہ سے خارج ہو اگرچہ آیت وحدیث کے مطابق ہو وہ مسئلہ باطل ہے اور اس پر عمل کرنے والا بدعتی وناری ہے اگر ہو تو بیان فرمائیے:

جواب: اس کا حدیث سے ثبوت ہو چکا۔ اور آئمہ اربعہ میں امام مالک سے صراحتاً منقول ہے کہ اپنے علماء کے عمل کو حدیث پر ترجیح دیتے۔ دیکھو مدخل امام ابن الحاج مکی مالکی۔

سوال ۱۰۲: شرح مسلم الثبوت جس کا بیان نمبر ۲۵ میں ہو چکا اس میں عبارت ذیل ہے یا نہیں؛ الحق انہٗ انما منع من منع تقلید غیرھم لانہ لم یبق روایۃ مذھبھم محفوظۃ حتی لو وجد روایۃ صحیحۃ عن مجتھد آخر یجوز العمل بھا الا تریٰ ان المتاخرین افتوا بتحلیف الشھود واقامۃ لہٗ موقع التزکیۃ علی مذھب ابن ابی لیلیٰ یعنی حق بات یہ ہے کہ جس شخص نے غیر ائمہ اربعہ کی تقلید سے منع کیا ہے صرف اس وجہ سے منع کیا ہے اور مجتہدین کے مذہب کی روایت محفوظ نہیں رہی حتیٰ کہ اگر کسی دوسرے مجتہد کے مذہب کی کوئی صحیح روایت مل جائے تو اس پر عمل جائز ہے۔ چنانچہ متاخرین حنفیہ نے مجتہد کے

بجائے تزکیہ گواہان کے تحلیف گواہان کا فتویٰ دیا ہے ابن ابی لیلیٰ کے مذہب پر جو مذاہب اربعہ کے علاوہ ہے۔

جواب: عملی طور پر اس میں بھی تسلیم ہے کہ بنظر واقع مذاہب اربعہ کی مخالفت ممنوع ہے کہ اب کوئی روایت اور مذاہب کی محفوظ نہیں رہی۔ فرضی صورت غیر واقع میں فرضی اجازت عمل کے لئے بکار آمد نہیں گواہان کا مسئلہ اس صورت میں ہے جب قاضی مجتہد ہو۔ دیکھو ردالمحتار کتاب القضا ورنہ اگر بادشاہ اسلام بھی تحلیف کا حکم دے تو علماء پر واجب ہے کہ اسے نصیحت کریں کہ وہ حکم نہ کرے جیسے ہم نہ مانیں تو تیرا غضب ہو اور مانیں تو خدا کا غضب ہو۔ دیکھو درمختار وغیرہ

سوال ۱۰۳: ائمہ حدیث جیسے امام بخاری وامام ترمذی وغیرہما نے اپنی اپنی کتابوں میں ائمہ اربعہ کے علاوہ دوسرے مجتہدین جیسے امام سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ اور امام اسحٰق بن راہویہ اور امام عبداللہ بن مبارک کے مذاہب کی صحیح صحیح روایتیں بھی مع سند بیان کی ہیں یا نہیں۔

جواب: غلط ہے۔ صحیح بخاری کا ہرگز یہ طریقہ نہیں کہ ان صاحبوں کے اقوال کی تائید میں صحیح حدیثیں لائے اور جامع ترمذی میں بھی غالباً ان کے اقوال بے سند مذکور ہیں اور عبداللہ بن مبارک حنفی المذہب ہیں۔ دیکھو درمختار۔

سوال ۱۰۴: مکہ معظمہ میں چار مصلے کس نے قائم کئے اور کب قائم ہوئے اور کیوں قائم کئے مع سند بیان کیجئے۔

جواب: جس قوم یعنی مسلمان نے جس غرض یعنی نفع مسلمین کے لئے مدرسہ قائم کئے اور انہیں دینی کام سمجھا اور غیر مقلدین بھی برابر ان کی تقلید کر رہے ہے

ہیں۔ حالانکہ وہ زمانہ صحابہ و تابعین میں نہ تھے اور اسی قوم نے اسی غرض کے لئے یہ مصلے قائم کئے جسے صدہا برس گزرے۔ دیکھو حدیقۂ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ علامہ عبدالغنی نابلسی۔ شروع تاریخ نہ ان مدرسوں کی یاد ہے نہ ان مصلوں کی۔

سوال ۱۰۵: جب مکہ معظمہ میں چاروں مصلے قائم کئے جانے لگے تو اس وقت کے علماء نے ان کا قائم کرنا منع فرمایا تھا یا نہیں؟

جواب: کسی سند صحیح سے ثابت نہیں کہ یہ مصلے جس وقت قائم ہونا شروع ہوئے تھے اس وقت کے علماء نے انھیں منع فرمایا ہاں شاید بعض کا خیال خلاف پر گیا ہو جس پر عمل نہ ہوا۔

سوال ۱۰۶: مکہ معظمہ میں چاروں اماموں نے مصلے قائم کئے تھے یا نہیں؟ مع سند بیان فرمائیے۔

جواب: چاروں مذہب چاروں اماموں نے صحابہ سے اخذ فرما کر شائع کئے جو ان مصلوں کی اصل ہیں اور ان مصلوں کو: منع فرمایا نہ کوئی خاص حکم دیا یہی حال مدارس کا ہے۔

سوال ۱۰۷: مکہ معظمہ میں چاروں مصلے قائم کرنے کے بارے میں کوئی آیت یا حدیث ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو بیان فرمائیے۔

جواب: قرآن و حدیث میں جماعت کا حکم ہے۔ مسجد الحرام میں مصلے قائم ہونے کا حکم ہے کسی خاص گنتی کا ذکر نہ ممانعت۔

سوال ۱۰۸: شامی جس کا بیان نمبر ۱۰۱ میں ہو چکا ہے۔ اس میں عبارت ذیل ہے یا نہیں؟ ان ما یفعل اهل الحرمین من الصلاة بائمة متعددة وجماعات مترتبة مکروه اتفاقا

یعنی اہل حرمین جو متعدد اماموں اور متعدد جماعتوں کے سامنے یکے بعد دیگرے نماز پڑھتے ہیں یہ فعل ان کا بالاتفاق مکروہ ہے؟

جواب: سائل نے عبارت میں قطع و برید کی ہے۔ شامی تو روزانہ میرے مطالعے میں رہتی ہے۔ شامی نے اسے نقل کر کے اس کا صریح رد کر دیا ہے اور اس کو تمام علماء کے اجماع کے خلاف بتایا ہے۔

سوال ۱۰۹: اور شامی میں عبارت ذیل درج ہے یا نہیں؟ نقل عن بعض مشائخنا انکاره صریحا حین حضر الموسم ۵۵۱ھ منهم الشریف الغزنوی وذکر انه افتی بعض المالکیة بعدم جواز ذلک علی مذهب الفقهاء الاربعة ونقل انکار ذلک ایضا عن جماعة من الحنفیة والشافعیة والمالکیة حضروا الموسم ۵۵۱ھ یعنی نقل کیا گیا کہ ہمارے بعض مشائخ نے جن میں شریف غزنوی بھی ہیں اور بھی ایک جماعت علمائے حنفیہ شافعیہ و مالکیہ نے جب ۵۵۱ھ موسم حج میں یہ لوگ حاضر ہوئے تھے تو اہل حرمین کے اس فعل کو جس کا بیان نمبر ۱۰۸ میں کیا گیا صریحاً انکار کیا۔ اور بعض علمائے مالکیہ نے تو اس مذکورہ بالا فعل کو ناجائز ہونے کا چاروں اماموں کے مذہب کے مطابق فتویٰ دیا۔

جواب: یہ اسی عبارت کا تتمہ ہے جس کے بعد شامی نے تمام علماء کے اجماع سے اس کا رد کیا۔ اور خود اس شامی و حماوی وغیرہ نے ان جماعتوں کی نسبت لکھا کہ تمام مسلمانوں نے بہتر سمجھا اور جمہور اہل ایمان نے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ و بیت المقدس اور مصر و شام میں ان پر عمل

کیا اور یہ کہ شاذ و نادر جس نے خلاف کیا وہ اعتماد کے قابل نہیں ۔

سوال ۱۱۰: تفسیر عزیزی کو آپ جانتے ہیں یا نہیں ، اور یہ اہلسنت و جماعت کی کتاب ہے یا نہیں ؟

جواب: دہلی کے ایک عالم زمانۂ حال کے تھے ۔ یہ تفسیر ان کی تصنیف ہے ۔ جسے آدھی چہارم بھی نہ لکھ پائے تھے کہ انتقال ہوگیا۔ نظر ثانی تو دوسرا درجہ ہے اور اصل کلی مطابق ۲۵ ۔

سوال ۱۱۱: تفسیر عزیزی میں عبارت ذیل ہے یا نہیں ؟ "وخدائے تعالیٰ بخبر لیست ازانچه در زمانۂ آئندہ عمل خواہند کرد و از راہ بدعت یک یک جہت کعبہ تقسیم خود خواہند کرد"

جواب: جہاں تک مجھے خیال ہے یہ عبارت اس طرح نہیں ہے بلکہ ایک اجمالی بات کرکے لکھی ہے اور اس کی سند کسی سے نہ دی اور خود صاحب عزیزی نے تقریر ولیمہ میں تصریح کی ہے ۔ جو کسی بات کو یوں لکھے کہ ظاہر یہ ہے وہ بھی اس میں شک رکھتا ہے اور خود ہی اس کا قائل نہیں ہے ۔ دیکھو زبدۃ النصائح تو جو مجرد اجمال بتائے وہ کیوں کر اس بات کا قائل ٹھہر سکتا ہے پھر تقسیم کے یہ معنی ہیں کہ ایک حصہ میں دوسرے کا حق نہ ہے ۔ دیکھو ھدایہ باب صفۃ الصلاۃ اور جہات کعبہ کا یوں حصہ بانٹ ، بیشک ناجائز ہے ۔ پھر عزیزی میں اس کے بعد یہ بھی ہے کہ اپنی اپنی جہت کو افضل بتاؤ گے اور بے شک یہ بھی شرعاً پسند نہیں تو اعتراض ان جاہلوں پر ہے جو تقسیم اور تفضیل کے قائل ہوں نہ کہ اصل مصلّوں پر ۔

سوال ۱۱۲: سب سے پہلے یہ رائے کس نے قائم کی کہ چاروں اماموں کے

علاوہ اور کسی کی تقلید جائز نہیں ؟

جواب: اشباہ و تحریر الاصول وغیرہ کتب متعددہ میں اس پر اجماع نقل کیا اور اجماع میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ پہلے یہ رائے کس نے نکالی ، کیوں نکالی ۔ نہ اس کی ہمیں تحقیق نہ اس کی ہمیں حاجت ۔

سوال ۱۱۳: جس شخص نے یہ رائے قائم کی کس بنا پر قائم کی ؟

جواب: جواب ابھی گذارش ہوا ۔

سوال ۱۱۴: اس شخص نے جس بنیاد پر یہ رائے قائم کی وہ بنیاد صحیح ہے یا نہیں ؟

جواب: ابھی گذر چکا ۔

سوال ۱۱۵: یہ رائے چاروں اماموں کے زمانہ میں قائم ہوئی یا بعد میں ۔ اگر بعد میں قائم ہوئی تو کس قدر بعد میں ؟

جواب: اس کی تاریخ میں نے معلوم نہ کی ۔ نہ اجماع میں دریافت تاریخ کی ضرورت ہے ۔

سوال ۱۱۶: جس شخص نے یہ رائے قائم کی اس کی تقلید جائز ہے یا نہیں ؟ اگر جائز ہے تو اس کی تقلید کرنے والے کس نام سے پکارے جاتے ہیں اور خود وہ شخص کیا تھا کس کا مقلد تھا یا مجتہد ؟

جواب: اجماع کی تقلید جائز بلکہ واجب ہے اس کے پیرو اہلسنت کہلاتے ہیں ۔ اجماع کسی خاص شخص کا نام نہیں کہ اسے بتایا جائے کہ کس کا مقلد تھا یا مجتہد ۔

سوال ۱۱۷: ایسی کوئی آیت یا حدیث صحیح کسی معتبر کتاب ، حدیث کے حوالہ سے آپ بتا سکتے ہیں جس میں یہ مسئلہ ہو کہ غیر مقلدین کے پیچھے حنفیوں

کی نماز جائز نہیں ؟

جواب : اس کی بحث حدیث وغیرہ سے میں اوپر لکھ چکا ہوں۔

سوال ۱۱۸ : آپ مسئلہ ذیل جانتے ہیں یا نہیں ؟ من صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعۃ ۔ یعنی فاسق و مبتدع کے پیچھے بھی نماز پڑھنے سے ثواب جماعت کا ملتا ہے ؟

جواب : ہاں ۔ فقہی کتابوں میں ایسا لکھا ہے اور کراہت سب مانتے ہیں یہاں تک کہ انہیں علماء نے صاف یہ بھی بتا دیا ہے کہ جہاں فاسق امام ہو اس مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں نماز پڑھے یعنی جبکہ اس کے روکنے پر قدرت نہ ہو جیسے کہ جمعہ میں ہے : کہ صحیح مذہب میں جمعہ بھی ایک شہر میں کئی جگہ ہو سکتا ہے تو اس مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں جا سکتا ہے۔ دیکھو فتح القدیر و در مختار ۔ تو غیر مقلدین ان اقوال سے مغالطہ دے کر یہ چاہتے ہیں کہ اہلسنت کی مسجدیں چھین لیں ۔ ان میں خود امامت کریں اور اہلسنت بحکم علماء اپنی ان مساجد کو چھوڑ کر نماز کے لئے اور مسجدیں ڈھونڈتے پھریں ۔ یہ مساجد کو اچھا عام عبادت کے لئے مانا کہ اصل جس کی بنائی ہوئی ہیں انہیں کو وہاں سے نکل جانے کا حکم ہو ۔ اس قول میں بھی کہ اصل جماعت کا ثواب ملے گا ۔ وہ فاسق و مبتدع مراد ہے جس پر لزوم کفر نہ ہو ۔ ورنہ نماز باطل محض ہو گی ۔ جیسے غیر مقلدین کے پیچھے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا۔

سوال ۱۱۹ : کتاب در مختار کو آپ مانتے ہیں یا نہیں ؟ اور یہ آپ کی کتاب ہے یا نہیں ؟ اور آپ اس پر عمل کرتے ہیں یا نہیں ؟

جواب : ہے ۔ اور عمل مفتیٰ بہ پر ہوتا ہے۔

سوال ۱۲۰ : جو مسئلہ سوال نمبر ۱۱۸ میں بیان کیا گیا ہے وہ اس کتاب میں ہے یا نہیں ؟

جواب : اسی تفصیل کے ساتھ ہے جو میں نے ذکر کی۔

سوال ۱۲۱ : مکروہ یا حرام کے قول ترک کرنے سے تھوڑا بہت ثواب ملتا ہے یا نہیں ؟

جواب : جو کام اپنی حد ذات میں نیک ہو اور حرمت و کراہت کسی بیرونی عارضی بات کے باعث ہو تو اصل فعل پر ثواب اور اس عارضی کے سبب استحقاق عذاب و عقاب ہوتا ہے ۔ جیسے ریشمی کپڑے پہن کر نماز یا قرآن شریف کی تلاوت ، بدعتی یا فاسق کی اقتدا بھی اسی قبیل سے ہے کہ اصل فعل نماز ہے ۔ نیک اور نفس فعل جماعت ہے نیک ، مگر یہ عارضی بات کہ امام بدعتی یا فاسق ہے مکروہ و ممنوع تو اس عارضی کو ضرور منع کیا جائے گا ۔ کہ اس کا ثواب و عقاب بھی ہوتا ہے ۔ اگرچہ نفس فعل کا ثواب الگ ہو ۔ پھر یہ بھی اس حالت میں ہے کہ فسق و بدعت لزوم کفر تک نہ پہنچتی ہوں ورنہ نفس فعل ہی باطل ہو جائے گا ۔ اور اب خالص عذاب رہ جائے گا ۔ جیسے ہمارے مذہب میں غیر مقلدین کے پیچھے نماز پڑھنا ۔

سوال ۱۲۲ : حدیث ذیل صلوا خلف کل بر و فاجر یعنی ہر ایک نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھو امر ہے یا نہیں ؟

جواب : صیغہ ضرور امر کا ہے اور معنی وجوب یہاں کسی کے نزدیک نہیں کہ فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا خواہ مخواہ لازم کوئی نہیں کہتا ۔ حدیث میں لفظ کل کا ہے جس کے معنی یہ ٹھہریں گے تمام نیکوں بدوں کے پیچھے نماز ادا کرنا ہر شخص پر واجب ہے ۔ یہ واجب نہ کسی سے ادا ہوا نہ کبھی کسی سے ادا ہو سکے ۔ اس

کی عمر اسی کے لئے کفایت نہ کرے گی کہ دنیا کے جتنے بھی نیک و بد ہیں کم از کم ایک ایک بار سب کے پیچھے نماز پڑھے البتہ اگر کلام سلطان و نائبان سلطان میں مخصوص کیا جائے جیساکہ میں اوپر بیان کر چکا ہوں تو دفع ضرر کے لئے وجوب ضرور ہے یعنی تمیز نیک و بد کرکے آپ اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ علماء اس حدیث سے یہ مطلب ثابت کرتے ہیں کہ فاسق کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یعنی فرض اتر جاتا ہے اور ساتھ ہی تصریح فرما دیتے ہیں کہ مکروہ ہے۔ عامۂ کتب فقہیہ میں یہ استدلال امام مالک کے مقابل ہے کہ ان کے مذہب میں فاسق کے پیچھے نماز ہوتی ہی نہیں۔ اور بھی ایک روایت امام احمد سے ہے۔ دیکھو غنیہ شرح منیہ۔ مرقات شرح مشکوٰۃ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری اور کتب عقائد میں یہ استدلال روافض و خوارج کے مقابل ہے کہ رافضیوں کے نزدیک امام معصوم شرط ہے اور خارجیوں کے یہاں ہر فاسق کافر ہے اور یہ استدلال ضرور صحیح ہے غیر مقلدین ان مقاصد علماء کو پس پشت ڈال کر یہ مطلب نکالنا چاہتے ہیں کہ غیر مقلد اگرچہ فاسق و بدعتی ہیں مگر تم پر لازم ہے کہ خواہی نخواہی ان کے پیچھے نماز پڑھو۔ یہ مطلب ہرگز حدیث کا ہے نہ علماء کا بلکہ ان کی تصریحات کے صاف خلاف ہے۔

سوال ۱۲۳: امر کے حقیقی معنی وجوب ہیں یا نہیں۔ جب افسر و حاکم اپنے ماتحتوں کو کسی بات کی تعمیل کا حکم دیں تو اس حکم سے اس بات کا واجب اور ضروری ہونا سمجھا جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: ہاں۔ ہمارے نزدیک حقیقت وجوب ہے اور محل اور موقع سے مختلف معنی سمجھے جاتے ہیں۔

سوال ۱۲۴: نور الانوار کو آپ جانتے ہیں یا نہیں؟ یہ کتاب آپ کی ہے یا نہیں؟

جواب: ہاں ہے بدستور نمبر ۲۵

سوال ۱۲۵: نور الانوار میں عبارت ذیل درج ہے یا نہیں؟ عندنا الوجوب حقیقۃ الامر لا یکون الا للوجوب۔ یعنی ہمارے یہاں معنی حنفی مذہب میں وجوب ہی امر کے حقیقی معنی ہیں اور امر وجوب ہی کے لئے ہوتا ہے۔

جواب: نیچے کی کتابیں دیکھنے کا منظر کو کم اتفاق ہوتا ہے۔ یہ عبارت اس میں ہو نہ ہو مگر مسئلہ وہ ہے جو میں نے ابھی بیان کیا۔ کیا اس کی تصریح عام کتب اصول میں ہے۔

سوال ۱۲۶: لفظ کے جو حقیقی معنی ہوں اُس حقیقی معنی کو چھوڑ کر اس کے مجازی معنی لینا کس حالت میں جائز ہے اور کس حالت میں نہیں

جواب: جب حقیقت متعذر یا مہجور ہو تو بالاتفاق اور مغلوب ہو تو صاحبین کے نزدیک معنی مجازی لئے جائیں گے۔ ورنہ نہیں۔

سوال ۱۲۷: نور الانوار جس کا بیان نمبر ۱۲۴ میں ہو چکا ہے اس کتاب میں عبارت ذیل درج ہے یا نہیں؟ ما دام امکن العمل بالمعنی الحقیقی یسقط المجازی۔ یعنی جب تک حقیقی معنی پر عمل ہو سکتا ہے۔ مجازی معنی ساقط الاعتبار ہیں۔

جواب: یہ مسئلہ کتب اصول میں اسی تفصیل کے ساتھ ہے جو میں نے بیان کی اور نور الانوار میں بھی اسی تفصیل سے ہوگا۔

سوال ۱۲۸: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وارکعوا مع الراکعین یعنی رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ یعنی نماز پڑھو نماز پڑھنے والوں

کے ساتھ۔ یہ امر ہے یا نہیں اور اس آیت میں نیک و بد کی قید ہے
یا نہیں؟

جواب: یہ امر بھی وجوب کے واسطے نہیں ہے اور راکعین سے مراد
صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ دیکھو تفسیر جلالین وغیرہ۔ اور صحابہ
سب کے سب نیک تھے اور آیت سے جماعت کے ثبوت میں
کلام ہے۔ دیکھو معالم وغیرہ۔

سوال ۱۲۹: اللہ و رسول اللہ جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلام
میں بھی ایسی بات کا امر ہوتا ہے یا نہیں جو مکروہ یا حرام ہو۔ اگر
ہوتا ہے تو اس کی کوئی مثال بیان فرمائیے۔ مگر جو مثال بیان فرمائیے
وہ ایسی مثال ہو جو واقعی امر ہو نہ صرف صورت امر؟

جواب: جو بات اصل میں حرام یا مکروہ ہو اور بحال ضرورت اس کی
اجازت فرمائی جائے تو کبھی وہ رخصت بصیغۂ امر آتی ہے جیسے
فان عاد واقعد۔ اور کبھی وجوب تک بھی ہوتی ہے جیسے
مخمصہ میں حرام چیز بسدِ رمق یہاں تک کہ نہ کھاتے اور مر
جاتے تو حرام موت مرے۔ دیکھو ردالمحتار وغیرہ۔

سوال ۱۳۰: شرح عقائد نسفی جس کا بیان نمبر ۹۴ میں ہو چکا ہے اس
میں عبارت ذیل درج ہے یا نہیں؟ ولان علماء الامۃ
کانوا یصلون خلف الفسقۃ واھل الاھواء
والبدع یعنی علمائے امت سارے کے سارے فاسقوں اور
بدعتوں کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔

جواب: شرح عقائد میں یہ عبارت اس طرح نہیں بلکہ مجھ کو یقیناً یاد ہے

کہ اس کے ساتھ فرمادیا ہے کہ فاسق اور بدعتی کے پیچھے نماز مکروہ ہونے
میں کسی کو کلام نہیں۔ اور یہ کہ فسق اور بدعت حد کفر تک پہنچی ہوں
تو بالکل باطل ہے۔

سوال ۱۳۱: علمائے امت جو فاسقوں اور بدعتیوں کے پیچھے نماز پڑھتے تھے
ان کا یہ فعل مکروہ یا حرام تھا یا نہیں؟

جواب: شرح عقائد سے نقل کر دیا گیا کہ فاسق اور بدعتی کے پیچھے نماز مکروہ
ہونے میں کسی کو کلام نہیں۔ تو یقیناً یہ علماء بھی اسے مکروہ جانتے مگر
سلطنت کی مجبوری سے پڑھتے۔ مجبوری میں ممنوع تک کی رخصت
مل جاتی ہے۔ اس تفصیل پر کہ ھدایہ اور درمختار میں ہے۔

سوال ۱۳۲: شرح عقائد کے حاشیہ جلال میں عبارت ذیل درج ہے یا نہیں؟
قولہٗ خلف کل برو فاجر اشارۃ الی انھما سواء
فی الامامۃ یعنی یہ جو فرمایا ہے کہ نیک و بد کے پیچھے۔ اشارہ اس
بات کی طرف ہے کہ نیک و بد دونوں امام ہونے میں مساوی ہیں۔

جواب: شرح عقائد میری دیکھی ہوئی ہے اور شرح عقائد نسفی کے ساتھ
شرح شروح و حواشی میں نے دیکھے اور ان میں کوئی حاشیہ جلال نہیں
ہاں ہندی چھاپے میں زید و عمر کتاب پر حاشیہ چڑھا دیتے ہیں اُن میں
کوئی ہو تو مجھے معلوم نہیں۔ نہ وہ قابل التفات نہ عالم میں کوئی عالم
اس کا قائل کہ امامت کے لئے نیک و بد سب برابر ہیں۔ ہاں فرض اتر
جانے میں کہو تو ایک بات ہے جبکہ بدی حد کفر تک نہ ہو۔

سوال ۱۳۳: عبارت ذیل صحیح بخاری میں درج ہے یا نہیں؟ قال الحسن
صل خلفہ و بدعۃ علیہ یعنی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ

نے فرمایا کہ تو مبتدع کے پیچھے نماز پڑھ لے اور مبتدع کی بدعت کا
وبال خود اس پر ہے۔

جواب: یہ قول بے سند بخاری میں ہے اور جہاں تک مجھے یاد ہے۔ یہاں بخاری
نے جو حدیث نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع سند بیان کی اس سے صاف
وہی مطلب کھلتا ہے کہ یہ اس وقت ہے کہ جب فاسق و مبتدع بادشاہ
ہو یا اس کی طرف سے حاکم ہوا ہو۔ بخاری نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ
ایسا صرف ضرورت اور ناچاری میں ہے۔

سوال ۱۳۴: عبد اللہ بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان بن عفان رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اس حالت میں گئے کہ وہ گھرے ہوئے تھے یعنی
جب کہ حضرت عثمان کو بلوائیوں نے گھیر رکھا تھا۔ عبد اللہ بن عدی نے جا
کر حضرت عثمان سے کہا کہ آپ دیکھ رہے ہیں اور ہم کو امام فتنہ نماز پڑھا
رہا ہے اور ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں اس کی وجہ سے گناہ میں نہ پڑ جائیں۔
حضرت عثمان نے فرمایا۔ الصلوٰۃ احسن مایعمل الناس
فاذا احسن الناس فاحسن معھم واذا اساؤا
فاجتنب اساءتھم۔ یعنی جو لوگ جو کام کرتے ہیں ان میں نماز
سب سے اچھا کام ہے۔ تو جب لوگ اچھا کام کریں تو تم بھی ان
کے اس اچھے کام میں شریک ہو جاؤ اور جب برا کام کریں تو تم ان کے
اس برے کام میں ساتھ نہ دو۔

جواب: .. ..
.. ..
کا ذکر فرما دیا اور ان لوگوں کی مجبوری خود ظاہر ہے کہ بلوائیوں کے
سردار نے امام برحق کو نظر بند کر لیا اور خود امامت کرتا تھا۔

سوال ۱۳۵: یہ کوئی شخص کسی طور سے امام بن جائے اور لوگ اس کے پیچھے
نماز پڑھیں اور یہ امر کہ کسی کو اپنے اختیار سے امام بنائیں۔ ان دونوں
صورتوں کا ایک حکم ہے کہ دونوں امر مکروہ ہیں یا دونوں غیر مکروہ یا
ان میں سے ایک مکروہ ہے اور دوسرا غیر مکروہ۔ اور کون مکروہ ہے اور
کون غیر مکروہ؟

جواب: فاسق و مبتدع کے پیچھے نماز پڑھنا ایک گناہ ہے اور اسے امام
بنانا دوسرا گناہ ہے اور کسی طرح امام ہو گیا ہو تو بالمجبوری اس کے پیچھے نماز
پڑھنا ایک گناہ ہے۔

سوال ۱۳۶: کتاب تفسیر احمدی کو آپ مانتے ہیں یا نہیں؟ اور یہ آپ
کی کتاب ہے یا نہیں؟

جواب: ہے۔ مطابق نمبر ۲۵۔

سوال ۱۳۷: تفسیر احمدی میں جو اہلسنت والجماعت ہونے کے لئے دس
بائیں ضروری لکھی ہیں ان میں ذیل کی دو باتیں یہ بھی ہیں یا نہیں؟
الصلوٰۃ علی الجنازتین والصلوٰۃ خلف الامامین یعنی
صالح و فاسق دونوں کے جنازے کی نماز پڑھنی اور صالح و فاسق
دونوں کے پیچھے نماز پڑھنی۔

جواب: یہ میری یاد میں ایک بے سند حکایت ہے اور اس سے مراد وہی
رافضیوں، خارجیوں کا رد ہے جیسے کہ میں نے اوپر بیان کیا۔

دوم ذی الحجۃ الحرام ۱۳۷۲ھ شنبہ

کلام الامام امام الکلام

از: امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

دشمن احمد پہ شدت کیجئے — ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
ذکر ان کا چھیڑئے ہر بات میں — چھیڑنا شیطان کا عادت کیجئے
مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں — ذکر آیات ولادت کیجئے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل — یارسول اللہ کی کثرت کیجئے
کیجئے چرچا انہیں کا صبح و شام — جان کافر پر قیامت کیجئے
حق تمہیں فرما چکا اپنا حبیب — اب شفاعت بالمحبّت کیجئے
آپ درگاہ خدا میں ہیں وجیہ — ہاں شفاعت بالوجاہت کیجئے
اذن کب کا مل چکا اب تو حضور — ہم غریبوں کی شفاعت کیجئے
ملحدوں کا شک نکل جائے حضور — جانب مہ پھر اشارت کیجئے
شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب — اس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے
ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی — عشق کے بدلے عداوت کیجئے
والضحیٰ حجرات الم نشرح سے پھر — مومنو! اتمام حجت کیجئے
بیٹھتے اٹھتے حضور پاک سے — التجا و استعانت کیجئے
یارسول دہائی آپ کی — گوشمال اہل بدعت کیجئے
غوث اعظم آپ سے فریاد ہے — زندہ پھر یہ پاک ملت کیجئے
یا خدا تجھ تک ہے سب کا منتہیٰ — اولیاء کو حکم نصرت کیجئے

میرے آقا حضرت اچھے میاں
ہو رضا اچھا وہ صورت کیجئے

غیر مقلدوں (وہابیوں) کے فریب

مفتی جلال الدین احمد امجدی



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

فہرست مضامین

انتساب

ان تمام مسلمانوں کے نام جو سوادِ اعظم اہلسنت وجماعت سے ہیں اور ائمۂ اربعہ حضور سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ، حضور سیدنا امام شافعی، حضور سیدنا امام مالک یا حضور سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دامن سے وابستہ ہو کر ان کی تقلید کرتے ہیں اور غیر مقلدوں سے دور رہتے ہیں۔

اور

شعیب الاولیاء حضور سیدنا شاہ محمد یار علی صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان (متوفی ۱۳۸۷ھ) کے نام جنہوں نے اپنے رشد وہدایت اور عظیم دینی ادارہ دارالعلوم فیض الرسول کے قیام سے شمالی مشرقی یوپی میں غیر مقلدیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روک دیا۔

جلال الدین احمد امجدی

نگاہِ اوّلین

غیر مقلد جو اپنے آپ کو اہل حدیث اور سلفی کہتے ہیں وہ اپنا نیا مذہب پھیلانے کے لئے عرب ملکوں سے پیسے لاکر آئے دن نئے نئے فتنے کھڑے کرتے رہتے ہیں۔ انھیں فتنوں میں سے ان کی کتاب حقیقۃ الفقہ بھی ہے جو غیر مقلد مولوی یوسف جے پوری کی تصنیف ہے اور دوسرے غیر مقلد مولوی داؤد کی تصحیح واضافے کے بعد بمبئی سے شائع ہوئی ہے اور شروع سے آخر تک مکر وفریب سے بھری ہوتی ہے۔

چند سال قبل اس کتاب کے فریب کو ظاہر کرنے کے لئے مجھ سے کہا گیا لیکن میں اپنی مصروفیات کے سبب اس کی طرف توجہ نہ کر سکا مگر ابھی جلد ہی جب غیر مقلدوں نے تین طلاق سے ایک ہی طلاق پڑنے کا نیا فتنہ اٹھایا تو ہم ان کے کفری اور گمراہ کن عقیدے اس کتاب میں لکھ دیئے، ان کی مکاریوں کے پردے چاک کر دیئے، ان کے پوشیدہ راز ظاہر کئے اور آخر میں کتاب مذکور حقیقۃ الفقہ کے چالیس فریب بھی لکھ دیئے تاکہ مسلمان اس گمراہ فرقہ سے دور رہیں، ان کے فتنے میں نہ پڑیں اور نہ اس نئے مذہب کی سہولتیں دیکھ کر اس کی طرف مائل ہوں۔

دعا ہے کہ خدائے عزوجل اس کتاب کو مسلمانوں کے لئے مفید فرمائے انھیں غیر مقلدوں کے فتنوں سے محفوظ رکھے اور میرے لئے اس کو توشۂ آخرت بنائے۔ آمین

جلال الدین احمد امجدی

۲۵ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ / ۶ جولائی ۹۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لک الحمد یا اللہ، والصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ!

یہ امت تہتّر مذہبوں میں بٹ جائے گی

جن میں صرف ایک مذہب جنتی ہوگا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَّتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ۔

بنی اسرائیل بہتّر مذہبوں میں بٹ گئے۔ اور میری امت تہتّر مذہبوں میں بٹ جائے گی۔ ان میں ایک مذہب والوں کے سوا باقی تمام مذہب والے جہنمی ہوں گے۔ صحابۂ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) وہ ایک مذہب والے کون ہیں؟ (یعنی ان کی پہچان کیا ہے؟) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ اسی مذہب پر قائم رہیں گے جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں (ترمذی ص۸۹، مشکوٰۃ صفحہ ۳۰)

اس حدیث شریف سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ امت تہتّر مذہبوں میں بٹے گی لیکن ان میں صرف ایک مذہب والے جنتی ہوں گے باقی سب جہنمی ہوں گے ــــــ اور جنتی مذہب والوں کی پہچان یہ ہے کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نقش قدم پر چلیں گے اور ان کے عقیدے پر قائم رہیں گے۔

تصرف واختیار کے متعلق حضور وصحابۂ کرام کا عقیدہ

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہم)

(۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا۔

اَھْلُ مَکَّۃَ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّرِیَھُمْ آیَۃً فَاَرَاھُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَیْنِ حَتّٰی رَاَوْا حِرَاءً بَیْنَھُمَا۔

مکہ والوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ کوئی معجزہ دکھائیں تو حضور نے چاند کے دو ٹکڑے فرما کر انھیں دکھا دیا۔ یہاں تک کہ مکہ والوں نے حرا پہاڑ کو چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا (بخاری، مسلم ص۵۴۶)

(۲) اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ صلح حدیبیہ کے دن لوگ پیاسے تھے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ تھا جس سے آپ نے وضو فرمایا تو لوگ آپ کی طرف دوڑے۔ حضور نے فرمایا کیا بات ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہمارے پاس وضو کرنے اور پینے کے لئے پانی نہیں ہے مگر یہی جو آپ کے سامنے ہے۔

فَوَضَعَ یَدَہٗ فِی الرَّکْوَۃِ فَجَعَلَ الْمَاءُ یَثُوْرُ بَیْنَ اَصَابِعِہٖ کَاَمْثَالِ الْعُیُوْنِ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا۔ قُلْتُ کَمْ کُنْتُمْ قَالَ لَوْ کُنَّا مِائَۃَ اَلْفٍ لَکَفَانَا کُنَّا خَمْسَ عَشَرَۃَ مِائَۃً۔

تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا مبارک ہاتھ اس پیالہ میں رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان چشموں کی طرح پانی ابلنے لگا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم تمام لوگوں نے پانی پیا اور وضو کیا۔ حضرت سالم فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا آپ لوگ کتنی تعداد میں تھے؟ انھوں نے فرمایا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تب بھی وہ پانی کافی ہوتا۔ اس وقت تو ہماری تعداد پندرہ سو تھی (بخاری شریف جلد ۱ ص۵۰۵)

(۳) اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کل میں یہ جھنڈا ضرور اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا۔ لوگ ساری رات حسرت میں رہے کہ دیکھئے صبح کس خوش نصیب کو جھنڈا عطا فرمایا جائے گا۔ جب صبح ہوئی تو ہر ایک یہ تمنا لئے ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا کہ جھنڈا اسے مرحمت ہو۔ آپ نے فرمایا

اَیْنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالُوْا یَشْتَکِیْ عَیْنَیْہِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فَاَرْسِلُوْا اِلَیْہِ فَاُتُوْنِیْ بِہٖ فَلَمَّا جَاءَ بَصَقَ فِیْ عَیْنَیْہِ وَدَعَا لَہٗ فَبَرَأَ حَتّٰی کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ بِہٖ وَجْعٌ ۔

علی بن ابو طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا یا رسول اللہ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ فرمایا انھیں بلا کر لاؤ پس انھیں آپ کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگا دیا اور ان کے لئے دعا فرمائی تو وہ اس طرح تندرست ہو گئے جیسے انھیں کوئی تکلیف ہی نہیں ہوئی تھی (بخاری شریف جلد ۱ ص ۵۲۵)

(۴) اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو رافع یہودی کو (جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بڑا دشمن تھا) قتل کرنے کے بعد اس کے اونچے مکان سے اترنے لگے تو زینے سے گر گئے اور ان کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ انھوں نے اسی وقت گرم گرم اپنی پگڑی سے باندھ لی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا سارا ماجرا بیان کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا۔

اُبْسُطْ رِجْلَکَ فَبَسَطْتُّ رِجْلِیْ فَمَسَحَہَا کَاَنَّمَا لَمْ اَشْتَکِہَا قَطُّ ۔

اپنا پاؤں پھیلاؤ۔ میں نے پھیلا دیا۔ تو حضور نے جب اس پر اپنا مبارک ہاتھ پھیر دیا تو ایسا ہو گیا جیسے اس میں سرے سے کوئی تکلیف ہی نہ ہوئی تھی (بخاری شریف جلد ۲ ص ۵۷۷)

(۵) اور حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ میرے پاس ایک بکری ہدیۃً بھیجی گئی۔ میں نے اسے ہانڈی میں ڈالا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے۔ فرمایا ابو رافع یہ کیا ہے؟ عرض کیا یہ بکری ہے جو ہمیں ہدیۃً ملی ہے۔ پھر ہم نے اسے ہانڈی میں پکایا۔ حضور نے فرمایا اے ابو رافع! ہم کو ایک دست دو۔ میں نے دست پیش کر دیا۔ پھر فرمایا دوسرا دست بھی دو۔ میں نے دوسرا دست بھی پیش کر دیا۔ پھر فرمایا اے ابو رافع! اور دست لاؤ۔ عرض کیا یا رسول اللہ بکری کے دو ہی دست ہوتے ہیں۔

فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَا اَنَّکَ لَوْ سَکَتَّ لَنَاوَلْتَنِیْ ذِرَاعًا فَذِرَاعًا مَا سَکَتَّ ۔

تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اگر تم چپ رہتے تو ہم کو دست پر دست دیتے رہتے جب تک کہ چپ رہتے (احمد، دارمی، مشکوٰۃ ص ۵۴۱)

(۶) اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا۔

یَا عَائِشَۃُ لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِیَ جِبَالُ الذَّہَبِ ۔

اے عائشہ! اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں (مشکوٰۃ شریف ص ۵۲۱)

(۷) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے لوگو! خدائے تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔ حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہر سال حج فرض ہے؟

قَالَ لَوْ قُلْتُہَا نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَوْ وَجَبَتْ لَمْ تَعْمَلُوْا بِہَا وَلَمْ تَسْتَطِیْعُوْا ۔

فرمایا اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال حج فرض ہو جائے اور اگر ہر سال فرض ہو جائے تو تم اسے ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے (احمد، نسائی، دارمی، مشکوٰۃ ص ۲۲۲)

کسی چیز کو حق جان کر دل میں جمائے ہوئے یقین کو ایمان وعقیدہ کہتے ہیں (۱) تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس طرح خدائے تعالیٰ کی وحدانیت اور اپنی رسالت پر ایمان وعقیدہ رکھتے ہیں اسی طرح اس بات پر بھی وہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے عالم میں تصرف کی قوت بخشی ہے ۔ اسی لئے آپ نے کفار مکہ کے مطالبہ پر اشارہ فرما کر چاند کو دو ٹکڑے کردیا۔ اگر حضور کا ایسا عقیدہ نہ ہوتا تو اشارہ کرنا تو بہت بڑی بات ہے آپ ایک لمحہ کے لئے اسے سوچ بھی نہیں سکتے تھے ۔ اور ضرورت پر انگلیوں کی گھائیوں سے دریا بہا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عملی طور پر اپنا یہ عقیدہ ثابت کردیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس کی طاقت وقوت بخشی ہے ۔

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ میں لعاب دہن (تھوک) لگا کر حضرت عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوٹی ہوئی پنڈلی پر دست مبارک پھیر کر واضح طور پر اپنا یہ عقیدہ ثابت کردیا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے تصرف کی وہ قوت مرحمت فرمائی ہے کہ میں اپنے تھوک سے بیماریاں دور کردیا کرتا ہوں ۔ اور ٹوٹی ہوئی ہڈی پر صرف اپنا ہاتھ پھیر کر بغیر پلاسٹر کے فوراً صحیح کردیتا ہوں ۔ اور حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صاف لفظوں میں اپنا یہ عقیدہ ظاہر فرمایا کہ اگرچہ ایک بکری میں دو ہی دست ہوتے ہیں لیکن میں طلب کرتا رہوں اور پیش کرنے والا دینے کا ارادہ کرتا رہے تو ایک ہی بکری کے گوشت سے ہزاروں دست نمودار ہوتے رہیں گے ۔

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو واضح الفاظ میں اپنے اس عقیدہ سے آگاہ فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے وہ اختیار عطا فرمایا ہے کہ اگر میں

(۱) غیاث اللغات ص۳۶۵ میں ہے عقیدہ چیزے راحق دانستہ در دل خود محکم گرفتن ۱۲

چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں ۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اپنا یہ عقیدہ ظاہر فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے وہ مرتبہ عطا فرمایا ہے کہ اگرچہ حج زندگی میں صرف ایک بار فرض ہے لیکن اس سوال پر کہ کیا ہر سال حج فرض ہے ؟ اگر میں ہاں کہدوں تو ہر سال حج فرض ہو جائے ۔

اور حضرت انس ، حضرت جابر ، حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس وغیرہ جن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مذکورہ بالا حدیثوں کو روایت کیا ہے معلوم ہوا کہ ان کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم میں تصرف کرنے کا اختیار بخشا ہے ۔ اگر صحابہ کرام کا ایسا عقیدہ نہ ہوتا تو وہ ان حدیثوں کو بیان ہی نہیں کرتے ۔

تصرف واختیار کے متعلق غیر مقلدوں کا عقیدہ

تصرف واختیار کے بارے میں غیر مقلدوں کا عقیدہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عقیدے کے خلاف ہے ۔ جیسا کہ ان کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان مطبوعہ مطبع قیومی کانپور کے ص۵ پر لکھا کہ اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی پھر ص۶ پر لکھا کہ چھوٹے بڑے سب اس کے بندے عاجز ہیں عجز میں برابر ۔ پھر ص۱۷ پر لکھا کہ انبیاء واولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس بات کی ان میں کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے ان کو عالم میں تصرف کرنے کی کچھ قدرت دی ہو ۔

اور پھر اسی ص۱۷ پر لکھا کہ سب بندے بڑے اور چھوٹے عاجز ہیں اور بے اختیار اور ص۱۹ پر لکھ دیا کہ جو کوئی کسی مخلوق کو عالم میں تصرف ثابت کرے...... اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ اللہ کے برابر نہ سمجھے۔ اور پھر ص۲۸ پر یوں لکھا کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ پھر ص۴۰ پر لکھا کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور پھر ص۴۲ پر لکھا کہ اولیاء انبیاء...... جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز۔

تقویۃ الایمان کے مذکورہ بالا عبارتوں سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ تصرف و اختیار کے متعلق جو حضور اور صحابہ کا عقیدہ ہے غیر مقلدوں کا عقیدہ اس کے خلاف ہے۔ اور یہی ان کے جہنمی فرقہ ہونے کا کھلا ثبوت ہے۔

رسول کی عزت اور علم غیب وغیرہ کے متعلق

حضور وصحابۂ کرام کے عقیدے

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہم)

خدائے تعالیٰ نے پارہ ۲۸ ر میں ارشاد فرمایا۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۔

اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے (سورۂ منافقون۔ آیت ۸)

اور پارہ ۳۰ ر میں ارشاد فرمایا

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۔

اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ (سورۂ الم نشرح۔ آیت ۴)

اور پارہ ۲۲ ر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ۔

اور موسیٰ علیہ السلام اللہ کے یہاں عزت والے ہیں (سورۂ احزاب۔ آیت ۶۹)

اور پارہ ۳ ر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمایا۔

وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۔

عیسیٰ (علیہ السلام) دنیا و آخرت میں عزت والے ہیں (سورۂ آل عمران۔ آیت ۴۵)

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا۔

صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَفِيْ مُؤَخَّرِ الصُّفُوْفِ رَجُلٌ فَاَسَاءَ الصَّلٰوةَ فَلَمَّا سَلَّمَ نَادَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا فُلَانُ اَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ اَلَا تَرٰى كَيْفَ تُصَلِّيْ اِنَّكُمْ تُرَوْنَ اَنَّهٗ يَخْفٰى عَلَيَّ شَيْءٌ مِّمَّا تَصْنَعُوْنَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرٰى مِنْ خَلْفِيْ كَمَا اَرٰى مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی۔ اور صفوں کے آخر میں ایک شخص تھا جس نے نماز بری طرح پڑھی جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو اسے آواز دی کہ اے فلاں! کیا اللہ سے نہیں ڈرتا؟ کیا تو نہیں دیکھتا کہ کیسے نماز پڑھتا ہے؟ تم یہ سمجھتے ہو کہ مجھ پر تمہارا کوئی عمل چھپا رہتا ہے۔ خدا کی قسم میں پیچھے ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسے کہ اپنے آگے دیکھتا ہوں (مشکوٰۃ شریف ص۷۷)

غور کریں۔ حدیث شریف میں فِيْ مُؤَخَّرِ الصَّفِّ نہیں ہے کہ پہلی صف کے آخر میں شخص مذکور تھا تو حضور نے آنکھ کے کونے سے اس کو دیکھ لیا بلکہ فِيْ مُؤَخَّرِ الصُّفُوْفِ ہے یعنی وہ شخص آخری صف میں تھا لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی پیٹھ کے پیچھے سے اس کو دیکھ لیا۔

(۲) اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

وَاللّٰہِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ رُکُوْعُکُمْ وَلَا خُشُوْعُکُمْ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِیْ۔

خدا کی قسم تمہارا رکوع اور خشوع مجھ سے پوشیدہ نہیں۔ میں پیٹھ کے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔۔ (بخاری شریف جلد ا صـ۵۹ و صـ۱۰۲)

(۳) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا

مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِحَائِطٍ مِّنْ حِیْطَانِ الْمَدِیْنَۃِ اَوْ مَکَّۃَ فَسَمِعَ صَوْتَ اِنْسَانَیْنِ یُعَذَّبَانِ فِیْ قُبُوْرِھِمَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ ثُمَّ قَالَ بَلٰی کَانَ اَحَدُھُمَا لَا یَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِہٖ وَکَانَ الْاٰخَرُ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَۃِ۔

نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم مدینہ یا مکہ کے باغوں میں سے کسی باغ میں تشریف لے گئے تو دو آدمیوں کی آواز سنی جن پر ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا۔ آپ نے فرمایا ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے مگر کسی بڑی بات پر نہیں۔ پھر فرمایا ہاں (خدائے تعالیٰ کے نزدیک بڑی بات ہے) ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھایا کرتا تھا (بخاری شریف جلد ا صـ۳۵)

(۴) اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ۔

اللہ نے میرے لئے دنیا کے پردے اٹھا دیئے ہیں۔ تو میں دنیا کو اور جو کچھ بھی اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھتا ہوں جیسے کہ اپنی اس ہتھیلی کو (زرقانی علی المواہب جلد ۷ صـ۲۳۴)

(۵) اور حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ۔

بیشک خدائے تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھانا حرام فرما دیا ہے۔ تو اللہ کے نبی زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں (ابن ماجہ، مشکوٰۃ صـ۱۲۱)

(۶) اور حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ۔

خدائے تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کے جسموں کو زمین پر کھانا حرام فرما دیا ہے (ابوداؤد، نسائی، دارمی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ صـ۱۲۰)

اللہ تعالیٰ کے فرمان پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ دوسرے مسلمانوں سے کہیں بڑھ کر ہے۔ تو قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیتوں سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ عقیدہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک میری عزت ہے بلکہ میری وجہ سے مسلمانوں کی بھی عزت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میرا وہ مرتبہ ہے کہ اس نے میری رضا کے لئے میرے ذکر کو بلند فرمایا۔ اور حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ وغیرہ سارے انبیائے کرام خدائے تعالیٰ کے نزدیک دنیا و آخرت میں عزت و عظمت والے ہیں۔ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی یہی عقیدہ ہے۔

اور مذکورہ بالا حدیثوں سے معلوم ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام سے صاف لفظوں میں اپنا یہ عقیدہ واضح فرمایا کہ جیسے میں اپنے آگے دیکھتا ہوں ویسے ہی پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔ میرے دیکھنے کے لئے درمیان کی کوئی چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ یہاں تک کہ خشوع جو دل کی ایک کیفیت کا نام ہے وہ بھی مجھ سے پوشیدہ نہیں بلکہ زمین کے اندر آدمیوں پر ہونے والے عذاب کو بھی دیکھتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ ان پر عذاب کیوں ہو رہا ہے۔

اور چوتھی حدیث میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اس عقیدہ کو واضح الفاظ میں بیان فرمایا کہ قیامت تک ہونے والے سارے واقعات کو میں ایسے دیکھتا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو۔ یعنی میں غیب جانتا ہوں۔ اور مذکورہ بالا حدیثوں کو روایت کرنے والے صحابۂ کرام کا بھی یقیناً یہی عقیدہ ہے۔

اور اگر کبھی کوئی غیب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہیں بتایا تو اس لئے کہ یا تو اس کا ظاہر کرنا مصلحت کے خلاف تھا اور یا تو حضور کی اس پر توجہ نہیں تھی۔ جیسے کہ اسٹیشن پر ٹرین کی آمد و رفت کا چارٹ نگاہوں کے سامنے ہوتا ہے مگر جس ٹرین کا وقت آدمی جاننا چاہتا ہے جب تک کہ اس پر توجہ نہیں ہوتی نہیں دیکھ پاتا ہے۔

اور آخر کی دونوں حدیثوں سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کا یہ عقیدہ واضح طور پر معلوم ہوا کہ انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اس لئے کہ اللہ نے زمین پر ان کے جسموں کا کھانا حرام فرما دیا ہے۔

انبیاء کو بھی موت آنی ہے — مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
بس اسی آن کے بعد ان کی حیات — مثل سابق وہی جسمانی ہے

رسول کی عزت اور علم غیب وغیرہ کے متعلق غیر مقلدوں کے عقیدے

رسول کی عزت کے متعلق غیر مقلدوں کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔ ان کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان مطبوعہ مطبع قیومی کانپور کے صـ۱۰ پر لکھا یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی

ذلیل ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدائے تعالیٰ کی ساری مخلوقات میں سب سے بڑے مخلوق ہیں۔ جو حضور کو سب سے بڑا مخلوق نہ مانے وہ مسلمان نہیں۔ اور دوسرے انبیاء و اولیاء وغیرہ حضور سے چھوٹے مخلوق ہیں۔ تو تقویۃ الایمان جو انبیاء اور اولیاء کی شان گھٹانے کے لئے لکھی گئی ہے اس کی مذکورہ بالا عبارت کا یہ مطلب ہوا کہ انبیاء اور اولیاء میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کی شان کے سامنے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے یعنی چمار کی بھی کچھ نہ کچھ تھوڑی بہت عزت اللہ کی شان کے آگے ہے لیکن حضور سید عالم اور دوسرے انبیاء و اولیاء کی اللہ کی شان کے آگے اتنی بھی عزت و وقعت نہیں جتنی کہ ایک چمار کی عزت و وقعت ہے۔ اور اسی کتاب کے صـ۳۸ پر تو صاف لفظوں میں لکھ دیا کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں (العیاذ باللہ تعالیٰ)

اور علم غیب کے بارے میں اسی کتاب کے صـ۱۷ پر لکھا کہ سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے (یعنی نبی ہوں یا ولی وغیرہ) سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان۔ اور صـ۴۲ پر صاف لفظوں میں لکھ دیا کہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر۔

اور اسی کتاب کے صـ۴۲ پر ایک حدیث لکھنے کے بعد فتنہ و فساد کی ف تحریر کی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے افترا کر کے یہ لکھ دیا کہ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں ___ تقویۃ الایمان کی اسی تحریر کی بنیاد پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں غیر مقلدین یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ معاذ اللہ وہ مر کر مٹی میں مل گئے۔ اور ان کے یہ سب عقیدے حضور و صحابۂ کرام

کے عقیدے کے خلاف ہیں۔ اور یہی ان کے جہنمی فرقہ ہونے کا کھلا ہوا ثبوت ہے۔

صحابۂ کرام اور تقلید

کل تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابۂ کرام ہوئے جن میں سے صرف چند صحابہ یعنی چاروں خلیفہ، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت اور حضرت عائشہ صدیقہ وغیرہم مجتہد تھے باقی سب ان کے مقلد۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اس لئے کہ پانچویں پارہ میں خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور جو تم میں اولوالامر ہیں (سورۂ نساء۔ آیت ۵۹)

اس آیت کریمہ میں اولی الامر سے مراد علماء ہیں اصح اقوال میں۔ اس لئے کہ بادشاہوں پر عالموں کی فرمانبرداری واجب ہے اور عالموں پر بادشاہوں کی فرمانبرداری واجب نہیں (تفسیر کبیر جلد اول ص ۲۷۴) اور اس آیت کریمہ کے سب سے بڑے مصداق چاروں خلیفہ ہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ میں حاکم نہیں تھے۔

اور پھر پانچویں پارہ میں اللہ تعالیٰ کا یوں ارشاد ہے۔

وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰۤى اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ۔

جو معاملہ پیش آتا اگر اس کے لئے رسول اور اپنے عالموں کی طرف رجوع کرتے تو ضرور خدا کا حکم جان لیتے وہ جو بہ فکر سے باریک حکم نکالتے ہیں۔ (سورۂ نساء۔ آیت ۸۳)

اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ استنباط یعنی قرآن و حدیث سے قیاس کرکے مسائل نکالنے پر عالم ہی قدرت رکھتے ہیں اور مسلمانوں کو ان کی طرف رجوع کا حکم ہے۔

اور چودھویں پارہ میں خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَسْــٴَـلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔

اے لوگو! اگر تم نہیں جانتے ہو تو علم والوں سے پوچھو۔ (سورۂ نحل۔ آیت ۴۳)

اس آیت کریمہ میں نہ جاننے والوں پر لازم قرار دیا گیا کہ وہ جاننے والوں سے پوچھیں۔ لہٰذا وہ صحابۂ کرام جو مدینہ طیبہ سے دور رہتے تھے وہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی میں بھی اپنے یہاں کے سب سے بڑے عالم صحابی سے مسئلہ پوچھ کر ان کی تقلید کرتے تھے۔

تقلید کسے کہتے ہیں؟

عرف، لغت اور اصطلاح شرع میں بغیر چون و چرا کسی کی بات مان لینے کو تقلید کہتے ہیں۔ چنانچہ جب کہا جاتا ہے کہ زید فلاں کی تقلید کرتا ہے۔ تو اس کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ وہ بغیر سوچے سمجھے فلاں کی بات مانتا ہے۔ اور المنجد میں ہے۔ یقال قلده فی کذا۔ ای تبعه من غیر تامل ولا نظر۔ یعنی غور و فکر کے بغیر اس نے اس کی پیروی کی۔ اور غیاث اللغات میں ہے تقلید مجازاً بمعنی پیروی کسے بے دریافت حقیقت آں یعنی حقیقت دریافت کئے بغیر کسی کی پیروی کرنے کو مجازاً تقلید کہتے ہیں۔ اور مصباح اللغات میں ہے قلده فی کذا۔ اس نے اس کی فلاں بات میں بغیر غور و فکر کے پیروی کی۔ اور حضرت علامہ سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ التقلید عبارۃ عن قبول قول الغیر بلا حجۃ ولا دلیل۔ یعنی حجت و دلیل کے بغیر کسی کی بات مان لینے کو تقلید کہتے ہیں۔

(التعریفات ص۵۷)

لہٰذا وہ صحابۂ کرام جو کسی دور کے قبیلہ میں رہتے تھے۔ ان کی تعلیم کے لئے سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی عالم صحابی کو ان کے یہاں بھیجتے تھے تو وہ لوگ بلا حجت و دلیل اور حکم شرع کی حقیقت دریافت کئے بغیر اس عالم صحابی کی بات مانتے تھے۔ اور اسی کو تقلید کہتے ہیں۔ اور جو صحابہ کہ مدینہ منورہ میں رہتے تھے مگر وہ اونٹوں کے چرانے، باغوں اور کھیتوں میں کام کرنے یا تجارت وغیرہ میں مشغول ہونے کے سبب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں زیادہ حاضری نہیں دے سکتے تھے وہ جانکار صحابہ سے پوچھ کر ان کی پیروی کیا کرتے تھے۔ اور جو حضور کی خدمت میں بآسانی حاضر ہو سکتے تھے وہ ہر مسئلے میں آپ ہی کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ لیکن جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو سارے صحابہ نے خدائے تعالیٰ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے مجتہد صحابہ کی طرف رجوع کیا اور ان کی تقلید کی۔ اس طرح ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ مقلد ہوئے۔

لہٰذا حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی سب صحابۂ کرام ہی کے راستہ پر چلتے ہوئے بڑے بڑے مجتہد عالموں کی پیروی کرتے ہیں اور قرآن و حدیث سے نکالے ہوئے مسائل میں ان کی تقلید کرتے ہیں کہ اصل مذہب صحابہ ہی کا ہے، ان کی اصل حدیث ہے اور حدیث کی اصل قرآن ہے اس طرح اماموں کی تقلید صحابۂ کرام ہی کی پیروی ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ مبارکہ سے جاری ہے۔

لیکن غیر مقلدین چاروں اماموں کی تقلید سے انکار کرتے ہیں، اسے گمراہی قرار دیتے ہیں اور کچھ ان میں سے تقلید کو شرک ٹھہراتے ہیں حالانکہ جاہل عوام اور پڑھے لکھے سب کے سب غیر مقلد اپنے مولویوں کی تقلید ضرور کرتے ہیں۔

غیر مقلدوں کی تقلید

اگرچہ غیر مقلدین چاروں اماموں کی تقلید سے انکار کرتے ہیں مگر ان میں کے چھوٹے بڑے ہر ایک کسی نہ کسی کی تقلید ضرور کرتے ہیں۔ اس لئے کہ ظاہر ہے تجارت کرنے والے کھیتوں میں ہل چلانے والے اور گھسیارے و چرواہے وغیرہ سارے غیر مقلدین قرآن و حدیث سے مسئلہ نکالنے کی قدرت نہیں رکھتے تو وہ اپنے مولویوں کی طرف رجوع کرتے ہیں پھر وہ جو اپنے قیاس سے مسئلہ بتاتے ہیں اس پر وہ عمل کرتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنے مولویوں کی تقلید کرتے ہیں۔

مثال کے طور پر ایک غیر مقلد تانبہ کو پیتل سے بیچنا چاہتا ہے تو ایک کو دوسرے کے برابر یا کم و بیش کر کے نقد اور ادھار بیچنا جائز ہے یا نہیں؟ اسے معلوم کرنے کے لئے اس کو اپنے مولوی کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ اس لئے کہ اس مسئلہ کی وضاحت قرآن و حدیث میں موجود نہیں۔ تو غیر مقلد مولوی خود قیاس کر کے مسئلہ بتائے گا اور اس پر عمل کرائے گا۔ اور مقلد عالم قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنے امام کے بنائے ہوئے اصول پر عمل کرتے ہوئے اس کی جائز اور ناجائز صورتوں کو واضح کرے گا۔ اس طرح غیر مقلد اپنے علاقہ کے موجود مولوی کی تقلید کرتا ہے۔ اور مقلد ساری دنیا کے مانے ہوئے مجتہد عالم دین کی تقلید کرتا ہے۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ عوام غیر مقلدین اپنے مولویوں کی تقلید نہیں کرتے بلکہ ان کی بات مانتے ہیں۔ تو یہ غلط ہے۔ اس لئے کہ وہ حجت و دلیل کے اہل نہیں۔ لہٰذا وہ حجت و دلیل کے بغیر اپنے مولویوں کی بات مانتے ہیں اور اس طرح کسی کی بات ماننے ہی کو تقلید کہتے ہیں۔ جیسا کہ کتابوں کے حوالوں سے پہلے گذر چکا۔

اور رہے ان کے مولوی تو وہ بلا حجت و دلیل اپنے بڑوں کی باتیں مانتے ہیں اس طرح وہ ابن تیمیہ، ابن قیم اور قاضی شوکانی کی تقلید کرتے ہیں۔ جیسا کہ مشہور غیر مقلد نواب وحید الزماں اس پر افسوس ظاہر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ہمارے اہل حدیث بھائیوں نے ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی اور شاہ ولی اللہ اور مولوی اسمٰعیل صاحب کو دین کا ٹھیکیدار بنا رکھا ہے۔ جہاں کسی مسلمان نے ان بزرگوں کے خلاف کسی قول کو اختیار کیا۔ بس اس کے پیچھے پڑ گئے برا بھلا کہنے لگے ــــ بھائیو! ذرا غور تو کرو اور انصاف کرو کہ جب تم نے ابو حنیفہ اور شافعی کی تقلید چھوڑ دی تو ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی جو ان سے بہت متاخر (پیچھے پیدا ہوئے) ہیں۔ ان کی تقلید کی کیا ضرورت ہے (حیات وحید الزماں ص۱۰۲ بحوالہ شیشے کے گھر ص۲)

نواب وحید الزماں کی اس تحریر سے واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ غیر مقلدین امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تقلید سے تو انکار کرتے ہیں مگر ابن تیمیہ ابن قیم اور قاضی شوکانی کی تقلید کرتے ہیں۔

غیر مقلدوں سے سوالات

غیر مقلد عوام اپنے مولویوں کی تقلید کرتے ہیں۔ ہمارے اس دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے مولوی انوار اللہ معرفت صوفی عشرت علی صدیقی مسجد امام بارہ نرکٹہا بانسی ضلع سدھارتھ نگر۔ اور ملک محمد اظہر شاداب دواخانہ سید ولہ چوراہا ڈومریا گنج ضلع سدھارتھ نگر کی طرف سے غیر مقلد مولویوں سے مندرجہ ذیل سوالات کئے گئے۔

۱۔ تانبہ کو پیتل سے برابر، برابر نقد بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ تانبہ کو پیتل سے برابر، برابر اُدھار بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

۳۔ تانبہ کو پیتل سے کم زیادہ کر کے نقد بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

۴۔ تانبہ کو پیتل سے کم زیادہ کر کے اُدھار بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

اور بعض غیر مقلد مولویوں سے اس طرح سوال اجمالاً کیا گیا کہ تانبہ کو پیتل سے برابر، برابر اور کم زیادہ کر کے اُدھار اور نقد بیچنا جائز ہے یا نہیں؟۔ اور چونکہ غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ ہم صرف قرآن و حدیث مانتے ہیں۔ قیاس نہیں مانتے۔ اس لئے ہر ایک مولوی کے پاس یہ نوٹ بھی لکھ دیا گیا کہ مسئلہ کی ہر صورت کا جواب قرآن و حدیث کے حوالوں سے تحریر کریں۔

یہ سوالات درج ذیل غیر مقلد اداروں اور مولویوں کو بھیجے گئے۔

(۱) صدر آل انڈیا اہل حدیث جامع مسجد دہلی۔ (انڈیا)

(۲) جامعہ سلفیہ بنارس (یوپی۔ انڈیا)

(۳) عبید اللہ رحمانی۔ پورہ رانی مبارکپور ضلع اعظم گڈھ (یوپی۔ انڈیا)

(۴) مدیر معہد التعلیم الاسلامی ذاکر نگر۔ نئی دہلی (انڈیا)

(۵) مدرسہ اہل حدیث سراج العلوم کرشنا نگر (نیپال)

(۶) مدرسہ اہل حدیث خیر العلوم ڈومریا گنج۔ ضلع سدھارتھ نگر (یوپی۔ انڈیا)

(۷) مدرسہ اہل حدیث سراج العلوم بونڈیہار۔ ضلع گونڈہ (״ ״ ۔ ״)

(۸) مدرسہ اہل حدیث ریواں پوسٹ ملھوار۔ ہلور (״ ״ ۔ ״)

(۹) مدرسہ اہل حدیث نرکٹہا۔ بانسی ضلع سدھارتھ نگر (״ ״ ۔ ״)

(۱۰) مدرسہ اہل حدیث بانسی خاص ״ ״ (״ ״ ۔ ״)

(۱۱) الجامعۃ المحمدیہ منصورہ۔ مالیگاؤں ضلع ناسک (مہاراشٹر۔ ״)

(۱۲) مدرسہ اہل حدیث اٹوا بازار ضلع سدھارتھ نگر (یوپی۔ انڈیا)

ان میں آخرالذکر دو کے علاوہ کسی نے سوالوں کے جوابات نہیں دیئے۔ جن لوگوں کے پاس کسی کے بدست سوال بھیجے گئے ان میں کے بعض نے تو یہ کہہ کر جواب لکھنے سے انکار کردیا کہ ہمارے بڑے حضرت نے فرمایا ہے کہ کسی کٹر پنتھی سنی کے سوال کا جواب مت لکھنا۔ اور کچھ لوگوں نے یہ کہہ کر سوال واپس کردیا کہ جامعہ سلفیہ بنارس سے فتویٰ منگالیں۔ اور بعض مولویوں نے اپنی بیماری کا بہانہ بنا کر جواب دینے سے چھٹکارا حاصل کرلیا اور کچھ لوگوں نے یہ کہا کہ اس سوال کا جواب لکھوا کر ہم کو پھانسنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ہم نہیں لکھیں گے۔ اور جن لوگوں کے پاس بذریعۂ ڈاک سوال روانہ کیا گیا انھوں نے خاموشی اختیار کرنے اور ردی کی ٹوکری میں جوابی لفافہ کو ڈال دینے ہی میں اپنی بھلائی سمجھی۔

الجامعۃ المحمدیہ منصور مالیگاؤں کے مفتی نے سوال کا جواب دیتے ہوئے پہلے اس مسئلے میں عالموں کے اختلاف کا ذکر کیا پھر آخر میں لکھا۔

> میرے نزدیک اگر تانبہ اور پیتل سکہ کی شکل میں ہوں تو چونکہ دونوں کی جنس ایک ہے مگر علت ثمنیت ایک ہے اس واسطے انھیں کمی بیشی کے ساتھ تو فروخت کرسکتے ہیں مگر اُدھار فروخت نہیں کرسکتے۔ جیسے سونے کو چاندی سے فروخت کرنے کی صورت میں ہے۔ لیکن سکہ کی شکل میں نہ ہوں تو چونکہ علت ثمنیت نہیں رہ جاتی ہے اور جنس بھی الگ الگ ہے اس واسطے کمی بیشی کے ساتھ اور نقد و اُدھار دونوں طرح فروخت کرسکتے ہیں۔
>
> کتبہ [illegible] مل الرحمٰن المدنی الجامعۃ المحمدیہ
>
> منصور مالیگاؤں۔ ۲۰، ۱۲، ۹۳ء

اور مدرسہ اہل حدیث اٹوا بازار ضلع سدھارتھ نگر کے مفتی نے بھی جواب میں پہلے اس مسئلے کے متعلق عالموں کے اختلاف کا تذکرہ کیا پھر اس کے بعد لکھا۔

> سوال جو بطور استفتاء کیا گیا ہے اس میں دو مختلف چیزوں کے آپس میں تبادلہ برابر برابر یا کم و بیش کے ساتھ کی بات کی گئی ہے۔ لیکن جب وہ دو جنس ہیں تو ان کا آپس میں نقد ہو یا اُدھار۔ برابر برابر ہو یا کم و بیش ہر صورت میں بیچنا جائز ہے کہ عبادہ بن صامت کی حدیث میں گیہوں اور جو کو دو صنف شمار کیا گیا ہے۔ ھٰذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب
>
> کتبہ شہاب اللہ جنگ بہادر
>
> ۱۰ دسمبر ۱۹۹۳ء عہ

غیر مقلدوں کے ان دونوں مولویوں نے فتویٰ میں قرآن کی آیت اور ایسی کوئی حدیث نہیں پیش کی جس میں تانبہ کو پیتل سے بیچنے کی جائز اور ناجائز صورتوں کو صاف لفظوں میں بیان کیا گیا ہو بلکہ دونوں مولویوں نے اپنے قیاس سے جواب دیا ہے کہ منصور مالیگاؤں کے مفتی نے جنس اور ثمنیت کی بنیاد پر جائز اور ناجائز ہونے کا حکم لگایا ہے۔ اور اٹوا بازار ضلع سدھارتھ نگر کے مفتی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پر قیاس کیا ہے۔

عہ اسلام میں عربی تاریخ وسنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جاری فرمایا۔ اور غیر مقلدوں کے پیشوا نواب صدیق حسن خاں بھوپالی نے انتقاد الرجیح کے غالباً صـ ۶۲ پر آپ کو صریح گمراہ بتایا ہے جیسا کہ اعلیٰحضرت کے رسالۂ مبارکہ اظہار الحق الجلی کے صـ ۱۱ پر ہے۔ شاید اسی لئے غیر مقلدوں کے دونوں مولوی مفتی ہونے کے باوجود عربی تاریخ وسنہ لکھنے سے گریز کئے ہیں ۱۲ منہ

لہٰذا کھلم کھلا ثابت ہوگیا کہ وہی غیر مقلد جو قیاس کی مخالفت کرتے ہیں اور اسی سبب سے چاروں اماموں کو برا بھلا کہتے ہیں اور ان کی تقلید کو حرام و گمراہی قرار دیتے ہیں وہی غیر مقلد مولوی خود قیاس کرتے ہیں اور اپنے قیاس پر لوگوں کو عمل کراتے ہیں اور ان کے عوام چاروں اماموں کو چھوڑ کر ان کی تقلید کرتے ہیں۔

یہیں سے یہ بات بھی واضح ہوگئی جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے تحریر فرمایا ہے کہ ائمہ کا دامن جو نہ تھامے وہ قیامت تک کوئی اختلافی مسئلہ حدیث سے ثابت نہیں کر سکتا۔ جسے دعویٰ ہو سامنے آئے۔ اور زیادہ نہیں اسی کا ثبوت دے کہ کتا کھانا حلال ہے یا حرام؟ کونسی حدیث میں آیا ہے کہ کتا کھانا حرام ہے؟ آیت نے تو کھانے کی حرام چیزوں کو صرف چار میں حصر فرمایا ہے۔ مردار اور رگوں کا خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جائے۔ تو کتا درکنار۔ سوئر کی چربی اور گردے اور اوجھڑی کہاں سے حرام ہوگی؟ کسی حدیث میں ان کی تحریم نہیں۔ اور آیت میں لحم فرمایا ہے جو ان کو شامل نہیں (فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص۲۲)

غیر مقلدوں کے گمراہی کا ایک اور واضح ثبوت

خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلمانوں کو اس طرح دعا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔

ہمیں سیدھا راستہ چلا۔ ان لوگوں کا راستہ کہ جن پر تو نے احسان فرمایا (سورۂ فاتحہ)

اور جن پر خدائے تعالیٰ نے احسان فرمایا ان کا ذکر پانچویں پارہ میں یوں ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ۔

جو اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ (سورۂ نساء آیت ۶۹)

ان دونوں آیتوں کے مضمون ملانے سے صاف ظاہر ہے کہ صالحین یعنی اولیاء اللہ کا طریقہ سیدھا راستہ ہے تو حضرت ذوالنون مصری، حضرت معروف کرخی، حضرت سری سقطی، حضرت ابراہیم بن ادہم بلخی، حضرت ابو یزید بسطامی، حضرت جنید بغدادی، حضرت سہل بن عبداللہ تستری، حضرت ابوالحسن خرقانی، حضرت ابوبکر شبلی، حضرت داتا گنج بخش لاہوری، حضرت محی الدین بن عربی، حضرت امام محمد غزالی، حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی، سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، حضرت سید احمد کبیر رفاعی، حضرت مولانا رومی، حضرت شیخ فریدالدین عطار، حضرت قطب الدین بختیار کاکی، حضرت صوفی حمیدالدین ناگوری، حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی، حضرت قاضی حمیدالدین ناگوری، حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز، حضرت فریدالدین گنج شکر، حضرت خواجہ باقی باللہ، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء، حضرت شرف الدین یحییٰ منیری، حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی اور حضرت مخدوم مہائمی بمبئی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

دنیائے اسلام کے یہ مشہور ترین اولیاء اللہ، شروع سے لے کر اب تک چاروں اماموں میں سے کسی نہ کسی کی تقلید کر کے ضرور مقلد ہوئے۔ اور اولیاء اللہ کے طریقہ کو خدائے تعالیٰ نے سیدھا راستہ قرار دیا۔ تو واضح طور پر معلوم ہوگیا کہ

جو لوگ ان بزرگوں کے نقش قدم پر نہیں چلتے اور چاروں اماموں میں سے کسی کی تقلید نہیں کرتے وہ غیر مقلد سیدھے راستہ سے ہٹے ہوئے ہیں اور گمراہ و بدمذہب ہیں۔

اور خیال رہے کہ قیامت تک کبھی کوئی ولی غیر مقلد نہیں ہو سکتا۔ اور کوئی غیر مقلد کبھی ولی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ انبیاء کی شان میں گستاخی کرنا غیر مقلدوں کا شیوہ ہے۔ اور ان کی شان میں گستاخی کرنے والا مومن بھی نہیں ہو سکتا ولی ہونا تو بہت بڑی بات ہے۔

نوٹ:۔ غیر مقلدین کو چاہئے کہ توبہ کر کے یا تو مقلد ہو جائیں اور یا تو تقلید کے سبب مذکورہ بالا بزرگوں کے گمراہ ہونے کا اعلان عام کریں۔

غیر مقلدین کی مختصر تاریخ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ ایک دن حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شام اور یمن کے لئے اس طرح دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ يَمَنِنَا قَالُوْا وَفِيْ نَجْدِنَا قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ يَمَنِنَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِيْ نَجْدِنَا فَاَظُنُّهٗ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ۔

اے اللہ! ہمارے لئے شام اور یمن میں برکت نازل فرما (دعا کے وقت نجد کے کچھ لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے) انھوں نے عرض کیا اور ہمارے نجد میں یا رسول اللہ! اس پر حضور نے پھر وہی پہلی دعا کی۔ اے اللہ! ہمارے لئے شام اور یمن میں برکت نازل فرما۔ تو پھر دوبارہ نجد کے لوگوں نے عرض کیا اور ہمارے نجد میں یا رسول اللہ! راوی کا بیان ہے کہ تیسری مرتبہ میں حضور نے فرمایا وہ زلزلوں اور فتنوں کی جگہ ہے اور وہاں سے شیطان کی سینگ نکلے گی (بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۵۱)

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ذو الخویصرہ جو قبیلہ بنی تمیم کا رہنے والا تھا جب اس نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی گردن مارنے کی اجازت چاہی تو حضور نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ یہ اکیلا نہیں ہے۔ اس کے بہت سے ساتھی ہیں جن کی نمازوں اور جن کے روزوں کو دیکھ کر تم اپنی نمازوں اور روزوں کو حقیر سمجھو گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کی حلق کے نیچے نہیں اترے گا (ان سب ظاہری خوبیوں کے باوجود) وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے (بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۲۴، مشکوۃ شریف صفحہ ۵۳۵)

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ ذو الخویصرہ کی گستاخی پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اس کی نسل سے ایک جماعت پیدا ہوگی جو قرآن پڑھے گی لیکن قرآن اس کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پوجنے والوں کو چھوڑ دیں گے (مشکوۃ شریف صفحہ ۵۳۵)

اوپر کی حدیثوں میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہت پہلے جو نجد سے فتنوں کے اٹھنے اور گستاخِ رسول ذو الخویصرہ کی نسل سے ایک ایسی جماعت کے پیدا ہونے کی خبر دی تھی کہ جو مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں

کو چھوڑ دیں گے۔ تو حضور کے ارشاد کے مطابق اسی کے خاندان سے محمد بن عبدالوہاب نجدی پیدا ہوا جس کی ذات سے نجدی فتنہ ظاہر ہوا اور حضور کی پیشین گوئی حرف بحرف صحیح ہوئی کہ اس نے مسلمانوں کا قتل عام کیا مگر بت پرستوں کو چھوڑ دیا۔

اس کی صورت یہ ہوئی کہ محمد بن عبدالوہاب نے مسلمانوں کی دو قسمیں ٹھہرائیں۔ ایک موحد مسلمان۔ دوسرے مشرک مسلمان۔ جو اس کی من گھڑت توحید کو مانتا اسے وہ موحد مسلمان قرار دیتا اور باقی مسلمانوں کو مشرک ٹھہرا کر ان کی جان و مال کے حلال ہونے کا فتویٰ دیتا، انھیں قتل کرتا اور ان کے گھروں کو لوٹتا۔ اس لئے شروع میں زیادہ تر لوٹ مار کے شوقین اور لالچی اس کی جماعت میں شامل ہوئے۔ پھر آہستہ آہستہ دوسرے بہت سے لوگ اس کے ساتھ ہو گئے جن کے ہاتھوں ہزاروں بے گناہ مسلمان قتل ہوئے اور لاکھوں گھر تباہ و برباد ہو گئے۔

حضرت علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

اَتْبَاعُ عَبْدِ الْوَهَّابِ الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوْا عَلَى الْحَرَمَيْنِ وَكَانُوْا يَنْتَحِلُوْنَ مَذْهَبَ الْحَنَابِلَةِ لٰكِنَّهُمْ اِعْتَقَدُوْا اَنَّهُمْ هُمُ الْمُسْلِمُوْنَ وَاَنَّ مَنْ خَالَفَ اِعْتِقَادَهُمْ مُشْرِكُوْنَ وَاسْتَبَاحُوْا بِذٰلِكَ قَتْلَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَقَتْلَ عُلَمَائِهِمْ۔

عبدالوہاب کے ماننے والے نجد سے نکلے اور مکہ معظمہ و مدینہ منورہ پر زبردستی قبضہ کر لیا۔ وہ لوگ اپنا مذہب حنبلی بتاتے ہیں لیکن ان کا عقیدہ یہ ہے کہ صرف وہی لوگ مسلمان ہیں اور جو ان کے اعتقاد کی مخالفت کریں وہ کافر و مشرک ہیں۔ اسی لئے ان لوگوں نے اہل سنت و جماعت اور ان کے عالموں کے قتل کو جائز ٹھہرایا (ردالمحتار جلد ۳ ص ۳۰۹)

اور دیوبندی مسلک کے شیخ الاسلام مولانا حسین احمد ٹانڈوی عرف مدنی

سابق صدر المدرسین دار العلوم دیوبند لکھتے ہیں کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتدائے تیرہویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہل سنت و جماعت سے قتل و قتال کیا، ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا۔ ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھتا رہا ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکالیف شاقہ پہنچائیں۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے۔ بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکالیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہوئے (شہاب ثاقب ص ۲۴)

اور لکھتے ہیں کہ محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم اور تمام مسلمانان دیار مشرک و کافر ہیں۔ اور ان سے قتل و قتال کرنا اور ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے (شہاب ثاقب ص ۴۳)

اور دیوبندی مسلک کے ایک دوسرے مشہور مولانا خلیل احمد انبیٹھی لکھتے ہیں۔

كُفْرُ الْوَهَّابِيَّةِ اَتْبَاعُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الْاُمَّةَ۔

محمد بن عبدالوہاب کے وہابی چیلے امت کی تکفیر کیا کرتے تھے۔ (المہند ص ۲۰)

اور مولانا محمد علی جوہر لکھتے ہیں کہ نجد اور نجدیوں کا یہی کارنامہ ہے کہ مسلمانوں کے خون میں ان کے ہاتھ رنگے ہیں۔ (مقالات محمد علی حصہ اول ص ۲۷)

ہندوستان میں فتنۂ وہابیت

ہندوستان میں عام مسلمان اور بادشاہ سب کے سب ہمیشہ سنی حنفی مقلد رہے اسی لئے انگریزوں نے اس ملک کے سنی مسلمانوں کا حنفی مذہب مان کر اسی

کی کتابیں ہدایہ، فتاویٰ قاضی خاں، فتاویٰ عالمگیری اور درمختار کا انگریزی میں ترجمہ کرایا اور انھیں کتابوں کے مطابق مقدمات کا فیصلہ ہوتا رہا پھر چونکہ اس ملک میں شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے خاندان کا اثر کافی تھا اور مسلمان ان سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ اس لئے مولوی اسمٰعیل دہلوی جو اسی خاندان کے ایک فرد تھے انہوں نے سوچا کہ ابن عبدالوہاب نجدی کی پالیسی پر عمل کر کے اپنے ماننے والوں کا ایک لشکر تیار کر سکتے ہیں جس سے ہندوستان کے تاج و تخت پر ہمارا قبضہ ہو جائے گا۔

اس خیال کے پیش نظر مولوی اسمٰعیل دہلوی نے شیخ نجدی کی کتاب التوحید عربی کا اردو میں چربہ اتارا اور اس کا نام تقویۃ الایمان رکھا۔ اس کے علاوہ اور بھی کچھ کتابیں لکھیں جن میں من گھڑت توحید تحریر کی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء و اولیاء کی شان میں گستاخی کی[1] رسول کو قوم کے چودھری کا درجہ بتایا[2] نماز میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خیال کو زنا کے خیال اور گدھے و بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر قرار دیا[3] نماز میں حضور کی طرف خیال لے جانے والے کو مشرک ٹھہرایا[4] جو حضور کو قیامت کے دن اپنا وکیل اور سفارشی سمجھے اسے ابوجہل کے برابر مشرک بتایا[5]

علی بخش، حسین بخش، پیر بخش اور غلام محی الدین و غلام معین الدین نام رکھنے کو شرک ٹھہرایا[6] کسی نبی یا ولی کے مزارات کی زیارت کے لئے سفر کرنا، ان کے مزار پر شامیانہ کھڑا کرنا، روشنی کرنا، فرش بچھانا، جھاڑو دینا، لوگوں کو پانی پلانا اور ان کے لئے وضو اور غسل کا انتظام کرنا۔ ان ساری چیزوں کو شرک قرار دیا۔[7]

(۱) تقویۃ الایمان صـ ۳۸ و صـ ۳۹ (۲) تقویۃ الایمان صـ ۴۴ (۳) صراط مستقیم فارسی صـ ۸۶ (۴) صراط مستقیم ۸۰ (۵) تقویۃ الایمان صـ ۶ (۶) تقویۃ الایمان صـ ۳ (۷) تقویۃ الایمان صـ ۷ و صـ ۹

غرضکہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے مسلمانوں کو مشرک ٹھہرانے میں شیخ نجدی کی پوری پیروی کی۔ البتہ وہ حنبلی ہونے کا دعویٰ کرتا تھا مگر دہلوی نے اس بات پر زور دیا کہ قرآن و حدیث ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ لہٰذا تقلید کی ضرورت نہیں کہ وہ بدعت و گمراہی ہے۔ اس طرح بقول اعلیٰحضرت فاضل بریلوی ۱۲۲۳ھ میں وہابی غیر مقلد ہندوستان میں پیدا ہوئے۔[8]

غیر مقلدین کو محمد بن عبدالوہاب نجدی کی پیروی ہی کے سبب وہابی کہا جاتا ہے۔ لیکن اس نام کو ناپسند کرتے ہوئے مشہور غیر مقلد مولوی محمد حسین بٹالوی نے انگریزی گورنمنٹ سے بڑی کوششوں کے بعد وہابی نام کی جگہ اہل حدیث منظور کرایا[9] مگر اب نجدی ریالوں کی چمک دمک نے غیر مقلدوں کو پورے طور پر اپنی طرف کھینچ لیا اور وہ بڑے فخر سے اپنا تعلق وہابیت اور محمد بن عبدالوہاب نجدی سے جوڑ کر خوب خوب فائدے اٹھا رہے ہیں۔

غیر مقلدین علمائے دیوبند کی نظر میں ؏

دیوبندیوں کے عقیدے وہی ہیں جو غیر مقلدوں کے عقیدے ہیں۔ مگر اس کے باوجود دیوبندی علماء کی نظر میں غیر مقلدین کیا ہیں؟ اسے جاننے کے لئے مندرجہ ذیل عبارتیں پڑھیں۔

دیوبندیوں کے مشہور مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں کہ مولانا اشرف علی تھانوی

(۸) اظہار الحق الجلی صـ ۹ (۹) دیکھئے مقدمہ حیات سید احمد شہید صـ ۲۶ و سیرت ثنائی صـ ۳۷۲)

؏ اس باب میں آخری دو حوالوں کے علاوہ سارے حوالے علامہ عبدالحکیم شرف قادری کی تصنیف "شیشے کے گھر" سے لئے گئے ہیں ۱۲ منہ

محمد حسین بٹالوی کے بارے میں کہتے ہیں کہ مولانا موصوف غیر مقلد تھے مگر منصف مزاج۔ حضرت (تھانوی صاحب) نے فرمایا کہ میں نے خود ان کے رسالہ "اشاعۃ السنہ" میں ان کا یہ مضمون دیکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پچیس سال کے تجربہ سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدی بے دینی کا دروازہ ہے۔ حضرت گنگوہی نے اس قول کو سبیل السداد میں نقل کیا ہے (مجالس حکیم الامت ص۲۴۲)

اور لکھتے ہیں کہ حضرت تھانوی نے ارشاد فرمایا کہ غیر مقلدی بے عقلی کی دلیل ہے، بے دینی کی نہیں۔ ہاں جو ائمہ مجتہدین پر تبرا کرے تو بے دینی ہے (مجالس حکیم الامت ص۲۳۴)

اور مولوی اشرف علی تھانوی نے کہا کہ ایسے ہی اکثر غیر مقلدین ہیں۔ حدیث کا تو نام ہی نام ہے۔ محض قیاسات ہی قیاسات ہیں۔ اپنے ہی مقلد ہیں حدیث کی تو ہوا بھی نہیں لگی اور ایک چیز کا تو ان میں نام و نشان نہیں، وہ ادب ہے۔ نہایت ہی گستاخ اور بے ادب ہوتے ہیں جو جس کو چاہتے ہیں کہہ ڈالتے ہیں۔ بڑے جری ہیں اس باب میں اور بزرگوں کی شان میں گستاخی کرنے والا بڑے ہی خطرے میں ہوتا ہے سوءِ خاتمہ کا (افاضات یومیہ جلد۴ ص۲۴)

تھانوی صاحب نے اور کہا کہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اکثر غیر مقلدوں کے مذہب کا حاصل مجموعۂ رُخص (رخصتوں پر عمل کرنا) ہے جس کا نتیجہ اکثر بددینی ہے (افاضات یومیہ ج۴ ص۲۶۹)

تھانوی صاحب نے اور کہا کہ غیر مقلد ہونا تو بہت آسان ہے۔ البتہ مقلد ہونا مشکل ہے۔ کیونکہ غیر مقلدی میں تو یہ ہے کہ جو جی میں آیا کر لیا۔ جسے چاہا بدعت کہہ دیا۔ جسے چاہا سنت کہہ دیا۔ کوئی معیار ہی نہیں۔ مگر مقلد ایسا نہیں کر سکتا۔ اس کو قدم قدم پر دیکھ بھال کرنے کی ضرورت ہے۔ بعضے آزاد

غیر مقلدوں کی ایسی مثال ہے کہ جیسے سانڈ ہوتے ہیں اس کھیت میں منہ مارا اُس کھیت میں منہ مارا۔ نہ کوئی کھونٹا ہے نہ تھان ہے۔ (افاضات یومیہ جلد۴ ص۲۹۴)

تھانوی صاحب اور کہتے ہیں کہ اکثر پکے محب دنیا ہیں۔ بزرگوں سے بدگمانی اس قدر بڑھی ہوئی ہے جس کا کوئی حد و حساب نہیں۔ اور اس سے آگے بڑھ کر یہ ہے کہ بدزبانی تک پہنچے ہوئے ہیں۔ ادب اور تہذیب ان کو چھو بھی نہیں گئے۔ ہاں بعضے محتاط بھی ہیں وَقَلِیْلٌ مَّا هُمْ (اور وہ بہت تھوڑے ہیں۔ افاضات یومیہ جلد۱ ص۲۲۲)

تھانوی صاحب اور کہتے ہیں کہ بعضے غیر مقلدوں میں تشدد بہت ہوتا ہے۔ طبیعت میں شر ہوتا ہے اور مجھے تو الا ماشاء اللہ ان کی نیت پر بھی شبہہ ہے سنت سمجھ کر شاید ہی کوئی عمل کرتے ہوں۔ مشکل ہی سا معلوم ہوتا ہے (افاضات یومیہ جلد۱ ص۳۰۹)

پھر تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ آج کل کے اکثر غیر مقلدوں میں تو سوءِ ظن (بدگمانی) کا خاص مرض ہے۔ کسی کے ساتھ بھی حسن ظن نہیں رکھتے۔ بڑے ہی جری ہوتے ہیں جو جی میں آتا ہے جس کو چاہتے ہیں جو چاہیں کہہ ڈالتے ہیں۔ ایک سنت کی حمایت میں دوسری سنت کا ابطال کرنے لگتے ہیں۔ (افاضات یومیہ جلد۲ ص۳۲۲)

اور ہفت روزہ خدام الدین لاہور کے سابق مدیر محمد سعید الرحمن علوی لکھتے ہیں دعویٰ اہل حدیث ہونے کا ہے لیکن حالت یہ ہے کہ نیچریت، انکار حدیث، قادیانیت سمیت اکثر و بیشتر فرقوں کے بانی غیر مقلدیت کے بطن سے پیدا ہوئے (تقدیم اہل حدیث اور انگریز ص۳)

اور مولوی بشیر احمد قادری دیوبندی مدرس مدرسہ قاسم العلوم فقیروالی (پاکستان) لکھتے ہیں کہ ہندوستان میں اس (غیر مقلد) فرقے کا ظہور و وجود انگریز کی نظر کرم اور چشم التفات کا رہین منت ہے۔ ہندوستان میں جب انگریز نے اپنے منحوس قدم جمائے تو اس نے مسلمانوں میں انتشار و خلفشار اختلاف وافتراق اور تشتت ولامرکزیت پیدا کرنے کے لئے "لڑاؤ اور حکومت کرو" کے شاطرانہ اصول کے تحت یہاں کے باشندگان کو مذہبی آزادی دی۔ ...... کیونکہ وہ ابلیسِ سیاست تھا بنابریں وہ بخوبی جانتا تھا کہ مذہبی آزاد خیالی ہی تمام فتنوں کا منبع، مصدر اور سرچشمہ ہے۔ اس مذہبی آزادی کے نتیجہ میں فرقہ غیر مقلدین ظہور پذیر ہوا۔ (اہل حدیث اور انگریز ص۶)

پھر آخر میں بطور خلاصہ لکھتے ہیں۔ کیا وہ جماعت (جس کے بانی اور موسس ایسے گھناونے کردار اور گھٹیا ذہن کے مالک ہوں کہ جن کی ساری زندگی انگریز پرستی اور اسلام دشمنی میں گذری ہو، جن کی زندگی کا مشن اور نصب العین ہی انگریز کی وفاداری اور جاں نثاری ہو، جو انگریز سرکار کے مقاصد کی تکمیل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے ہوں) محب وطن اور ملک وملت کی غم خوار اور بہی خواہ ہوسکتی ہے؟ کیا ایسی جماعت صحیح اسلام کی علم بردار ہوسکتی ہے؟ نہیں۔ اور یقیناً نہیں ...... جب ان کے اکابر (بڑوں) کے کردار کا یہ حال ہے تو ان کے اصاغر (چھوٹوں) کے کردار کا اندازہ ناظرینِ کرام بخوبی لگا سکتے ہیں۔ ع

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

(اہل حدیث اور انگریز ص۱۰۴-۱۰۵)

اور دیوبندیوں کے مشہور مولانا قاضی محمد عبد القوی ملتانی منکرین حدیث کے تعاقب میں لکھتے ہیں کہ اس فتنے کے بانیوں اور قائلین میں مندرجہ ذیل کو ہم

مقلدینِ مغرب کے نام نظر آتے ہیں۔

(۱) عبد اللہ چکڑالوی۔ یہ لاہور کی کسی مسجد میں امام تھا اور مسلک غیر مقلدین کا پابند، حضرات ائمۂ اربعہ اور حضرات محدثین کے بارے میں ناشائستہ کلمات اور سب وشتم روا رکھتا تھا۔ بعد میں اپنی بدفہمی اور غیر مقلدیت کے پیش نظر کتب احادیث کا انکار کرتے ہوئے حجیت حدیث کا منکر ہوگیا۔

(۲) سر سید احمد خاں اور غیر مقلد عالم مولوی چراغ علی بھی اس فتنے میں عبد اللہ چکڑالوی کے ہم خیال بن گئے اور ان بدطینت انسانوں نے اسلام میں تحریف کا سلسلہ شروع کیا اور اہل تجدد اور اہل قرآن کے نام سے موسوم ہونے لگے۔ آج کل مولوی اسلم جیراج پوری ہندوستان میں اور غلام احمد پرویز (یہ بھی اپنے پیشواؤں کی طرح غیر مقلد ہے) پاکستان میں، انھیں کے معنوی وروحانی اولاد ہیں۔ بحر العلوم علامہ محمد زاہد الکوثری الترکی فرماتے ہیں۔

العجیب ان الاکثر من منکری الحدیث کانوا غیر مقلدین و بعض من غیر مقلدین صاروا رافضیین وبعض منها صاروا قادیانیین کنور الدین النائب الاول لمرزا القادیانی الملعون وغیرہ لان عدم التقلید ھو للامذھبیۃ واللامذھبیۃ قنطرۃ الالحاد۔

تعجب ہے کہ بہت سے (چکڑالوی یعنی) حدیث کے نہ ماننے والے پہلے غیر مقلد تھے۔ اور کچھ غیر مقلدین میں سے رافضی ہوگئے۔ اور کچھ غیر مقلدین ہی میں سے قادیانی ہوگئے جیسے نورالدین جو کہ مرزا (غلام احمد) قادیانی ملعون کا پہلا جانشین ہے۔ اور اس کے علاوہ دوسرے بھی۔ اس لئے کہ تقلید نہ کرنا لامذہبیت ہے اور لامذہبیت کفر وبے دینی کا پل ہے۔ (لہٰذا تقلید نہ کرنا کفر وبے دینی کا پل ہے) عہ

عہ ترجمہ از مولانا محمد شہاب الدین نوری

اس موقف کی تائید امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری اور علامہ نواب صدیق حسن خانصاحب کے گیارہ عالم غیر مقلد رفقا اور ساتھی غیر مقلدیت کے جوش و ولولہ میں نواب صاحب کو چھوڑ کر مسیلمۂ پنجاب مرزا قادیانی کے مرید جا بنے۔ جس پر نواب صاحب نے غیر مقلدیت کے مضرات پر قلم اٹھایا اور مضامین لکھے (کشف المعضلات فی حل سوالات لجامع الترمذی ص۲۳ مطبوعہ دار الکتاب دیوبند)

اور دار العلوم دیوبند کے مشہور مفتی مہدی حسن شاہ جہاں پوری لکھتے ہیں "کچھ تجربہ اس امر کا یقین دلاتا ہے کہ انسان غیر مقلد ہو کر بدتہذیب، بدزبان بے باک بہت ہو جاتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عادات و اخلاق سے کوسوں دور ہو جاتا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ نہ مسلمانوں کو گالیاں دینے سے کچھ باک ہوتا ہے۔ نہ صحابی کو فاسق کہنے سے ننگ معلوم ہوتا ہے۔ نہ حدیث کے خلاف سے شرم معلوم ہوتی ہے۔ نہ قرآن کی مخالفت کرنے سے۔ (قطع الوتین بر ۱ ص۲۱)

غیر مقلدوں کے چند اہم اصول

غیر مقلدین کچھ ایسے اہم اصول بنائے ہوئے ہیں جن پر وہ سختی کے ساتھ عمل کر کے اپنا نیا مذہب پھیلانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔

پہلا اصول ان کا سب سے پہلا اصول یہ ہے کہ اگلے زمانہ کے بزرگوں کی کوئی بات ہرگز نہ سنی جائے۔ چاہے وہ ساری دنیا کے مانے ہوئے بزرگ کیوں نہ ہوں۔ مثال کے طور پر غوث صمدانی قطب ربانی

محبوب سبحانی حضور سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے حالات و کرامات اور فضائل و مناقب پر حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی ہر مذہب کے محدثین کرام اور علمائے عظام نے بے شمار کتابیں لکھیں اور جن کی عظمت و بزرگی کا ڈنکا سارے عالم میں بج رہا ہے۔ انھوں نے خود تحریر فرمایا۔

وَهِيَ حَالَةُ الْفَنَاءِ الَّتِيْ هِيَ غَايَةُ اَحْوَالِ الْاَوْلِيَاءِ وَالْاَبْدَالِ ثُمَّ قَدْ يُرَدُّ اِلَيْهِ التَّكْوِيْنُ فَيَكُوْنُ جَمِيْعُ مَا يُحْتَاجُ اِلَيْهِ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَهُوَ قَوْلُهُ جَلَّ وَعَلَا فِيْ بَعْضِ كُتُبِهِ يَا ابْنَ آدَمَ اَنَا اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا اَقُوْلُ لِلشَّيْءِ كُنْ فَيَكُوْنُ اَطِعْنِيْ اَجْعَلْكَ تَقُوْلُ لِلشَّيْءِ كُنْ فَيَكُوْنُ۔

اور یہی فنا کی حالت ہے جو اولیا و ابدال کے حالتوں کی انتہا ہے۔ پھر ان کو تکوین (یعنی کن کہنا) عطا کیا جاتا ہے تو پھر ان کو جس چیز کی بھی حاجت ہوتی ہے وہ سب کچھ باذن اللہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ خدائے تعالیٰ کا ارشاد اس کی بعض کتابوں میں ہے کہ اے ابن آدم! میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں وہ ہوں کہ کسی چیز کو کہتا ہوں ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ تو بھی میری فرمانبرداری کر میں تجھے بھی ایسا کردوں گا کہ تو بھی کسی چیز کو کہے گا کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گی۔ (فتوح الغیب مع بہجۃ الاسرار ص۱۰۹)

لہٰذا جو مسلمان حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات مانے گا وہ کبھی غیر مقلد نہیں ہو سکتا کہ ان کے مذہب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے تو دوسروں کے مرتبۂ تکوین پر پہنچنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ـــــ اس لئے ان کے سارے اصولوں میں سب سے اہم اصول یہی ہے کہ پہلے کے بزرگوں میں سے کسی کی کوئی بات ہرگز نہ سنی جائے۔

دوسرا اصول غیر مقلدوں کا دوسرا اہم اصول یہ ہے کہ قرآن مجید کی

تفسیر لکھنے والے بڑے بڑے مفسرین اور قرآن و حدیث سے مسائل نکالنے والے بڑے بڑے مجتہدین میں سے کسی کی کوئی تفسیر اور کسی مجتہد کی کوئی بات ہرگز نہ مانی جائے اس لئے کہ قرآن و حدیث ہر شخص سمجھ سکتا ہے اس کے لئے بڑے علم کی ضرورت نہیں۔ مثلاً دنیائے اسلام کے مشہور مفسر قرآن حضرت علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پ۱۵ رکوع ۱۳ کی آیت کریمہ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْکَھْفِ الخ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں۔

اَلْعَبْدُ اِذَا وَاظَبَ عَلَى الطَّاعَاتِ بَلَغَ الْمَقَامَ الَّذِیْ یَقُوْلُ اللّٰهُ کُنْتُ لَهٗ سَمْعًا وَّبَصَرًا۔ فَاِذَا صَارَ نُوْرُ جَلَالِ اللّٰهِ سَمْعًا لَّهٗ، سَمِعَ الْقَرِیْبَ وَالْبَعِیْدَ۔ وَاِذَا صَارَ ذٰلِكَ النُّوْرُ بَصَرًا لَّهٗ رَاَى الْقَرِیْبَ وَالْبَعِیْدَ۔ وَاِذَا صَارَ ذٰلِكَ النُّوْرُ یَدًا لَّهٗ قَدَرَ عَلَى التَّصَرُّفِ فِی السَّهْلِ وَالصَّعْبِ وَالْقَرِیْبِ وَالْبَعِیْدِ۔

جب کوئی بندہ نیکیوں پر ہمیشگی اختیار کرتا ہے تو اس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کُنْتُ لَهٗ سَمْعًا وَّبَصَرًا فرمایا ہے (۱) تو جب اللہ کے جلال کا نور اس کی سمع ہو جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی آواز کو سن لیتا ہے۔ اور جب یہی نور اس کی بصر ہو جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی چیزوں کو دیکھ لیتا ہے۔ اور جب یہی جلال کا نور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہے تو وہ بندہ آسان و مشکل اور دور و نزدیک کی چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۴۸۰)

اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

اَنْتَ الَّذِیْ لَمَّا تَوَسَّلَ بِكَ اٰدَمُ مِنْ زَلَّةٍ فَازَ وَهُوَ اَبَاكَا

یعنی آپ ہی وہ ہیں کہ جب حضرت آدم نے آپ کو وسیلہ بنایا تو وہ دعا کی مقبولیت سے کامیاب ہوئے حالانکہ

(۱) بخاری شریف جلد ۲ ص ۹۶۳ کی مشہور حدیث قدسی اِذَا اَحْبَبْتُهٗ کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ الخ کی جانب اشارہ ہے۔

آپ کے باپ ہیں (قصیدۂ نعمانیہ)

اور حضرت علامہ ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

اَرْجُوْ بِهِمْ اُعْطٰی غَدًا بِیَدِ الْیَمِیْنِ صَحِیْفَتِیْ ۔ اٰلُ النَّبِیِّ ذَرِیْعَتِیْ وَهُمْ اِلَیْهِ وَسِیْلَتِیْ

یعنی آل نبی میرے لئے ذریعۂ نجات ہیں اور وہ اللہ کی بارگاہ میں میرے لئے وسیلہ ہیں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ ان کے طفیل کل (قیامت کے دن) اللہ میرا نامۂ اعمال میرے داہنے ہاتھ میں دے گا۔

(صواعق محرقہ ص ۱۸۰)

امام رازی کی تفسیر میں تو یہ ہے کہ نیکیوں پر ہمیشگی کرنے سے جب اللہ کے جلال کا نور بندے کا کان، آنکھ اور ہاتھ ہو جاتا ہے تو وہ بغیر کسی مشین کے دور کی آواز کو سنتا ہے، دور کی چیزوں کو دیکھتا ہے اور عالم میں تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔ اور حضرت امام اعظم و حضرت امام شافعی کے اشعار سے وسیلہ کا جائز ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ باتیں غیر مقلدین کے یہاں شرک ہیں۔ اس لئے انھوں نے یہ دوسرا اصول بنایا کہ ہم کسی مفسر اور کسی مجتہد کی بھی کوئی بات ہرگز نہیں سنیں گے۔

نواب وحید الزماں جو خود بھی غیر مقلد ہیں وہ اس طرح کی آزادی پر اپنے بھائیوں کو تنبیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ غیر مقلدوں کا گروہ جو اپنے تئیں اہل حدیث کہتے ہیں۔ انھوں نے ایسی آزادی اختیار کی ہے کہ مسائل اجماعی کی پروا نہیں کرتے نہ سلف صالحین اور صحابہ و تابعین کی۔ قرآن کی تفسیر صرف لغت سے اپنی من مانی کر لیتے ہیں۔ حدیث شریف میں جو تفسیر آ چکی ہے اس کو بھی نہیں سنتے (حیات وحید الزماں ص ۱۰۲ بحوالہ شیشے کے گھر ص ۱۹)

سلف صالحین اور صحابہ و تابعین کی پروا نہ کرنے اور جو تفسیر کہ حدیث

شریف میں آچکی ہے اس کے بھی نہ سننے ہی کا نتیجہ ہے کہ غیر مقلدوں کے مشہور مناظر مولوی ثناء اللہ امرتسری نے جو قرآن مجید کی من مانی تفسیر لکھی ہے غیر مقلدوں نے بھی اس کی سخت مخالفت کی ہے ۔ چنانچہ اس مذہب کے ماننے ہوئے عالم مولوی عبد اللہ غزنوی کے شاگرد مولوی عبد الحق غزنوی اس تفسیر کے بارے میں یوں تحریر کرتے ہیں ۔ "الفاظ غلط، معانی غلط، اسنادلات غلط ۔ بلکہ تحریف میں یہودیوں کی بھی ناک کاٹ لی (الاربعین ص ۳ بحوالہ شیشے کے گھر ص ۱۲۲)

تیسرا اصول

غیر مقلدین کا تیسرا اہم اصول یہ ہے کہ ہر مسئلے میں آسان صورت اختیار کی جائے ۔ اور اگر اس کے خلاف کوئی حدیث پیش کرے تو اسے ضعیف کہہ کر رد کر دیا جائے ۔ اس لئے کہ انسان کی خاصیت ہے کہ وہ آسانی کو پسند کرتا ہے ۔ تو حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی سب ہمارے مذہب کی آسانی دیکھ کر اپنا پرانا مذہب چھوڑ دیں گے اور غیر مقلد ہو کر ہمارا نیا مذہب قبول کر لیں گے ۔

تراویح

غیر مقلدوں کی آٹھ رکعت تراویح کا مسئلہ بھی اسی اصول کے تحت ہے کہ مسلمان دن بھر روزہ رکھنے کے ساتھ کاروبار کی مشغولیت کے سبب تھک جاتے ہیں اور کھانے کے بعد چاہتے ہیں کہ جلد آرام کریں ۔ تو انھوں نے بیس رکعت تراویح کی بجائے آٹھ رکعت کر دی تا کہ مسلمان بارہ رکعت کی چھوٹ پاکر غیر مقلد ہو جائیں اور وہ ہمارا نیا مذہب قبول کر لیں ۔ حالانکہ صحابی رسول حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف مروی ہے انھوں نے فرمایا ۔

كُنَّا نَقُوْمُ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَالْوِتْرِ ۔ رواه البيهقي في المعرفة)

ہم صحابۂ کرام حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعت (تراویح) اور وتر پڑھتے تھے ۔ (بیہقی)

اس حدیث شریف کے بارے میں مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد دوم ص ۱۷۵ میں ہے ۔

قَالَ النَّوَوِيُّ فِي الْخُلَاصَةِ إِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ ۔

امام نووی شافعی نے خلاصہ میں فرمایا کہ اس روایت کی اسناد صحیح ہے ۔

اور حضرت یزید بن رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف روایت ہے ۔ انھوں نے فرمایا ۔

كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں لوگ تیئیس رکعت پڑھتے تھے (یعنی بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر ۔ موطا امام مالک ص ــــ)

اور حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں ۔

اَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى مَا رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ وَّعُمَرَ وَغَيْرِهِمَا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ هٰكَذَا اَدْرَكْتُ بِبَلَدِنَا مَكَّةَ يُصَلُّوْنَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً ۔

اکثر عالموں کا اسی پر عمل ہے جو حضرت مولا علی، حضرت عمر فاروق اعظم اور دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بیس رکعت تراویح منقول ہے اور سفیان ثوری، ابن مبارک اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم بھی یہی فرماتے ہیں (کہ تراویح بیس رکعت ہے) اور امام شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا کہ ہم نے اپنے شہر مکہ معظمہ میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھتے پایا ہے (ترمذی شریف ص ۹۹)

اور عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۵ ص ۳۵۵ میں ہے ۔

قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَهُوَ قَوْلُ جُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ وَبِهٖ قَالَ الْكُوْفِيُّوْنَ وَالشَّافِعِيُّ وَاَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ وَهُوَ الصَّحِيْحُ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ مِّنْ غَيْرِ خِلَافٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ۔

علامہ ابن عبد البر نے فرمایا (بیس رکعت تراویح) جمہور علماء کا قول ہے۔ علمائے کوفہ، امام شافعی اور اکثر فقہا یہی فرماتے ہیں اور یہی صحیح ہے۔ حضرت ابی بن کعب سے منقول ہے اس میں صحابہ کا اختلاف نہیں۔

اور مولانا عبد الحی صاحب فرنگی محلی عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ جلد اول ص۱۷۵ پر لکھتے ہیں۔

ثَبَتَ اِهْتِمَامُ الصَّحَابَةِ عَلٰى عِشْرِيْنَ فِيْ عَهْدِ عُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ فَمَنْ بَعْدَهُمْ اَخْرَجَهٗ مَالِكٌ وَّابْنُ سَعْدٍ وَالْبَيْهَقِيُّ وَغَيْرُهُمْ۔

حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں اور ان کے بعد بھی صحابۂ کرام کا بیس رکعت تراویح پر اہتمام ثابت ہے۔ اس مضمون کی حدیث کو امام مالک، ابن سعد اور امام بیہقی وغیرہم نے تخریج کی ہے۔

لیکن غیر مقلدین کے نزدیک بیس رکعت تراویح کی حدیثیں غلط، اس مضمون کی حدیثیں تخریج کرنے والے امام مالک، ابن سعد اور امام بیہقی غلط، صحابۂ کرام کا بیس رکعت تراویح پڑھنا غلط، بڑے بڑے امام، حضرت سفیان ثوری، حضرت ابن مبارک اور حضرت امام شافعی کا تراویح کو بیس رکعت قرار دینا غلط، جمہور علماء کا قول غلط اور مکہ شریف والوں کا بیس رکعت پڑھنا بھی غلط۔ یہاں تک کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جن کے ماننے کا یہ دم بھرتے ہیں انھوں نے جو اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم ص۱۸ پر لکھا کہ عَدَدُهٗ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً (یعنی تراویح کی تعداد بیس رکعت ہے)

وہ بھی غلط۔ اس لئے کہ تراویح کے مسئلہ میں اگر وہ شاہ ولی اللہ کی تحقیق مان لیں تو بیس رکعت پڑھنے میں نفس کو تکلیف ہوگی۔ اور سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ مقلدین کو غیر مقلد وہابی بنانے کا بہت بڑا ذریعہ ہاتھ سے جاتا رہے گا۔

اور اسی بنیاد پر کہ لوگ غیر مقلد ہو جائیں ان کا یہ مسئلہ بھی ہے کہ تجارت کے مال اور چاندی سونا کے زیورات میں زکوٰۃ واجب نہیں (۱)

قربانی غیر مقلدوں کے نزدیک چار دن قربانی جائز ہونے کی بنیاد بھی اسی تیسرے اصول پر ہے تاکہ سہولت و آسانی اور چوتھے دن بھی گوشت کی فراوانی دیکھ کر لوگ ہمارا نیا مذہب قبول کر لیں۔ حالانکہ حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حدیث شریف مروی ہے۔ انھوں نے فرمایا۔

اَيَّامُ النَّحْرِ ثَلَاثَةٌ اَفْضَلُهَا اَوَّلُهَا

قربانی کے دن تین ہیں۔ ان میں کا افضل پہلا دن ہے (ہدایہ جلد ۴ ص۴۳۱)

اور حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔

اَلْاَضْحٰى يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ الْاَضْحٰى

عید اضحیٰ کے بعد قربانی دو دن ہے (موطا امام مالک ص۱۹۸ مطبوعہ رحیمیہ دیوبند)

مسلمانوں نے ان حدیثوں کو قبول کیا اور ان پر عمل کیا۔ اس طرح ہمیشہ سے وہ تین ہی دن قربانی کرتے چلے آئے۔ یہاں تک کہ مکہ شریف میں بھی تین ہی دن قربانی ہوتی ہے۔ لیکن غیر مقلدوں کے نزدیک یہ حدیثیں غلط سارے دنیا کے مسلمانوں کا تین ہی دن قربانی جائز سمجھنا غلط بلکہ مکہ شریف

(۱) دیکھئے غیر مقلدوں کے پیشوا نواب صدیق حسن خان بھوپالی کی تصنیف بدور الاہلہ ص۱۰۱ و ۱۰۲

والوں کا تین ہی دن قربانی کرنا وہ بھی غلط۔

ہم کہتے ہیں اگر قربانی چار دن جائز ہوتی تو ایام تشریق بھی چار دن ہوتے حالانکہ وہ صرف تین دن ہیں اس لئے کہ تشریق کے معنیٰ ہیں گوشت کو ٹکڑے کرنا اور دھوپ میں خشک کرنا۔ چونکہ عرب والے ۱۰ ذی الحجہ کا گوشت ۱۱ کو، ۱۱ کا گوشت ۱۲ کو اور ۱۲ ذی الحجہ کا گوشت ۱۳ کو دھوپ میں خشک کرتے تھے اس لئے ۱۱ سے ۱۳ ذی الحجہ کل تین دن ایام تشریق ہوئے۔ مصباح اللغات میں ہے شرق اللحم گوشت کے ٹکڑے کرنا اور دھوپ میں خشک کرنا المنجد میں ہے۔

اَیَّامُ التَّشْرِیْقِ ھِیَ ثَلَاثَۃُ اَیَّامٍ لِاَنَّ لُحُوْمَ الْاَضَاحِیْ تُشَرَّقُ فِیْھَا	ایام تشریق (عید اضحیٰ کے بعد) تین دن ہیں اس لئے کہ قربانی کا گوشت ان دنوں میں خشک کیا جاتا ہے۔

اور صراح میں ہے ایام تشریق سہ روز بعد از نحر۔ اور مصباح اللغات میں ہے ایام تشریق عید الاضحیٰ کے بعد تین دن۔ اس لئے کہ ان دنوں میں قربانی کا گوشت خشک کیا جاتا ہے۔

لغت کی کتابوں سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ ایام تشریق تین ہی دن ہیں۔ اور جب ایام تشریق تین ہی دن ہیں تو قربانی کے دن بھی تین ہی ہیں۔ اگر قربانی چار دن ہوتی تو یقیناً ایام تشریق بھی چار دن ہوتے۔ اس لئے کہ جب ۱۰ ذی الحجہ پہلے دن کا گوشت عرب والے ۱۱ کو سکھاتے تھے تو کئی دن مسلسل گوشت کھانے کے بعد ۱۳ ذی الحجہ کا گوشت ۱۴ کو بدرجۂ اولیٰ سکھاتے اس طرح تین دن کی بجائے چار دن ایام تشریق ضرور ہو جاتے۔ لیکن ہیں وہ تین ہی دن۔ جس سے معلوم ہوا کہ قربانی کے دن بھی تین ہی ہیں۔ غیر مقلدوں

نے صرف سہولت و آسانی اور چار دن تک گوشت کی فراوانی عوام کو دکھا کر اپنی طرف کھینچنے کے لئے چار دن قربانی کو جائز کر رکھا ہے ـــــــ اور اسی بنیاد پر کہ لوگ سہولت و آسانی دیکھ کر غیر مقلد ہو جائیں ان کا یہ مسئلہ بھی ہے کہ ایک بکرا کی قربانی پورے گھر والوں کی طرف سے کافی ہے اگرچہ سو آدمی ہوں(۱)

ایک نیا مذہب اور ابھر رہا ہے جو غیر مقلدوں سے سیکھ کر عوام کو پھانسنے کے لئے قربانی کے مسئلہ میں اور سہولت و آسانی پیش کر رہا ہے۔ وہ کہتا ہے مرغی، مرغا کی قربانی بھی جائز ہے۔ اور جس طرح بیل اور بھینس وغیرہ کی قربانی سات آدمی کی طرف سے جائز ہے اسی طرح بکری، بکرا اور مرغی مرغا کی قربانی بھی سات آدمی کی طرف سے جائز ہے۔ اور یہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے معاذ اللہ(۲) العیاذ باللہ تعالیٰ۔

سچ فرمایا مخبر صادق حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ

یَکُوْنُ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ یَاْتُوْنَکُمْ مِنَ الْاَحَادِیْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاءُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یُفْتِنُوْنَکُمْ۔ رواہ مسلم	آخری زمانہ میں (ایک گروہ) دجالوں اور کذابوں یعنی فریب دینے والوں اور جھوٹ بولنے والوں کا ہوگا وہ تمہارے سامنے ایسی باتیں لائیں گے جن کو نہ تم نے کبھی سنا ہوگا نہ تمہارے باپ دادا نے۔ تو ایسے لوگوں سے بچو اور انھیں اپنے قریب نہ آنے دو تاکہ وہ تمہیں گمراہ نہ کریں اور نہ فتنہ میں ڈالیں (مسلم مشکوٰۃ ص ۲۸)

طلاق غیر مقلدوں کے نزدیک تین طلاق سے ایک ہی طلاق پڑنے کے مسئلہ

(۱) دیکھئے غیر مقلدوں کے پیشوا نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کی تصنیف بدور الاہلہ ص ۳۲۱

(۲) دیکھئے استفسار فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم ص ۴۵۱

کی بنیاد بھی اسی تیسرے اصول پر ہے کہ عام طور سے لوگ تین طلاق دے بیٹھتے ہیں پھر چاہتے ہیں کہ عورت ہاتھ سے جانے نہ پائے تو حنفی اور شافعی وغیرہ سب لوگ کہتے ہیں کہ حلالہ کرانا پڑے گا جس میں دوسرے شوہر کا کم سے کم ایک بار ہمبستری کرنا بھی ضروری ہے۔ تو اس سے لوگوں کو بڑی غیرت معلوم ہوتی ہے لہٰذا ہم لوگ یہ صورت اختیار کریں کہ ایک دم تین طلاقوں سے ایک ہی طلاق پڑنے کا حکم کریں تاکہ تین طلاق دینے والے حلالہ سے بچنے کے لئے ہماری طرف آجائیں اور ہمارا اپنا مذہب قبول کر کے غیر مقلد وہابی ہو جائیں۔

واضح رہے کہ اگر ابھی صرف نکاح ہوا اور ہمبستری نہیں ہوئی کہ شوہر نے ایک دم تین طلاقیں اپنی بیوی کو اس طرح دیں کہ تجھے طلاق ہے۔ طلاق ہے۔ طلاق ہے۔ تو اس صورت میں سب کے نزدیک صرف ایک ہی طلاق پڑے گی۔ اس لئے کہ جب شوہر نے پہلی بار کہا تجھے طلاق ہے تو عورت اسی وقت فوراً اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اور چونکہ ایسی عورت کے لئے عدت نہیں اس لئے دوسری اور تیسری بار کہنے سے اس پر طلاق نہیں پڑے گی کہ طلاق کے لئے عورت کا نکاح یا عدت میں ہونا ضروری ہے۔ البتہ اگر ایسی عورت کے متعلق یوں کہا کہ اسے تین طلاق۔ تو اس صورت میں اس پر تین طلاقیں پڑ جائیں گی۔

اور اگر نکاح کے بعد بیوی سے ہمبستری کر چکا ہے تو پھر چاہے اس سے یوں کہا کہ تجھے تین طلاق۔ یا اس طرح کہا کہ تجھے طلاق ہے۔ طلاق ہے۔ طلاق ہے ـــــ دونوں صورتوں میں اس پر تینوں طلاقیں پڑ جائیں گی۔ اس لئے کہ جب شوہر کو تین طلاق دینے کا حق حاصل ہے جس پر سب کا اتفاق ہے اور وہ تین طلاق دے رہا ہے تو تینوں پڑ جائیں گی۔ چاہے ایک مجلس میں تین

طلاق دے چاہے کئی مجلسوں میں۔ جیسے کہ کسی شخص کو تین دوکانوں کے بیچنے کا حق حاصل ہو اور وہ تینوں کو بیچ دے تو تینوں بک جائیں گی۔ چاہے وہ تینوں دوکانیں ایک ہی مجلس میں بیچے چاہے کئی مجلسوں میں۔ لیکن بیچ ڈالے وہ تینوں دوکانیں اور بکے صرف ایک۔ اسے کوئی عقلمند نہیں تسلیم کر سکتا۔ اسی طرح سے جب شوہر کو تین طلاق دینے کا حق حاصل ہے اور وہ تینوں طلاقیں دے ڈالے مگر پڑے صرف ایک۔ اسے بھی کوئی عقلمند نہیں مان سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاق کے پڑ جانے پر جمہور صحابۂ کرام تابعین عظام اور چاروں ائمۂ اسلام حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام شافعی حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب کا اتفاق ہے۔

عارف باللہ حضرت علامہ احمد صاوی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آیت کریمہ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ الخ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں۔

اَلْمَعْنٰی فَاِنْ ثَبَتَ طَلَاقُهَا ثَلَاثًا فِیْ مَرَّةٍ اَوْ مَرَّاتٍ فَلَا تَحِلُّ الخ كَمَا اِذَا قَالَ لَهَا اَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا اَوْ اَلْبَتَّةَ وَهٰذَا هُوَ الْمُجْمَعُ عَلَيْهِ۔ وَاَمَّا الْقَوْلُ بِاَنَّ الطَّلَاقَ الثَّلٰثَ فِیْ مَرَّةٍ وَاحِدَةٍ لَا يَقَعُ اِلَّا طَلْقَةٌ فَلَمْ يُعْرَفْ اِلَّا لِابْنِ تَيْمِيَةَ مِنَ الْحَنَابِلَةِ وَقَدْ رَدَّ عَلَيْهِ اَئِمَّةُ مَذْهَبِهٖ حَتّٰی قَالَ الْعُلَمَاءُ اِنَّهٗ

مطلب یہ ہے کہ اگر عورت کو ایک دم تین طلاق دے یا الگ الگ۔ ہر صورت میں عورت حرام ہو جائے گی (جب تک کہ وہ حلالہ نہ کرے) جیسے کہ بیوی سے جب کہا تجھے تین طلاق ہے یا طلاق بتہ۔ اسی پر عالموں کا اتفاق ہے۔ اور یہ کہنا کہ ایک دم کی تین طلاق میں ایک ہی طلاق پڑتی ہے۔ تو یہ صرف ابن تیمیہ کا قول ہے جو اپنے کو حنبلی کہتا تھا۔ اس کے مذہب کے اماموں نے اس کا رد کیا یہاں تک کہ عالموں نے فرمایا کہ ابن تیمیہ گمراہ اور گمراہ گر ہے (تفسیر صاوی)

اَلضَّالُّ الْمُضِلُّ۔ (جلد اول صفحہ ۹۶)

اور حضرت سُوید بن غفلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف مروی ہے کہ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی بیوی عائشہ خثعمیہ کو تین طلاقیں دیدیں۔ بعد میں آپ کو معلوم ہوا کہ عائشہ کو آپ کی جدائی کا بڑا غم ہے تو آپ رو پڑے اور فرمایا۔

لَوْلَا اَنِّیْ سَمِعْتُ جَدِّیْ اَوْحَدَّثَنِیْ اَبِیْ اَنَّہٗ سَمِعَ جَدِّیْ یَقُوْلُ اَیُّمَا رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَہٗ ثَلَاثًا عِنْدَ الْاَقْرَاءِ اَوْثَلَاثًا مُبْهَمَةً لَمْ تَحِلَّ لَهٗ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ لَرَاجَعْتُهَا۔

اگر میں نے اپنے جد کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے نہ سنا ہوتا۔ یا یوں فرمایا کہ اگر میں نے اپنے والد سے جد امجد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ حدیث شریف نہ سنی ہوتی کہ جو اپنی بیوی کو تین طہروں میں تین طلاقیں دے یا مبہم (اکٹھی تین طلاقیں) دے تو وہ بغیر حلالہ پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوسکتی۔ تو عائشہ سے میں رجعت کرلیتا (سنن کبریٰ بیہقی جلد ۷، صفحہ ۳۳۶)

اس حدیث مبارکہ سے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب واضح طور پر معلوم ہوگیا کہ چاہے تین طلاقیں ایک دم اکٹھی دے چاہے تین طہروں میں۔ بہر صورت تینوں طلاقیں پڑ جائیں گی۔

اور حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا۔

كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَجَاءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّهٗ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ ثَلَاثًا قَالَ فَسَكَتَ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّهٗ رَادُّهَا اِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَنْطَلِقُ اَحَدُكُمْ

میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی۔ راوی نے کہا تو حضرت ابن عباس چپ رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ آپ عورت کو

فَيَرْكَبُ الْحُمُوْقَةَ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ وَاِنَّ اللّٰهَ قَالَ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَاِنَّكَ لَمْ تَتَّقِ اللّٰهَ فَلَا اَجِدُ لَكَ مَخْرَجًا عَصَيْتَ رَبَّكَ وَبَانَتْ مِنْكَ امْرَأَتُكَ۔

اس کی طرف لوٹا دیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا تم بیوقوفی کرکے چلتے ہو پھر کہتے ہو اے ابن عباس! اے ابن عباس! اور بے شک خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ جو اللہ سے ڈرے گا وہ اس کے لئے کوئی راستہ پیدا کر دے گا۔ اور تو اللہ سے نہیں ڈرا تو میں تیرے لئے کوئی راستہ نہیں پاتا ہوں۔ تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری عورت تیرے نکاح سے نکل گئی (ابوداؤد شریف صفحہ ۲۹۹)

حضرت امام ابوداؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس حدیث کو حمید اعرج وغیرہ نے حضرت مجاہد سے۔ اور انھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (۲) اور شعبہ نے بھی اس حدیث کو عمرو بن مرہ سے روایت کیا۔ اور انھوں نے سعید بن جبیر کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (۳) اور ایوب و ابن جریج دونوں نے اس حدیث کو عکرمہ بن خالد سے روایت کیا۔ اور انھوں نے بواسطہ سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (۴) اور ابن جریج نے اس حدیث کو عبدالحمید بن رافع سے بھی روایت کیا۔ اور انھوں نے عطاء کے واسطے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (۵) اور اعمش نے اس حدیث کو مالک بن حارث سے روایت کیا۔ اور انھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے (۶) اور اس حدیث کو ابن جریج نے عمرو بن دینار سے بھی روایت کیا اور انھوں نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا۔ اور ان سب نے تین طلاقوں کے

بارے میں فرمایا کہ حضرت ابن عباس نے ان کو تین برقرار رکھا انھیں ایک طلاق نہیں ٹھہرایا (ابوداؤد شریف ص ۲۹۹)

اور حضرت نافع بن عجیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ

اِنَّ رُكَانَةَ بْنَ عَبْدِ يَزِيْدَ طَلَّقَ اِمْرَأَتَهُ سُهَيْمَةَ الْبَتَّةَ فَاَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ وَقَالَ وَاللّٰهِ مَا اَرَدْتُّ اِلَّا وَاحِدَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ مَا اَرَدْتَّ اِلَّا وَاحِدَةً فَقَالَ رُكَانَةُ وَاللّٰهِ مَا اَرَدْتُّ اِلَّا وَاحِدَةً فَرَدَّهَا اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

میرے دادا رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی سہیمہ کو بتہ طلاق دی۔ تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں عرض کیا اور کہا قسم خدا کی میں نے صرف ایک طلاق کی نیت کی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بخدا تم نے ایک ہی طلاق کی نیت کی ہے؟ رکانہ نے عرض کیا اللہ کی قسم میں نے ایک ہی طلاق کی نیت کی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بغیر حلالہ اس عورت کو حضرت رکانہ کی طرف لوٹا دیا۔ (ابوداؤد شریف ص ۳۰۰)

اس حدیث شریف سے کھلم کھلا ظاہر ہوا کہ اگر حضرت رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کہتے کہ میں نے تین طلاق کی نیت کی ہے تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تینوں طلاق کا حکم فرماتے۔ ورنہ ایک طلاق کی نیت پر قسم لینے کا کوئی معنیٰ نہیں ہوگا۔

اور حضرت عامر شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا

قُلْتُ لِفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ حَدِّثِيْنِيْ عَنْ طَلَاقِكِ قَالَتْ طَلَّقَنِيْ زَوْجِيْ ثَلَاثًا وَهُوَ خَارِجٌ اِلَى الْيَمَنِ فَاَجَازَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

میں نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے

کہا کہ اپنی طلاق کا واقعہ مجھ سے بیان کریں تو انھوں نے کہا کہ میرے شوہر نے یمن جاتے ہوئے مجھے تین طلاقیں دی تھیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تینوں کو برقرار رکھا (ابن ماجہ ص ۱۴۷)

اس حدیث شریف سے بھی معلوم ہوا کہ ایک دم تین طلاقیں دینے سے سب پڑ جاتی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت فاطمہ بنت قیس کے لئے تینوں طلاقیں ثابت نہ فرماتے۔

اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا۔

اِنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَالَ طَلَّقْتُ اِمْرَأَتِيْ اَلْفًا فَقَالَ تَاْخُذُ ثَلَاثًا وَتَدَعُ تِسْعَ مِائَةٍ وَسَبْعَةً وَتِسْعِيْنَ۔

ایک شخص حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آیا اور کہا میں نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دی ہیں۔ آپ نے فرمایا تین لے لو اور نو سو ستانوے چھوڑ دو (سنن کبریٰ بیہقی جلد ۷ ص ۳۳۷)

اس حدیث شریف سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ فتویٰ واضح طور پر معلوم ہوگیا کہ اگر کوئی ایک دم تین طلاقوں سے زیادہ دیدے تو تین طلاقیں اکٹھی پڑ جائیں گی اور باقی لغو ہو جائیں گی۔

اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا۔

قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوْا فِيْ اَمْرٍ كَانَتْ لَهُمْ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس بات میں مہلت تھی اب اس میں لوگ جلدی کر رہے ہیں تو بہتر

فِيْهِ أَنَاةٌ فَلَوْ أَمْضَيْنَاهُ عَلَيْهِمْ فَأَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ۔

ہے کہ ہم اس کو ان پر نافذ کردیں۔ تو آپ نے ان پر اس کو نافذ کردیا (مسلم شریف جلد ۱ ص ۴۷۸)

اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں یہ قانون بنادیا کہ ایک دم تین طلاقیں تین ہی ہونگی۔

شارح مسلم حضرت علامہ امام نووی شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان اس حدیث شریف کی شرح میں لکھتے ہیں۔

مَنْ قَالَ لِامْرَأَتِهِ أَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا فَقَالَ الشَّافِعِيُّ وَمَالِكٌ وَ أَبُوْحَنِيْفَةَ وَأَحْمَدُ وَجَمَاهِيْرُ الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ يَقَعُ الثَّلَاثُ۔

جس نے اپنی بیوی سے کہا تجھے تین طلاق۔ تو حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام احمد بن حنبل اور سلف و خلف کے جمہور عالموں نے فرمایا کہ تینوں طلاقیں پڑ جائیں گی (مسلم شریف جلد ۱ ص ۴۷۸)

لیکن غیر مقلدوں کے نزدیک قرآن مجید کی تفسیر غلط، بیہقی، ابن ماجہ اور ابوداؤد شریف کی اوپر والی ساری حدیثیں غلط، چاروں ائمہ مجتہدین اور سلف و خلف کے جمہور علمائے دین کا مذہب غلط، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فیصلہ کہ ایک مجلس کی دی ہوئی تین طلاقیں سب پڑ جائیں گی جس پر بہت سے بڑے بڑے محدثین گواہ ہیں وہ بھی غلط، اس کے بارے میں نواسۂ رسول حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث غلط۔ یہاں تک کہ صحابۂ کرام کی موجودگی میں حضرت عمر فاروق اعظم کا یہ قانون بنانا کہ ایک دم تین طلاقیں تین ہی ہوں گی وہ بھی غلط اور صحابۂ کرام کا اس قانون کو مان لینا اور اس پر عمل درآمد ہونا سب غلط۔ البتہ ابن تیمیہ جو کئی صدی بعد پیدا ہوا صرف وہ صحیح ہے۔ یعنی غیر مقلدوں کے نزدیک

حضرت عمر اور دیگر صحابۂ کرام وغیرہ نے نبوت اور شریعت کے مزاج کو نہیں سمجھا صرف ابن تیمیہ نے سمجھا۔ نعوذ باللہ من ذالک عہ

ابن تیمیہ کون ہے؟

ابن تیمیہ جو ۶۶۱ھ میں پیدا ہوا اور ۷۲۸ھ میں فوت ہوا۔ وہ شخص ہے جس کو غیر مقلدین اپنا امام تسلیم کرتے ہیں۔ مگر وہ خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔ اس نے بہت سے مسائل میں علمائے حق کی مخالفت کی ہے یہاں تک کہ اس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے مدینہ طیبہ کے سفر کو گناہ قرار دیا ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی مرتبہ نہیں۔ اور یہ بھی اس کا عقیدہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کی ذات میں تغیر و تبدل ہوتا ہے۔

جیسا کہ عارف باللہ حضرت علامہ شیخ احمد صاوی مالکی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

ابن تيمية من الحنابلة وقد رد عليه ائمة مذهبه حتى قال العلماء انه الضال المضل۔

ابن تیمیہ حنبلی کہلاتا تھا۔ حالانکہ اس مذہب کے اماموں نے بھی اس کا رد کیا ہے۔ یہاں تک کہ علماء نے فرمایا کہ وہ گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے (تفسیر صاوی جلد اول ص ۹٦)

اور خاتم الفقہا والمحدثین حضرت علامہ شہاب الدین بن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

انه خالف الناس فی مسائل نبه علیها التاج السبکی وغیره۔

ابن تیمیہ نے بہت سے مسائل میں علمائے حق کی مخالفت کی ہے جس کی نشاندہی حضرت

عہ غیر مقلدین طلاق سے ایک ہی پڑنے کی جو دلیلیں پیش کرتے ہیں ان کا ٹھوس جواب جاننے کے لئے جاء الحق وغیرہ کا مطالعہ کریں۔

فمما خرق فيه الاجماع قوله ان طلاق الحائض لا يقع وكذ الطلاق في طهر جامع فيه وان الصلاة اذا تركت عمدا لا يجوز قضاءها وان الحائض يباح لها الطواف بالبيت ولا كفارة عليها۔ وان الطلاق الثلاث يرد الى واحدة۔ وان المائعات لا تنجس بموت حيوان فيها كالفارة وان الجنب يصلي تطوعه بالليل ولا يؤخره الى ان يغتسل قبل الفجر وان كان بالبلد وان مخالف الاجماع لا يكفر ولا يفسق وان ربنا محل الحوادث۔ وقوله بالجسمية و الجهة والانتقال وانه بقدر العرش لا اصغر ولا اكبر۔ وقال ان النار تفنى وان الانبياء غير معصومين وان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لا جاه له ولا يتوسل به وان انشاء السفر اليه بسبب الزيادة

تاج الدین سبکی وغیرہ نے کی ہے۔ تو جن مسائل میں اس نے خرق اجماع کیا ہے ان میں سے چند یہ ہیں ——— حالت حیض میں اور جس طہر میں ہمبستری کی ہے طلاق نہیں واقع ہوتی اور نماز اگر قصداً چھوڑ دی جائے تو اس کی قضا واجب نہیں۔ اور حالت حیض میں بیت اللہ شریف کا طواف کرنا جائز ہے۔ اور کوئی کفارہ نہیں۔ اور تین طلاق سے ایک ہی طلاق پڑتی ہے۔ اور تیل وغیرہ پتلی چیزیں چوہا وغیرہ کے مرنے سے نجس نہیں ہوتیں۔ اور بعد ہمبستری غسل کرنے سے پہلے رات میں نفل نماز پڑھنا جائز ہے اگرچہ شہر میں ہو۔ اور جو شخص اجماع امت کی مخالفت کرے اسے کافر و فاسق نہیں قرار دیا جائے گا۔ اور خدائے تعالیٰ کی ذات میں تغیر و تبدل ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے جسم ہونے اور اس کے لئے جہت اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کا قائل ہے۔ اور کہتا ہے کہ خدائے تعالیٰ بالکل عرش کے برابر ہے نہ اس سے چھوٹا ہے نہ بڑا۔

اور یہ بھی کہتا ہے کہ جہنم فنا ہو جائے گی اور یہ بھی کہتا ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام معصوم نہیں ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی

معصية لا تقصر الصلاة فيه و سيحرم ذلك يوم الحاجة ماسة الى شفاعته اھ تلخيصا۔

مرتبہ نہیں ہے۔ ان کو وسیلہ نہ بنایا جائے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا گناہ ہے۔ ایسے سفر میں نماز کی قصر جائز نہیں۔ جو شخص ایسا کرے گا وہ حضور کی شفاعت سے محروم رہے گا۔ (فتاویٰ حدیثیہ ص۱۱۶)

اور تحریر فرماتے ہیں۔

ابن تيمية خذله واضله واعماه واصمه واذله۔ وبذلك صرح الائمة الذين بينوا فساد احواله كذب اقواله ومن اراد ذلك فعليه بمطالعة كلام الامام المجتهد المتفق على امامته وجلالته وبلوغ مرتبة الاجتهاد ابي الحسن السبكي وولد التاج والشيخ الامام العز بن جماعة واهل عصرهم وغيرهم من الشافعية والمالكية والحنفية۔ ولم يقصر اعتراضه على متاخري الصوفية بل اعتراض على مثل عمر بن الخطاب وعلي بن ابي طالب رضي الله تعالى

ابن تیمیہ ایسا شخص ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اسے نامراد کر دیا اور گمراہ فرما دیا اور اس کی بصارت و سماعت کو سلب فرما لیا۔ اور اس کو ذلت کے گڈھے میں گرا دیا۔ اور ان باتوں کی تصریح ان اماموں نے فرمائی ہے جنھوں نے اس کے احوال کے فساد اور اس کے اقوال کے جھوٹ کا پول کھولا ہے۔

جو شخص ان باتوں کا تفصیلی علم حاصل کرنا چاہے اسے لازم ہے کہ وہ اس امام کے کلام کا مطالعہ کرے جن کی امامت و جلالت پر سب علمائے کرام کا اتفاق ہے۔ اور جو مرتبہ اجتہاد پر فائز ہیں یعنی حضرت ابو الحسن سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ اور حضرت تاج الدین سبکی کے فرزند۔ اور حضرت شیخ امام عز الدین بن جماعہ اور ان کے ہم عصر شافعی، مالکی اور حنفی علماء کی کتابوں کو پڑھے ——— اور ابن تیمیہ کے اعتراضات فقط متاخرین صوفیہ ہی پر نہیں بلکہ وہ تو اس قدر

عنهما. والحاصل ان لا يقام لكلامه وزن بل يرمى فى كل وعر وحزن ويعتقد فيه انه مبتدع ضال ومضل جاهل غال. عامله الله بعدله واجارنا من مثل طريقته وعقيدته وفعله آمين۔

حد سے بڑھ گیا کہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب اور امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسی مقدس ذاتوں کو بھی اپنے اعتراضات کا نشانہ بنا ڈالا۔ خلاصہ یہ کہ ابن تیمیہ کی بکواسوں کا کوئی وزن نہیں بلکہ وہ اس قابل ہیں کہ گڈھوں اور کنووں میں پھینک دی جائیں۔ اور ابن تیمیہ کے بارے میں یہی عقیدہ رکھا جائے کہ وہ بدمذہب گمراہ دوسروں کو گمراہ کرنے والا جاہل اور حد سے تجاوز کرنے والا ہے۔ خدائے تعالیٰ اس سے انتقام لے اور ہم سب لوگوں کو اس کی راہ اور اس کے عقیدوں سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین (فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۱۴)

اور آٹھویں صدی ہجری کے عظیم اندلسی مورخ ابو عبداللہ بن بطوطہ اپنے سفرنامہ میں ابن تیمیہ کا ذکر اس طرح کرتے ہیں۔

حكاية الفقيه ذى اللوثة۔ ایک جنونی عالم کا بیان

پھر لکھتے ہیں۔

يتكلم فى الفنون الا ان فى عقله شيئاً (رحلہ ابن بطوطہ مطبع دار بیروت ص ۹۵ ومطبع خیریہ ص ۶۸)

گو ابن تیمیہ کو بہت سے فنون میں قدرت کلام تھی لیکن دماغ میں کسی قدر فتور آگیا تھا (ترجمہ رئیس احمد جعفری ندوی ص ۱۲۶ مطبوعہ ادارہ درس اسلام دیوبند)

دماغ میں خرابی اور فتور ہی کی وجہ سے جب ابن تیمیہ نے بہت سے مسائل میں اجماع امت کی مخالفت کی یہاں تک حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھی اعتراض کا نشانہ بنا ڈالا تو اہل سنت

وجماعت حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی ہر مذہب کے علما نے اس کا رد کیا اور اسے گمراہ و گمراہ گر قرار دیا۔ لیکن غیر مقلدین کہ جن کے دلوں میں کھوٹ اور کجی پائی جاتی ہے۔ انھوں نے دماغی خلل رکھنے والے ابن تیمیہ کی پیروی کر لی اور اسے اپنا امام و پیشوا بنا لیا۔

دعا ہے کہ خدائے عزوجل ابن تیمیہ اور اس کی پیروی کرنے والے غیر مقلدین کے فتنے سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین بحرمة النبى الكريم عليه وعلىٰ آله افضل الصلوات واكمل التسليم

غیر مقلدوں کے کچھ پوشیدہ راز عہ

۱۔ غیر مقلدین کے نزدیک رام چندر اور لچھمن اور کرشن نبی ہیں جو ہندوؤں میں مشہور ہیں۔ اسی طرح فارسیوں میں زرتشت۔ اور چین و جاپان والوں میں کنفیوس۔ اور بدھ و سقراط اور فیثاغورس یونانیوں میں۔ مولوی وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں کہ ہم ان کی نبوت کا انکار نہیں کر سکتے۔ یہ انبیاء صلحا تھے۔ (ہدیۃ المہدی ص ۸۵)

۲۔ غیر مقلدین کے نزدیک کافر کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے۔ اس کا کھانا جائز ہے۔ (دلیل الطالب ص ۴۱۳ مؤلفہ نواب صدیق حسن خاں غیر مقلد و عرف الجادی ص ۲۴۷ مؤلفہ نور الحسن خاں غیر مقلد)

۳۔ غیر مقلد کا مذہب ہے کہ مرد ایک وقت میں جتنی عورتوں سے چاہے

عہ اس باب کے سارے مضامین وحوالے دار العلوم دیوبند کے صدر مفتی مہدی حسن شاہ جہاں پوری کی تصنیف قطع الوتین سے بعینہ نقل کئے گئے ہیں ۱۲ منہ

نکاح کرسکتا ہے۔ اس کی حد نہیں کہ چار ہی ہو (ظفر اللاضی ص۱۴۱ و ص۱۴۲ نواب صاحب غیر مقلد کی وعرف الجادی ص۱۱۵)

۴۔ غیر مقلدین کے نزدیک خشکی کے وہ تمام جانور حلال ہیں جن میں خون نہیں (بدور الاہلہ ص۳۴۶ مؤلفہ نواب صاحب مذکور)

۵۔ غیر مقلدین کے نزدیک جو جانور مرگیا اور میتہ ہے وہ ناپاک نہیں (دلیل الطالب ص۲۲۴)

۶۔ نواب صاحب غیر مقلد فرماتے ہیں کہ سور کے ناپاک ہونے پر آیت سے استدلال کرنا صحیح اور قابل اعتبار نہیں۔ بلکہ اس کے پاک ہونے پر دال ہے۔ (بدور الاہلہ ص۱۵، ۱۶)

۷۔ غیر مقلدین کے نزدیک سوائے حیض ونفاس کے خون کے باقی تمام جانوروں اور انسانوں کا خون پاک ہے (دلیل الطالب ص۲۳ وبدور الاہلہ ص۱۸ وعرف الجادی ص۱۰)

۸۔ غیر مقلدین کے نزدیک مالِ تجارت میں زکوٰۃ نہیں ہے (بدور الاہلہ ص۱۰۲ و دلیل الطالب ومسک الختام شرح بلوغ المرام وشرح رسالہ شوکانی)

۹۔ غیر مقلدین کے نزدیک چھ چیزوں کے سوا باقی تمام اشیاء میں سود لینا جائز ہے (دلیل الطالب، عرف الجادی، البنیان المرصوص، بدور الاہلہ وغیرہا)

۱۰۔ غیر مقلدین کے نزدیک ناپاک آدمی کو بغیر غسل کئے قرآن شریف کو چھونا اٹھانا، رکھنا اور ہاتھ لگانا جائز ہے۔ (دلیل الطالب ص۲۵۲، عرف الجادی، البنیان المرصوص)

۱۱۔ غیر مقلدوں کے نزدیک چاندی سونے کے زیوروں میں زکوٰۃ واجب نہیں (بدور الاہلہ ص۱۰۱)

۱۲۔ غیر مقلدین کے نزدیک شراب ناپاک ونجس نہیں ہے بلکہ پاک ہے (بدور الاہلہ ص۱۵، دلیل الطالب ص۴۰۶، عرف الجادی ص۲۴۵)

۱۳۔ غیر مقلدین کے نزدیک سونے چاندی کے زیور میں سود نہیں ہوتا جس طرح چاہے بیچے خریدے کمی زیادتی ہر طرح جائز ہے (دلیل الطالب ص۵۷۵)

۱۴۔ غیر مقلدین کے نزدیک منی پاک ہے۔ (بدور الاہلہ ص۱۵ دیگر کتب بالا)

۱۵۔ غیر مقلدین کے نزدیک زوال ہونے سے پہلے جمعہ کی نماز پڑھنا جائز ہے (بدور الاہلہ ص۷۱)

۱۶۔ غیر مقلدین کے نزدیک جوان مردوں اور لڑکوں کو چاندی کا زیور پہننا جائز ہے (بدور الاہلہ ص۲۵۶، دلیل الطالب ص۴۳۴ و ص۴۳۵)

۱۷۔ غیر مقلدین کے نزدیک اگر کوئی قصداً نماز چھوڑ دے اور پھر اس کی قضا کرے تو قضا سے کچھ فائدہ نہیں وہ نماز اس کی مقبول نہیں۔ اور نہ اس نماز کا قضا کرنا اس کے ذمہ واجب ہے وہ ہمیشہ گنہگار رہے گا۔ (دلیل الطالب ص۲۵۰)

۱۸۔ غیر مقلدین کے نزدیک تمام جانوروں کا پیشاب پاک ہے (بدور الاہلہ ص۱۳)

۱۹۔ غیر مقلدین کے نزدیک دریا کے تمام جانور زندہ ہوں یا مردہ سب حلال ہیں مگر طافی (بدور الاہلہ ص۳۳۳ وعرف الجادی ص۲۴۷)

۲۰۔ غیر مقلدین کے نزدیک چاندی سونے کے برتن استعمال کرنا جائز ہے (بدور الاہلہ ص۲۵۴)

۲۱۔ غیر مقلدین کے نزدیک جس شخص نے کسی عورت سے زنا کیا ہے وہ شخص اس کی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے اگرچہ وہ لڑکی اسی زنا سے پیدا ہوئی ہو عرف الجادی ص۱۱۳)

۲۲۔ غیر مقلدوں کے نزدیک مشت زنی کرنی۔ یا اور کسی چیز سے منی خارج کرنا اس شخص کے لئے مباح ہے جس کے بیوی نہ ہو۔ اور اگر گناہ میں مبتلا ہونے کا خوف ہو تو واجب و مستحب ہوتا ہے (عرف الجادی ص۲۱۴)

۲۳۔ غیر مقلدین کے نزدیک ایک ہی بکری کی قربانی بہت سے گھر والوں کی طرف سے کفایت کرتی ہے اگرچہ سو آدمی ہی ایک مکان میں کیوں نہ ہوں (بدور الاہلہ ص۳۴۱)

۲۴۔ غیر مقلدین کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار مبارک کی زیارت کے لئے سفر کرنا جائز نہیں (عرف الجادی ص۲۵۷)

۲۵۔ غیر مقلدین کے نزدیک نجاست گرنے سے کوئی پانی ناپاک نہیں ہوتا پانی تھوڑا ہو یا بہت۔ نجاست پاخانہ و پیشاب ہو یا اور کوئی ہو۔ ہاں رنگ و بو مزہ ظاہر ہو تو ناپاک ہو جائے گا۔ (عرف الجادی ص۹)

۲۶۔ غیر مقلدین کے نزدیک اگر نمازی ناپاک بدن سے نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔ اور وہ گنہگار ہے۔ (بدور الاہلہ ص۳۸)

۲۷۔ غیر مقلدین کے نزدیک بدن سے کتنا ہی خون نکلے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا (دستور المتقی)

۲۸۔ غیر مقلدین کے نزدیک سر منڈانا خلافِ سنت اور خارجیوں کی علامت ہے۔ (البنیان المرصوص ص۱۶۹)

۲۹۔ غیر مقلدین کے نزدیک لفظ اللہ کے ساتھ ذکر کرنا بدعت ہے۔ (البنیان المرصوص ص۱۷۳)

۳۰۔ غیر مقلدین کے نزدیک عورت کی نماز بغیر تمام ستر کے چھپائے ہوئے صحیح ہے تنہا ہو یا دوسری عورتوں کے ساتھ ہو یا اپنے شوہر کے ساتھ ہو یا دوسرے محارم کے ساتھ ہو غرض ہر طرح صحیح ہے زیادہ سے زیادہ سر کو چھپالے (بدور الاہلہ ص۳۹)

۳۱۔ غیر مقلدوں کے نزدیک نمازی کے کپڑوں کے واسطے پاک ہونا شرط نہیں۔ اگر کسی نے ناپاک کپڑوں میں بغیر کسی عذر کے قصداً نماز پڑھ لی تو اس کی نماز صحیح ہو جاتی ہے (دلیل الطالب ص۲۶۴، عرف الجادی ص۳۲ بدور الاہلہ ص۳۹)

۳۲۔ غیر مقلدین کے نزدیک ٹخنوں سے نیچا پاجامہ پہننے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے (دستور المتقی ص۲۹)

۳۳۔ رمضان میں روزہ کی حالت میں کسی نے قصداً کھا پی لیا تو غیر مقلدوں کے نزدیک اس کے ذمہ کفارہ نہیں ہے (دستور المتقی ص۱۰۳)

۳۴۔ غیر مقلدین کے نزدیک پردہ کی آیت خاص ازواجِ مطہرات کے بارے میں وارد ہوئی ہے۔ امت کی عورتوں کے واسطے نہیں ہے — (البنیان المرصوص ص۱۶۸)

۳۵۔ غیر مقلدین کے نزدیک سیاہی (خارپشت) کھانا جائز ہے حرمت کی حدیث ثابت نہیں (بدور الاہلہ ص۳۵۱ و عرف الجادی ص۲۴۳)

۳۶۔ غیر مقلدین کے نزدیک جانور کے ذبح کرتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھی، تو کھاتے وقت بسم اللہ پڑھ لے۔ اس کا کھانا جائز ہے (عرف الجادی ص۲۴۹)

۳۷۔ نابالغ لڑکا اگر بالغین کی امامت کرے تو اس کی امامت صحیح ہے۔ (عرف الجادی ص۳۸)

۳۸۔ مولوی وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں جو شخص نکاح یا خوشی کی رسموں میں باجے بجوائے اس کو فاسق کہنا ظلم اور شرارت و تعصب ہے (اسرار اللغۃ پارہ ہشتم ص۶۱)

۳۹۔ غیر مقلدین کے نزدیک حالتِ حیض میں عورت پر طلاق نہیں پڑتی (روضۃ ندیہ ص۲۱۱)

۴۰۔ شیخ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی نے تین سو سے زیادہ مسئلوں میں غلطی کی ہے (فتاوٰی حدیثیہ ص۸۷)

۴۱۔ غیر مقلدین کے نزدیک فجر کی نماز کے واسطے علاوہ تکبیر کے دو اذان دینی چاہئے (اسرار اللغت پارہ دہم ص۱۱۹)

۴۲۔ غیر مقلد کا مذہب ہے کہ اگر رنڈی نے زنا سے مال کمایا اور اس کے بعد اس نے توبہ کرلی تو وہ مال اس کے اور تمام مسلمانوں کے لئے حلال اور پاک ہو جاتا ہے (دیکھو فتوٰی مولوی عبداللہ غازی پور۔ مورخہ ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۲۹ھ)

۴۳۔ غیر مقلدین کے نزدیک خطبہ میں خلفاء کا ذکر کرنا بدعت ہے ——— (ہدیۃ المہدی ص۱۱۰)

۴۴۔ غیر مقلدین کے نزدیک متعہ جائز ہے (ہدیۃ المہدی ص۱۱۸)

۴۵۔ غیر مقلدین کے نزدیک جو شخص عورتوں اور لونڈیوں سے لواطت کرے یعنی پیچھے کے مقام میں ہمبستری کرے اس کو منع نہیں کرنا چاہئے کیونکہ مسئلہ مختلف فیہا ہے (ہدیۃ المہدی ص۱۱۸)

۴۶۔ غیر مقلدین کے نزدیک گانے اور مزامیر سے لوگوں کو منع نہیں کرنا چاہئے (ہدیۃ المہدی ص۱۱۸)

۴۷۔ غیر مقلدین کہتے ہیں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال حجت نہیں ہیں۔ (ہدیۃ المہدی ص۲۱۱)

غیر مقلدوں کے چالیس فریب

کتاب حقیقۃ الفقہ تصنیف غیر مقلد مولوی یوسف جے پوری جو دوسرے غیر مقلد مولوی داؤد کی تصحیح اور اضافہ کے بعد ادارہ دعوت الاسلام مومن پورہ بمبئی سے شائع ہوئی ہے۔ وہ حنفیوں کو ان کے مذہب سے نفرت دلانے اور انھیں غیر مقلد وہابی بنانے کے لئے شروع سے آخر تک پوری کتاب فریب سے بھری ہوئی ہے۔ ہم اس مقام پر اس کتاب کے صرف چالیس فریب نقل کرتے ہیں۔

(۱) حقیقۃ الفقہ ص۳۹ پر حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور کتاب غنیۃ الطالبین کے حوالہ سے حنفیہ کو گمراہ فرقوں میں سے شمار کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان غیر مقلدوں کے اس فریب کا پردہ چاک کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ یہ صریح غلط اور افترا بر افترا ہے کہ تمام حنفیہ کو ایسا لکھا ہے غنیۃ الطالبین کے یہاں صریح لفظ یہ ہیں کہ ھم بعض اصحاب ابی حنیفۃ۔ وہ بعض حنفی ہیں۔ اس سے نہ حنفیہ پر الزام آسکتا ہے نہ معاذ اللہ حنفیت پر۔ آخر یہ تو قطعاً معلوم ہے اور سب جانتے ہیں کہ حنفیہ میں بعض معتزلی تھے۔ جیسے زمخشری صاحب کشاف و عبدالجبار و مطرزی صاحب مُغرب و زاہدی صاحب قنیہ و حاوی و مجتبیٰ۔ پھر اس سے حنفیت و حنفیہ پر کیا الزام آیا؟ ——— بعض شافعیہ زیدی رافضی

ہیں۔ اس سے شافعیہ و شافعیت پر کیا الزام آیا؟ ـــــ نجد کے
وہابی سب حنبلی ہیں۔ پھر اس سے حنبلیہ و حنبلیت پر کیا الزام آیا؟ ـــــ
جانے دو رافضی، خارجی، معتزلی، وہابی سب اسلام ہی میں نکلے اور اسلام
کے مدعی ہوئے پھر معاذ اللہ۔ اس سے اسلام و مسلمین پر کیا الزام آیا؟
(فتاویٰ رضویہ جلد نہم صـ۲۸)

خلاصہ یہ کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف
بعض حنفیوں کو گمراہ فرمایا ہے جو فروعی مسائل میں حضرت امام اعظم
ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کرتے تھے اور غلط عقیدہ رکھتے
تھے۔ جیسے کہ آج کل دیوبندی اور مودودی وغیرہ فروعی مسائل
میں حضرت امام اعظم کی پیروی کرنے کے سبب حنفی کہلاتے ہیں اور
غلط عقیدہ رکھنے کی وجہ سے گمراہ و بدمذہب ہیں۔

(۲) اور صـ۱۹۰ پر عالمگیری کے حوالہ سے ہے کہ زندہ یا مردہ جانور
یا کم عمر لڑکی سے جماع کیا تو وضو نہیں ٹوٹتا ـــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا
کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ یہ مسئلہ فتاویٰ عالمگیری میں ہرگز
نہیں ہے۔

(۳) اور پھر اسی کتاب کے صـ۹۳ پر ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ
بغیر جماع کے منی فرج میں داخل ہوگئی اور عورت حاملہ ہوگئی تو اسی
وقت غسل لازم ہوگا ـــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب اور
جھوٹ ہے کیونکہ ہدایہ میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے۔ لہٰذا لَعْنَةُ
اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ پڑھیں۔

(۴) اور صـ۱۹۷ پر درمختار کے حوالہ سے ہے کہ پیشاب حلال

جانوروں کا نجاست دور کرنے والا ہے ـــــ یہ بھی غیر مقلدوں کی مکاری
ہے اس لئے کہ درمختار میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے بلکہ اس میں یہ ہے
کہ حلال جانوروں کا پیشاب نجاست ہے۔ دیکھئے جلد اول صـ۱۴۰۔
اور جو چیز نجاست ہے وہ نجاست ہرگز نہیں دور کر سکتی۔

(۵) اور صـ۱۹۸ پر فتاویٰ عالمگیری کے حوالہ سے ہے کہ پاخانہ یا
لید لگ کر خشک ہوگئی تو رگڑنے سے پاک ہے ـــــ عالمگیری
میں یہ مسئلہ صرف چمڑہ کے موزہ کے لئے بیان کیا گیا ہے۔ اس کی اصل
عبارت یہ ہے الخف اذا اصابته النجاسة ان كانت متجسدة
كالعذرة والروث والمنى يطهر بالحت اذا يبست (جلد اول صـ۴۱)
لہٰذا غیر مقلدوں کا اسے مطلق لکھنا کہ ہر چیز میں پاخانہ یا لید لگے تو یہی
حکم ہے یہ بھی ان کا فریب ہے۔

(۶) اور صـ۲۰۲ پر درمختار کے حوالہ سے ہے کہ سؤر نجس العین
نہیں ـــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا افتراء و بہتان اور حنفی مذہب سے
عوام کو بھڑکا کر غیر مقلد وہابی بنانے کے لئے کھلا ہوا فریب ہے۔ یہ
مسئلہ درمختار میں ہرگز نہیں ہے بلکہ فقہ حنفی کی ہر کتاب میں یہ ہے
کہ سؤر نجس العین ہے فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔

(۷) اور صـ۲۰۳ پر منیۃ المصلی کے حوالہ سے ہے کہ سؤر کی کھال
بھی دباغت سے پاک ہو جاتی ہے ـــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا واضح
فریب ہے اس لئے کہ منیۃ المصلی میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے بلکہ اس
کے صـ۶۶ پر یہ ہے کہ سؤر اور آدمی کے علاوہ ہر چیز کی کھال دباغت
سے پاک ہو جاتی ہے۔ اصل عبارت یہ ہے کل اهاب دبغ فقد

طهر جازت الصلاة معه الاجلد الخنزیر والآدمی۔

(۸) اور صـ۲۵ پر ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ سوّر یا کتے کی پیٹھ پر غبار ہو تو تیمم جائز ہے ــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ ہدایہ میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے۔ جھوٹوں نے اپنا جھوٹا مذہب پھیلانے کے لئے صاحب ہدایہ پر جھوٹا الزام لگایا ہے۔

(۹) اور صـ۲۴۷ پر ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ عمامہ پر مسح جائز ہے ــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلم کھلا فریب ہے اس لئے کہ ہدایہ میں اس طرح مسئلہ نہیں ہے بلکہ اس کے صـ۴۴ پر یوں ہے لا یجوز المسح علی العمامة۔ یعنی عمامہ پر مسح جائز نہیں۔

(۱۰) اور صـ۲۰۵ پر در مختار کے حوالہ سے ہے کہ نماز جنازہ وعید کے واسطے تیمم کرنا جائز ہے اگرچہ پانی موجود ہو ــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے۔ اس لئے کہ اس عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ پانی ہوتے ہوئے ہر صورت میں نماز جنازہ وعید کے لئے تیمم جائز ہے۔ حالانکہ پانی ہوتے ہوئے نماز جنازہ اور عید کے واسطے صرف اس صورت میں تیمم جائز ہے جب کہ وضو یا غسل کرنے میں ان کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو۔ جلد اول صـ۱۶۱ پر در مختار کی اصل عبارت یہ ہے۔ جاز لخوف فوت صلاة جنازة او فوت عید بفراغ امام او زوال شمس اھ تلخیصًا۔

(۱۱) اور صـ۲۰۵ پر در مختار، ہدایہ، قدوری، اور منیۃ المصلی کے حوالے سے ہے کہ بجائے اللہ اکبر۔ اللہ اکبار یا اللہ الاکبار کہنا جائز ہے ــــ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو اس لئے کہ مذکورہ

چار کتابوں میں سے کسی میں یہ مسئلہ نہیں ہے۔ اور اللہ اکبار یا اللہ الاکبار کہنا کیسے جائز ہو سکتا ہے جب کہ اکبار کبر کی جمع ہے جس کا معنیٰ ہے ڈھول۔ اور وہ یا تو حیض کا نام ہے یا شیطان کا (دیکھئے شامی جلد اول صـ۳۰۴ اور منیۃ المصلی صـ۱۱۲ میں ہے ان قال اللہ اکبار لا یصیر شارعا وان قال فی خلال الصلاة تفسد صلاته لانه اسم الشیطان۔ یعنی اگر ابتداء میں اللہ اکبار کہا تو نماز شروع نہ ہو گی اور اگر درمیان میں اس طرح کہا تو نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ اکبار شیطان کا نام ہے۔ واضح ہو گیا کہ یہ بھی غیر مقلدوں کا اتہام والزام اور کھلا ہوا فریب ہے۔

(۱۲) اور صـ۲۰۷ پر عالمگیری کے حوالہ سے ہے کہ امام قراءت شروع کرے تو مقتدی سبحانك اللهم پڑھ لے ــــ فتاویٰ عالمگیری میں یوں ہے کہ جب امام آہستہ قراءت کرتا ہو تو مقتدی ثنا پڑھ لے اور جب وہ بلند آواز سے قراءت کرے تو نہ پڑھے (دیکھئے جلد اول صـ۸۵) لہذا یہ بھی غیر مقلدوں کا واضح فریب ہے۔

(۱۳) اور صـ۲۱۱ پر در مختار اور ہدایہ کے حوالے سے ہے کہ کتے بلی کو بلانے یا گدھے کو ہانکنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی ــــ حنفی عوام کو بہکانے کے لئے یہ بھی غیر مقلدوں کا جھوٹ اور فریب ہے اس لئے کہ مذکورہ دونوں کتابوں میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے فنجعل لعنة الله علی الکذبین۔

(۱۴) اور صـ۲۱۲ پر مالابد منہ کے حوالہ سے ہے کہ لکھے ہوئے پر نظر کی اور اس کے معنیٰ دریافت کئے تو نماز فاسد نہ ہوئی ــــ

فارسی زبان میں دریافت کا معنیٰ ہے سمجھنا مگر اردو میں اس کا معنیٰ ہے پوچھنا۔ تو مالا بد منہ جو فارسی میں ہے اس کی عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ کچھ لکھا ہوا دیکھا اور اس کا معنیٰ سمجھ گیا تو نماز فاسد نہ ہوتی۔ خدائے تعالیٰ ایسے مکاروں کے فریب سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے آمین۔

(۱۵) اور ص۲۱۳ میں ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ نماز فجر میں قنوت پڑھنا چاروں خلفائے راشدین اور اکثر صحابہ سے ثابت ہے ـــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا جھوٹ اور فریب ہے اس لئے کہ یہ ہدایہ میں ہرگز نہیں ہے۔

(۱۶) اور پھر ص۲۱۳ پر درمختار اور عالمگیری وغیرہ کے حوالے سے ہے کہ جمعہ کی شرطوں میں سے یہ ہے کہ شہر ہو جہاں حدود شرعیہ قائم ہوں ـــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا فریب ہے اس لئے کہ ہماری کتابوں میں یہ ہرگز نہیں ہے کہ ایسا شہر ہو جہاں حدود شرعیہ قائم ہوں بلکہ یہ ہے کہ شہر میں ایسا حاکم ہو جو حدود شرعیہ قائم کرنے پر قدرت رکھتا ہو۔ درمختار جلد اول ص۵۳۶ میں ہے المصر ھو کل موضع لہ امیر وقاض یقدر علی اقامۃ الحدود۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص۱۳۵ میں ہے معنی اقامۃ الحدود القدرۃ علیھا۔

(۱۷) اور ص۲۱۴ میں شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ خطبہ ایک تسبیح (سبحان اللہ) کے برابر ہو ـــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ ہماری کسی کتاب میں یہ نہیں ہے کہ خطبہ ایک تسبیح کے برابر ہو بلکہ یہ ہے کہ دو خطبے ہوں جن میں خدائے تعالیٰ

کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت ہو، حضور پر درود ہو، کم سے کم ان میں ایک آیت کی تلاوت ہو، پہلے خطبہ میں وعظ و نصیحت ہو، دوسرے میں مسلمانوں کے لئے دعا ہو اور خلفائے راشدین وغیرہ کا ذکر ہو۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ـــــ البتہ شرح وقایہ میں یہ ہے کہ ایک تسبیح کی مقدار خطبہ شرط ہے۔ یعنی اگر کسی نے اتنا بھی خطبہ نہیں پڑھا تو جمعہ کی نماز نہیں ہوگی۔

(۱۸) پھر ص۲۴۸ پر ہدایہ اور شرح وقایہ کے حوالے سے ہے کہ تیمم میں ایک ضرب کی احادیث صحیحین میں بطریق کثیرہ ہیں اور صحیح ہیں۔ ـــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا اتہام و الزام اور واضح فریب ہے اس لئے کہ ہدایہ اور شرح وقایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔

(۱۹) پھر اسی صفحہ پر ہدایہ اور شرح وقایہ کے حوالے سے ہے کہ تیمم میں دو ضرب کی احادیث ضعیف ہیں اور موقوف بھی ـــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ مذکورہ کتابوں میں یہ بات ہرگز نہیں ہے۔

(۲۰) اور ص۲۴۹ میں ہدایہ کے حوالے سے ہے کہ امام ابوحنیفہ کی ایک مثل کی روایت لائق تصحیح ہے ـــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے کیونکہ ہدایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔

(۲۱) پھر اسی ص۲۴۹ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ صحیح حدیث سے اذان کے کلمے دو دو بار اور تکبیر کے ایک ایک بار ہیں ـــــ یہ بھی غیر مقلدوں کی عیاری اور کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ شرح وقایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔

(۲۲) پھر صفحہ ۵ میں منیۃ المصلی کے حوالہ سے ہے کہ جب منھ کعبہ کی طرف ہے تو کعبے کی نیت کرنی جائز نہیں ــــــ منیۃ المصلی میں یہ ہرگز نہیں ہے بلکہ اس میں یہ ہے کہ امام ابو بکر محمد بن حامد نے فرمایا کہ جب منھ کعبہ شریف کی طرف ہو تو کعبہ کی نیت کرنا شرط نہیں۔ اور شیخ امام ابو بکر محمد بن فضل نے فرمایا کہ شرط ہے (دیکھئے منیۃ المصلی صفحہ ۹۹) یعنی جائز نہ ہونا کسی کا قول نہیں ہے۔ یہ بھی غیر مقلدوں کی کھلی ہوئی مکاری ہے۔

(۲۳) پھر اسی صفحہ ۲۵ پر ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی حدیث باتفاق ائمۂ محدثین ضعیف ہے ــــــ ہدایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔ لہذا یہ بھی غیر مقلدوں کا واضح فریب ہے۔

(۲۴) اور پھر اسی صفحہ ۲۵ میں شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ سینے پر ہاتھ باندھنے کی حدیث باتفاق ائمۂ محدثین صحیح ہے ــــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب اور جھوٹ ہے۔ لہذا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ پڑھیں۔

(۲۵) اور صفحہ ۲۵۱ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے کی احادیث ضعیف ہیں ــــــ یہ بھی غیر مقلدوں کی عیاری اور فریب ہے اس لئے کہ شرح وقایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔

(۲۶) پھر اسی صفحہ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ حضرت علی کا قول بھی منع فاتحہ میں ضعیف ہے۔ باطل ہے ــــــ یہ بھی غیر مقلدوں کی مکاری اور فریب ہے کیونکہ شرح وقایہ میں یہ بھی نہیں ہے۔

(۲۷) اور صفحہ ۲۵۲ میں ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ رفع الیدین کی حدیثیں بہ نسبت ترک رفع کے قوی ہیں ــــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ ہدایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔

(۲۸) پھر اسی صفحہ ۲۵۲ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے رفع الیدین نہ کرنے کی حدیث ضعیف ہے ــــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا فریب اور جھوٹ ہے کیونکہ یہ شرح وقایہ میں ہرگز نہیں ہے۔

(۲۹) اور صفحہ ۲۵۵ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ تین میل تک کی مسافت میں قصر جائز ہے ــــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا جھوٹ اور کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ یہ بھی شرح وقایہ میں نہیں ہے۔

(۳۰) اور صفحہ ۲۵۷ پر ہدایہ، شرح وقایہ اور منیۃ المصلی کے حوالہ سے ہے کہ وتر ایک رکعت بھی ہے ــــــ یہ بھی غیر مقلدوں کی عیاری اور واضح فریب ہے کیونکہ ان کتابوں میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے۔

(۳۱) پھر اسی صفحہ پر ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ ایک وتر پر مسلمانوں کا اجماع ہو چکا ہے ــــــ یہ بھی غیر مقلدوں کی مکاری اور کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ ہدایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔

(۳۲) پھر اسی صفحہ ۲۵۷ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ تین وتر کی روایت ضعیف ہے ــــــ یہ بھی غیر مقلدوں کی عیاری اور فریب ہے کیونکہ شرح وقایہ میں یہ ہرگز نہیں۔

(۳۳) اور صفحہ ۲۵۸ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ بعد رکوع کے دعائے قنوت پڑھنے کی روایت چاروں خلفاء سے ہے ــــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ شرح وقایہ میں یہ

بھی نہیں ہے۔

(۳۴) پھر اسی صـ۲۵۸ میں ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ نماز فجر میں قنوت پڑھنا چاروں خلفائے راشدین وعمار بن یاسر وابی بن کعب و ابو موسیٰ اشعری وابن عباس وابوہریرہ وبراء بن عازب وانس وسہل بن سعد ومعاویہ وعائشہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے ثابت ہے۔ اور اسی طرف اکثر صحابہ وتابعین گئے ہیں ـــــ ہدایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے غیر مقلدوں نے اپنا جھوٹا مذہب پھیلانے کے لئے جھوٹ اور فریب سے کام لیا ہے۔ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔

(۳۵) اور صـ۲۵۹ پر درمختار، ہدایہ اور شرح وقایہ کے حوالے سے ہے کہ تراویح بیس رکعت کی حدیث ضعیف ہے ـــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا جھوٹ اور فریب ہے۔ انھوں نے اپنا جھوٹا مذہب پھیلانے کے لئے جھوٹ کا سہارا لیا ہے۔

(۳۶) پھر اسی صفحہ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ تراویح آٹھ رکعات کی حدیث صحیح ہے ـــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ شرح وقایہ میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے۔

(۳۷) اور صـ۲۶۱ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ تراویح آٹھ رکعات سنت ہیں اور بیس مستحب ہیں ـــــ یہ بھی غیر مقلدوں کی عیاری اور واضح فریب ہے کیونکہ شرح وقایہ میں یہ بھی نہیں ہے۔

(۳۸) اور صـ۲۶۲ پر ہدایہ وشرح وقایہ کے حوالے سے ہے کہ نماز عیدین میں بارہ تکبیروں کی حدیث صحیح ہے ـــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ مذکورہ کتابوں میں یہ بات ہرگز نہیں

ہے۔

(۳۹) پھر اسی صفحہ پر قدوری کے حوالہ سے ہے کہ دونوں رکعتوں میں قبل قرأت تکبیرات کہے ـــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا واضح فریب ہے کیونکہ قدوری میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے۔

(۴۰) اور اسی کتاب حقیقۃ الفقہ کے صـ۲۷۲ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی نے ایسے زمانہ میں جب کہ جہالت عالمگیر ہو رہی تھی رسول اللہ کی سنت کو زندہ کیا اور احیائے سنت میں لومۃ لائم کا بالکل خیال نہ کیا۔ آپ کا زہد مشہور ہے۔ آپ علوم ظاہری وباطنی کے ایک کامل ماہر تھے ـــــ حنفی سنیوں کو غیر مقلد وہابی بنانے کے لئے غیر مقلدوں کا یہ انتہائی خطرناک فریب ہے کہ شرح وقایہ جیسی معتمد کتاب کے حوالہ سے مولوی اسمٰعیل دہلوی جیسے گمراہ وگمراہ گر کی تعریف لکھدی اور یہ بھی نہ سوچا کہ جب شرح وقایہ مولوی اسمٰعیل کی پیدائش سے تقریباً پانچ سو برس پہلے لکھی گئی تو اس میں ان کا ذکر کیسے آسکتا ہے اور دنیا اتنے بڑے جھوٹ پر ہم کو کتنی لعنت ملامت کرے گی؟ ـــــ دعا ہے کہ خدائے عزوجل انھیں سچائی نصیب فرمائے اور مذہب حق اہلسنت وجماعت قبول کرنے کی انھیں توفیق رفیق بخشے۔ (آمین)

مُختصر سوانح

حضور سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۱۵۰ھ)

آپ کا نام نامی نعمان، کنیت ابوحنیفہ اور لقب امام اعظم و امام المسلمین ہے۔ آپ فارس کے بادشاہ نوشیرواں کی اولاد سے ہیں۔ سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان بن ثابت بن قیس بن یزدگرد بن شہریار بن پرویز بن نوشیرواں۔

آپ کے دادا مشرف باسلام ہوکر کوفہ شہر میں سکونت پذیر ہوئے۔ وہیں آپ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے باپ ثابت اپنے بچپن کے زمانہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لائے گئے تو آپ نے ان کے لئے اور ان کی اولاد میں خیر و برکت کی دعا فرمائی۔

آپ کے زمانۂ مبارکہ میں تقریبًا بائیس صحابہ زندہ تھے جن میں سے سات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آپ کی ملاقات ثابت ہے خصوصًا حضرت انس بن مالک، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت عبد اللہ بن اوفی، حضرت معقل بن یسار اور حضرت واثلہ بن الاسقع سے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور حضرت انس و حضرت جابر و حضرت واثلہ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آپ نے حدیثیں بھی روایت کی ہیں۔

حدیث شریف میں آپ کے متعلق بشارت بھی دی گئی ہے جیسا کہ محدث زمانہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے سیدنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اس حدیث شریف میں بشارت دی ہے جسے ابونُعیم نے حلیہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے نقل کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لَوْ كَانَ الْعِلْمُ بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ رِجَالٌ مِّنْ أَبْنَاءِ فَارِسَ۔ یعنی اگر علم ثریا پر پہنچ جائے تو فارس کے جواں مردوں میں سے ایک جواں مرد ضرور اس تک پہنچ جائے گا (تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ اردو ص۶)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ حدیث ہے جس کے اصل الفاظ صحیح بخاری اور مسلم میں یہ ہیں لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ رِجَالٌ مِّنْ فَارِسَ۔ یعنی اگر ایمان ثریا کے نزدیک پہنچ جائے تو مردان فارس اس تک ضرور پہنچ جائیں گے (تبییض الصحیفہ اردو ص۶)

اور تحریر فرماتے ہیں کہ معجم طبرانی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لَوْ كَانَ الدِّيْنُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ نَاسٌ مِّنْ أَبْنَاءِ فَارِسَ۔ یعنی اگر دین ثریا میں معلق ہو جائے تو یقینًا مردان فارس کے لوگ اسے حاصل کرلیں گے (تبییض الصحیفہ اردو ص۷)

ان احادیث کریمہ میں "ابنائے فارس" اور "رجال فارس" سے حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب مراد ہیں۔

آپ نے چار ہزار مشائخ تابعین و تبع تابعین سے حدیث و فقہ حاصل کیا جن میں سے بعض حضرات کے نام یہ ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق نافع

مولی ابن عمر، موسیٰ بن ابی عائشہ، سالم بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب، سعید
بن مسروق، سلمہ بن کہیل، سلیمان بن مہران اعمش، طاؤس بن کیسان،
عبد اللہ بن دینار، عبد الرحمن بن ہرمز اعرج، عطاء بن ابی رباح، عطاء بن
یسار، محمد بن علی بن حسین بن علی المرتضیٰ، محمد بن عمرو بن الحسن بن علی المرتضیٰ
ولید بن سریع مولی عمر بن الخطاب اور ہشام بن عروہ بن الزبیر رضی
اللہ تعالیٰ عنہم۔

آپ نے تمام علوم میں کامل ہونے کے بعد گوشہ نشینی کا ارادہ فرمایا تو
ایک رات آپ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب
میں مشرف ہوئے۔ حضور نے ارشاد فرمایا اے ابو حنیفہ! آپ کو اللہ
تعالیٰ نے میری سنت زندہ کرنے کے لئے پیدا فرمایا ہے تو آپ گوشہ نشینی
کا ارادہ ہرگز نہ کریں۔ اس بشارت کے بعد آپ درس وتدریس اور
مسائل شرعیہ کے اجتہاد واستنباط میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ آپ
کا مذہب ساری دنیا میں پھیل گیا۔

آپ کے شاگرد بے شمار ہوئے جن میں سے ساٹھ شاگردوں کا
ذکر بعض محدثین نے تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ ان میں سے چند بزرگوں
کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر، حسن بن
زیاد لولوی، ابو مطیع بلخی، عبد اللہ بن مبارک، وکیع بن جراح، زکریا بن
ابی زائدہ، حفص بن غیاث نخعی، رئیس الصوفیہ داؤد طائی، یوسف بن
خالد، اسد بن عمرو اور نوح بن مریم وغیرہم۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسائل کے اجتہاد اور احکام
کے استنباط کی مشغولیت کے سبب روایت حدیث کا بہت کم موقع ملا

جیسے کہ حضرت ابو بکر صدیق وحضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو
امور خلافت کی مشغولیت کے سبب حدیث کی روایت کا اتفاق کم ہوا۔ مگر
اس کے باوجود حضرت امام اعظم کی روایت کردہ حدیثوں کی پندرہ مسند میں
جمع کی گئی ہیں اور آپ کے شاگرد اکابر محدثین کے شیوخ میں شمار کئے گئے
ہیں۔ جیسے یحیٰ بن معین، وکیع بن جراح، مسعر بن کدام، عبد اللہ بن مبارک
امام ابو یوسف، احمد بن حنبل۔ اور بالواسطہ اصحاب صحاح ستہ یعنی حضرت
امام بخاری اور حضرت امام مسلم وغیرہ بھی حضرت امام اعظم کی شاگردی سے
باہر نہیں ہو سکتے۔

زرقانی شارح مؤطا نے حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
روایت کردہ حدیثوں کی تعداد میں کئی قول نقل کئے ہیں۔ اول یہ کہ آپ
کی مرویات پانچ سو ہیں۔ دوسرے یہ کہ سات سو ہیں۔ تیسرے یہ کہ ایک
ہزار سے کچھ زائد ہیں۔ چوتھے یہ کہ ایک ہزار سات سو ہیں۔ پانچویں یہ کہ
چھ سو سڑسٹھ ہیں۔

اور غیر مقلدین جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کو صرف سترہ حدیثیں پہنچی ہیں اور ثبوت میں ابن خلدون کا حوالہ
پیش کرتے ہیں تو وہ سراسر غلط ہے۔ اس لئے کہ یہ ابن خلدون کا عقیدہ
نہیں ہے اور نہ اس کا قول ہے بلکہ اس نے دوسرے کا قول حکایۃً نقل
کیا ہے۔ اور اغلب یہ ہے کہ اس نے سبعمائۃ لکھا تھا اور کاتب کی غلطی سے
سبعۃ عشر ہو گیا۔ یا از راہ حسد قصداً ایسا کیا گیا۔ اس لئے کہ بقول حضرت
ملا علی قاری حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تراسی ہزار مسائل حل فرمائے
ہیں جن میں سے اڑتیس ہزار مسائل عبادات سے متعلق ہیں اور باقی مسائل

معاملات کے بارے میں ہیں۔

تو اگر آپ کو صرف سترہ حدیثیں پہنچی ہوتیں تو اتنے زیادہ مسائل آپ ہرگز نہیں حل کر سکتے تھے، نہ علامہ ذہبی شافعی تذکرۃ الحفاظ میں آپ کا ذکر حفاظ حدیث میں کرتے، نہ اکابر علمائے حدیث آپ کو اپنا شیخ بناتے، نہ آپ کے لئے امام کا لقب تسلیم کرتے، نہ محدث زمانہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی شافعی اور دیگر علمائے سلف آپ کے فضائل ومناقب میں بڑی بڑی کتابیں لکھتے۔

غرضیکہ غیر مقلدوں کا یہ پروپگنڈہ کہ حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کو صرف سترہ حدیثیں پہنچی ہیں بالکل جھوٹ ہے۔ اسے وہی شخص صحیح مان سکتا ہے جسے آپ کے علم سے حسد ہوگا اور یا تو وہ آپ کے علم سے جاہل ہوگا۔ جو آپ کی مرویات کو دیکھنا چاہے وہ مؤطا امام محمد، کتاب الآثار، کتاب الحج، سیر کبیر اور حضرت امام ابو یوسف کی کتاب الخراج، کتاب الامالی محمد بن زیاد وغیرہا کا مطالعہ کرے۔ ان میں امام اعظم کی روایت کردہ کئی سو حدیثیں صحیح اور حسن ملیں گی۔

آپ کی تصنیفات فقہ اکبر، کتاب الوصیۃ، کتاب العالم والمتعلم اور کتاب المفقود وغیرہ ہیں۔ آپ کا وصال ۱۵۰ھ میں ہوا۔ مزار اقدس بغداد شریف کے خیزراں قبرستان میں زیارت گاہ خاص وعام ہے جس پر سب سے پہلے سلطان ملک شاہ سلجوقی نے ۴۵۹ھ میں شاندار گنبد بنوایا اور آپ کے آستانۂ عالیہ پر حنفیوں کے لئے مدرسہ حنفیہ قائم کیا (ماخوذ از تبییض الصحیفہ، خیرات الحسان، حدائق الحنفیہ، مفید المفتی، سوانح امام اعظم)

قرآن وحدیث اور علماء اسلام کے اقوال کی روشنی میں
غیر مقلد مولوی مستقیم کی کتاب کا سنجیدہ اور مدلل جواب مسمی بہ

ازالۂ فریب

بجواب

تقلید شخصی کے آسیب

از

مفتی محمد اختر حسین قادری علیمی (ایم، اے)
استاذ دار العلوم علیمیہ جمداشاہی بستی